آخری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر
محمد مسعود احمد

[illegible] ص ۱۸۱

دورِ خلافت میں فاروق اعظم

عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ص ۱۷۶

فاروق اعظم کی شان میں عیسائی سپہ سالار لشکر والوں کی رپورٹ ص ۱۸۱

مجوسیوں کے نبی (زرتشت) کی پیشین گوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ص ۲۳

گوتم بدھ ص ۳۲

قرآن کریم کا پڑھنا رب کریم سے گفتگو کرنا ہے ص ۱۵۷-۱۵۸

جدھر قرآن ڈھالے ادھر ڈھل جاؤ ص ۱۶۷
(قولِ عبداللہ بن مسعود)

آخری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

دربار عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور

باھتمام :
سرہند پبلی کیشنز، کراچی
پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب ________ آخری پیغام

مصنف ________ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ناشر ________ خواجہ عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری

طابع ________ سرہند پبلی کیشنز، کراچی

مطبع ________ فضلی سنز لمیٹڈ۔ اردو بازار کراچی

طباعت ________ ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء

اشاعت ________ اول

تعداد ________ گیارہ سو

قیمت ________ ۵۰ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ دربار عالیہ، مرشد آباد شریف، کوہاٹ روڈ، پشاور

۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی

۳۔ سرہند پبلی کیشنز، مکان نمبر ۸۸، بلاک نمبر ۷-۸
دھلی مرکنٹائل ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی نمبر ۸۰۶،

فون:- ۴۳۶۷۸۶ اور ۲۳۸۶۱۱

Marfat.com

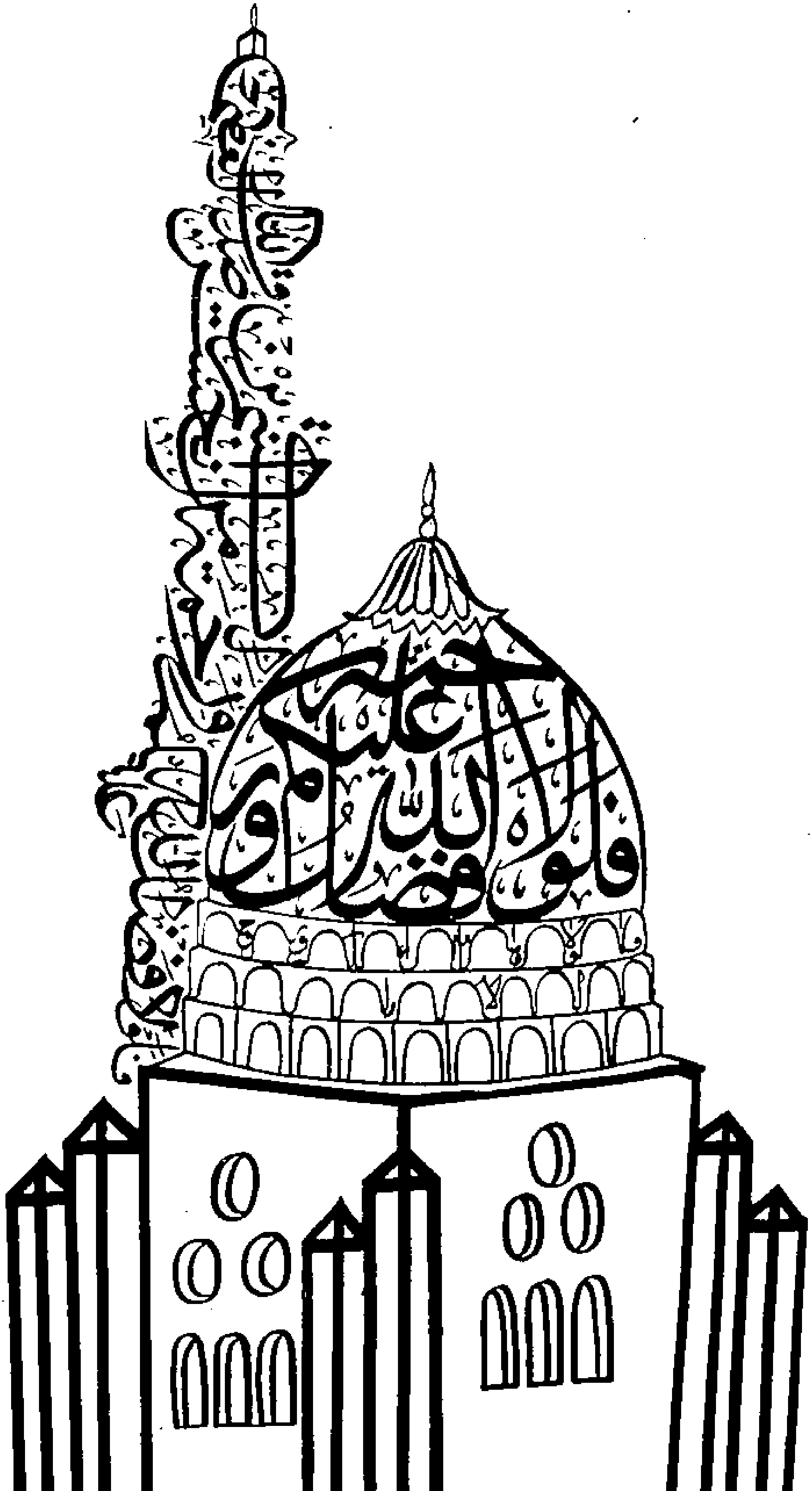

فلولا فضل الله عليكم ورحمته لكنتم من الخاسرين (٦٤)

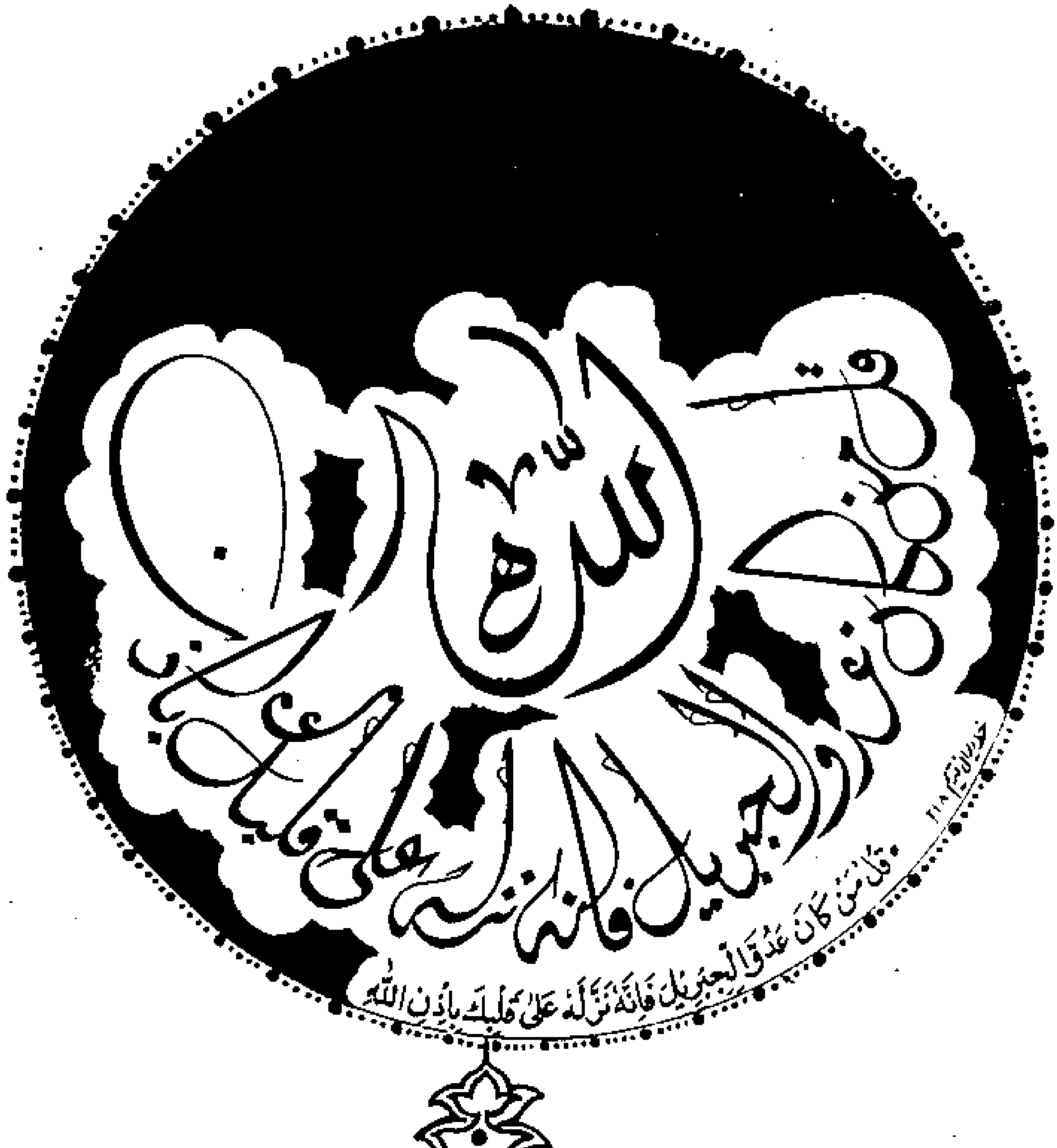

Marfat.com

اُس کے نام

☆ —— جس کی عمر عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
☆ —— جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی
☆ —— جس کے دیار عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
☆ —— جس کو دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا
☆ —— جس کو دونوں عالم کے لیے ھادی بنا کر بھیجا
☆ —— جس کو علم و حکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا
☆ —— جس کے حضور آسمان و زمین سے ہر آن درود و سلام کے گجرے پیش کیے جاتے ہیں۔
☆ —— جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا
☆ —— جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا
☆ —— جس کے لیے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی
☆ —— جس کی بشارت داؤد (علیہ السلام) نے دی
☆ —— جس کی بشارت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی
☆ —— جس کی بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی
☆ —— جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی

Marfat.com

☆ ـــــ جس کی بشارت زرتشت نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی

☆ ـــــ جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا

☆ ـــــ جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جاں نثار بنایا

☆ ـــــ جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری، مردانہ وار جینا سکھایا۔

☆ ـــــ جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا، اور جو کیا پورا کر کے رکھا

☆ ـــــ جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا، سبھی کو سیراب کیا

☆ ـــــ جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی ـــــ جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔

☆ ـــــ جس نے سادگی کی انتہا کر دی، جس نے عاجزی کی انتہا کر دی

☆ ـــــ جس نے شاہی کی مگر فقیرانہ بسر کی

☆ ـــــ جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔

☆ ـــــ جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا

☆ ـــــ جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا، لینا نہیں دینا سکھایا

☆ ـــــ جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے

☆ ـــــ جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے

☆ ـــــ جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے

☆ ـــــ جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور تنگ نظر

انسانوں کو وسعت فکر و نظر دی

☆ —— جس نے آنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و خبردار کیا

☆ —— جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے

☆ —— جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی اقدار کی بھی ضرورت ہے۔

☆ —— جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا

☆ —— جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا اور سر دے دیا۔

☆ —— جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو جاوداں بنایا

☆ —— جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا

☆ —— جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا

☆ —— جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا

☆ —— جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا

☆ —— جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا

☆ —— جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا

☆ —— جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے آداب سکھائے

☆ —— جس نے مہد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گُر بتائے

☆ —— جس نے معیشت کی راہیں کھولیں

☆ —— جس نے معاشرت کے طریقے بتائے

Marfat.com

☆ ـــــ جس نے محبت کا سبق سکھایا
☆ ـــــ جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا
☆ ـــــ جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لا کر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا
☆ ـــــ جس نے زندہ رہنا سکھایا
☆ ـــــ جس نے مرنا جینا سکھایا
☆ ـــــ جس نے مظلوموں کی دادرسی کی
☆ ـــــ جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی
☆ ـــــ جس نے بے کسوں، بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا
☆ ـــــ جس نے کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا
☆ ـــــ جس نے علم کی لگن لگائی، جس نے لوح و قلم کا وقار بلند کیا،
☆ ـــــ جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا
☆ ـــــ جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلوایا اور قوی کو دینا سکھایا
☆ ـــــ جس نے دادرسی کے لیے تلوار اٹھائی
☆ ـــــ جس نے دادخواہوں کی دادرسی کی
☆ ـــــ جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی
☆ ـــــ جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی
☆ ـــــ جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا
☆ ـــــ جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا

Marfat.com

☆—— جس نے رسم ورواج کا لحاظ رکھا

☆—— جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا

☆—— جس نے عالمی نشاۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر و نظر کو بیدار کیا

☆—— جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا

☆—— جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا

☆—— جس نے نوع انسانی کے لیے مہمیز کا کام کیا

☆—— جس نے شعور وآگہی کی آنکھیں کھول دیں

☆—— جس نے قلب انسانی کو سنوارا

☆—— جس نے تسخیر کائنات کے گر بتائے

☆—— جس نے ذہنوں کو جھنجھوڑا، جس نے دلوں کو ٹٹولا

☆—— جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جیتا جاگتا ضابطۂ حیات ساتھ لایا

☆—— جس نے رنگ ونسل، قومیت وعلاقائیت سے بے نیاز ہو کر سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی

☆—— جس نے مغلوب و مفتوحِ کائنات کو فاتح کائنات بنایا

☆—— جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا

☆—— جس نے بتایا سارا جہاں ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کچھ نہ ہو —— جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو ——

☆—— جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر

☆—— جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے، نہ عجمی کو عربی پر

Marfat.com

☆—— جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے

☆—— جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا

☆—— جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا

☆—— جس نے انقلاب نو کا اعلان کیا

☆—— جس نے وحدت آدم کا علم بلند کیا

☆—— جس نے وحدت فکر و عمل کا پھریرا لہرایا

☆—— جس کا فیض کل بھی جاری تھا، جس کا فیض آج بھی جاری ہے، جس کا فیض کل بھی جاری رہے گا

Marfat.com

تو ہمی دانی کہ آئین تو چیست ؟
زیرِ گردوں سرِّ تمکین تو چیست ؟
آں کتابِ زندہ، قرآنِ حکیم ؟
حکمتِ او لایزال است و قدیم
حرف او را ریب نے تبدیل نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے
نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ للعالمین

اقبالؒ

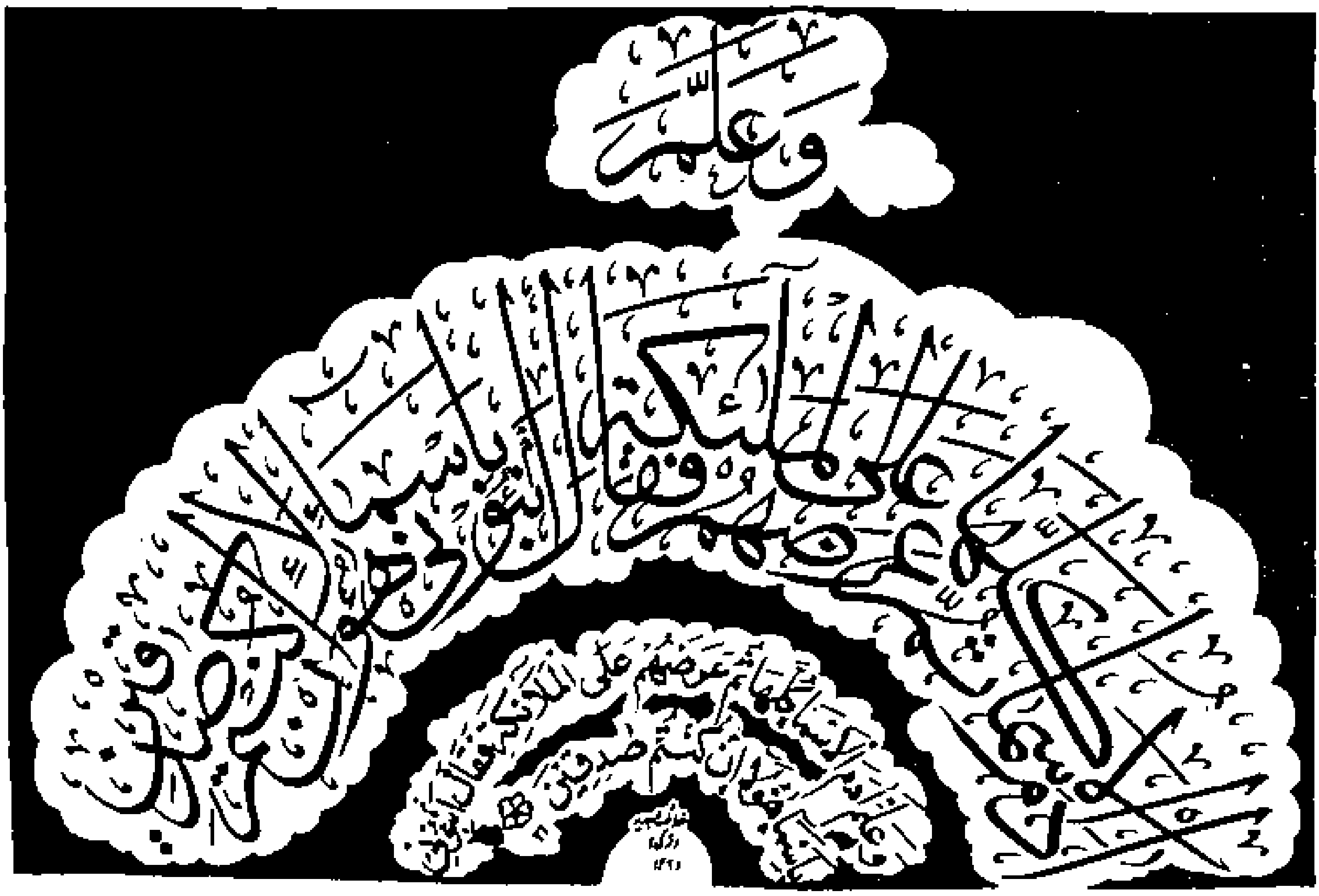
وعلم
آدم الأسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال أنبئوني بأسماء هؤلاء إن كنتم صادقين

حرفِ اوّل

محترمی حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ (مرشد آباد، پشاور، پاکستان) کی سرپرستی میں مدینہ قرآن کمیٹی (لاہور، پاکستان) عجائب القرآن کے عنوان سے قرآن حکیم کا ایک ایسا نسخہ تیار کرا رہی ہے جس میں خطاط پاکستان جناب خورشید عالم گوہر رقم نے تقریباً ۲۰۰ قرآنی رسم الخط استعمال کیے ہیں جو گزشتہ چودہ صدیوں میں ایجاد ہوئے ـــــ اس عظیم شہ کار پر مقدمہ لکھوانے کے لیے حضرت خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی متفکر تھے سلسلہ عالیہ قادریہ کے سجادہ نشین اور شارح شمائل ترمذی شریف حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی، (پشاور۔ پاکستان) سے ذکر آیا تو موصوف نے فقیر کا نام تجویز کیا ـــــ فقیر نے حضرت موصوف کی شرح شمائل ترمذی شریف (انوار غوثیہ) پر ۱۹۷۵ء میں ایک مقدمہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا "الانوار الاحدیہ فی شرح الشمائل النبویہ" ـــــ یہ شرح ۱۹۷۶ء میں لاہور (پاکستان) سے شائع ہو کر مقبول ہوئی ـــــ حضرت موصوف کے مشورے پر خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کا پیغام ان کے مرید باصفا برادرم محمد آصف آصفی الخیری نے ارسال کیا جو دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس وقت ملا جب یہ فقیر قومی سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے اسلام آباد جا رہا تھا ـــــ اس خانوادے سے یہ فقیر پہلے متعارف نہ تھا البتہ پروفیسر خالد امین مخفی الخیری نے اپنی تصنیف (سلسلۂ خیریہ)

(مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) ارسال فرما کر ایک سال قبل تعارف کی راہ ہموار کی تھی ——

بہر حال اسلام آباد سے واپسی پر مزید مراسلت ہوئی اور عجائب القرآن کے پہلے پارے کا عکس بھی ملا جس میں تقریباً ۔۔ ۳۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے جس کو دیکھ کر مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی —— لیکن دل میں یہ خواہش تھی کہ مقدمہ لکھنے سے قبل عجائب القرآن کی اصل کاپی کو ایک نظر دیکھ لیا جائے تاکہ علم الیقین کے بعد عین الیقین بھی حاصل ہو جائے چنانچہ خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کی دعوت پر اپریل ۱۹۸۴ء میں آستانۂ خیریہ اسلام آباد پہنچا جہاں لاہور سے فقیر کے لیے عجائب القرآن کا پہلا پارہ لایا گیا تھا —— جس کو دیکھ کر مزید حیرت ہوئی —— اس کا طول تین فٹ ہوگا اور عرض ڈیڑھ فٹ اور وزن ایک من سے کچھ زیادہ —— قرآن کیا ہے ایک چمنستان ہے —— ہر صفحہ دل کھینچتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ ایک کاتب اتنے بہت سے خطوط لکھنے پر اس مہارت کے ساتھ کیسے قادر ہوا کہ گویا اس نے ہر خط کی مشق پر برسوں گزارے ہوں —— یہ بات حیران کن تھی اور فقیر چاہتا تھا کہ جناب خورشید عالم گوہر رقم کو خود بھی لکھتا دیکھتا تاکہ حق الیقین حاصل ہو جائے مگر قابل اعتماد اور ثقہ راویوں کی پے در پے شہادتوں پر بھروسہ کیا گیا۔

اس سفر میں خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی نے بڑا کرم فرمایا اور چند مفید کتابیں بھی عنایت فرمائیں جن سے مقدمہ میں مدد لی گئی —— مقدمے کے لیے مواد کی فراہمی کا آغاز تو دسمبر ۱۹۸۴ء میں کر دیا تھا پھر رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ (جون ۱۹۸۴ء) میں قرآن حکیم کا خصوصی مطالعہ کیا اور خود قرآن سے قرآن کے تعارف کے لیے آیات کو یکجا کیا گیا —— اس کے بعد کتب احادیث و سیر اور دوسری بہت سی کتابوں سے مواد اکٹھا کیا گیا —— کوشش یہ کی گئی کہ قرآن حکیم کے تمام ضروری پہلو مقدمہ میں آ جائیں۔ ویسے قرآن حکیم تو ایک سمندر ہے اس کے معانی و مطالب کسی ایک کتاب

میں سمانا ناممکن بلکہ محال ہے۔

اس مقدمے کی تدوین کا آغاز ربیع الاول ۱۴۰۴ھ (دسمبر ۱۹۸۳ء) میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں کیا ——— سندھ وہ خطّہ ہے جہاں صحابۂ کرام قرآن حکیم اس وقت لے کر آئے، جب وہ نازل ہو رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور ٹھٹھہ وہ مقدس زمین ہے بعض مؤرخین کے نزدیک، جہاں سے صحابہ و تابعین سندھ میں داخل ہوئے اور دور دور پھیل گئے ——— فقیر نے اسی سرزمین پر مقدمۃ القرآن کا آغاز کیا اور ربیع الاول ۱۴۰۵ھ (دسمبر ۱۹۸۴ء) کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ——— فالحمد للہ علی ذلک

حقیقت یہ ہے کہ یہ مقدمہ فقیر کے والد ماجد مفتیٔ اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م-۶-۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کی آرزو تھی اور انہی کی دعا تھی جس کی مقبولیت کا قدم قدم پر فقیر نے مشاہدہ کیا ———

۱۹۵۸ء میں فقیر نے ڈاکٹریٹ کے لیے سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد سندھ - پاکستان) میں رجسٹریشن کرایا ——— عنوان تھا: ———

"اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر ——— ایک تاریخی جائزہ"

اس سلسلے میں جب حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے مشورہ لیا گیا - تو جواباً فرمایا:-

> جو موضوع تم نے منتخب کیا ہے اس میں دینی خدمت نظر نہیں آتی قرآن کریم کی ایسی خدمت اگر کرتے تو بہتر ہوتا جس میں تبلیغی جھلک ہوتی ———
>
> (دسمبر ۱۹۵۸ء از دہلی)

ڈاکٹریٹ کا مقالہ تو ۱۹۶۶ء میں مکمل کیا ۱۹۷۰ء تک مزید اضافے کیے پھر

۱۹۷۶ء میں پی۔ایچ ڈی کی ڈگری ملی مگر حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی آرزو ۲۶ برس کے بعد اب پوری ہوئی ——— اسی آرزو کے ساتھ ساتھ حضرت نے ایک مکتوب گرامی میں فقیر کو یہ دعا بھی دی :۔

"مولیٰ تعالےٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے!"

اور اس میں شک نہیں کہ علمی کاوشوں میں یہ دعا میری رفیق سفر رہی اور پردۂ غیب سے ایسی مدد ہوتی رہی جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی اور سجدۂ شکر بجالاتا تھا ——— ایک انسان جو کسی لائق نہیں اُس کو اس لائق کر دینا کہ وہ قرآن جیسی عظیم کتاب پر مقدمہ لکھنے کی ہمت کرے یہ اسی دعا کا ثمر شیریں ہے ———

اس مقدمے کی تدوین اور کتابت و طباعت میں مختلف محسنین و مشفقین اور کرم فرماؤں نے مدد فرمائی جن کا شکریہ ادا کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہوں ———

سب سے پہلے حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبد اللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے فقیر کو اس کار خیر کی طرف متوجہ کیا ———

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں، پروفیسر عبد الستار، پروفیسر خالد امین مخفی الحیری، پروفیسر حافظ محمد عبد الباری صدیقی، مفتی عبد الرحمٰن تتوی، مولانا محمد طفیل صاحب نقشبندی مجددی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری مظہری، ڈاکٹر احمد خان صاحب، جناب ریاست علی قادری یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے مواد کی فراہمی میں فقیر کی مدد کی۔ ڈاکٹر محمد محتشم اور سید انور علی ایڈووکیٹ کا ممنون ہوں جنہوں نے کلک و قلم سے نوازا ——— وہ حضرات جنہوں نے مقدمہ لکھنے کے دوران میری صحت کی نگہداشت کی اور قوت کا سامان بہم پہنچایا ان میں حکیم محمد نذر احمد فاروقی مظہری اور حکیم محمد عمر قریشی مظہری قابل ذکر ہیں فقیر ان دونوں حضرات کا تہ دل سے ممنون ہے ———

Marfat.com

مسودہ کی تبییض کا کام ایک محقق کے لیے ذرا کٹھن ہوتا ہے اس سلسلے میں عزیزم سید محمد منظر قیوم سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کی مدد کی کراچی سے آکر ٹھٹھہ میں قیام کیا اور مبیّضہ مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور خوب خوب نوازے۔ آمین!

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ مقدمہ عجائب القرآن کے لئے لکھا گیا تھا جو اس میں شامل کر دیا گیا۔ برادرم شیخ صبور احمد صاحب (ڈائریکٹر سرہند پبلی کیشنز، کراچی) نے جب یہ مقدمہ دیکھا تو اپنے ادارے کی طرف سے کتابی صورت شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور مسودہ کتابت کیلیے دے دیا گیا اسی زمانے میں پشاور سے خواجہ محمد عبداللہ جان مدظلہ العالی نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ مقدمہ کتابی صورت میں اُن کی طرف سے شائع کیا جائے چنانچہ احتراماً اُن کی خواہش کو مقدم رکھا گیا۔ یہ مقدمہ محترم جناب عبدالرشید شاہد صاحب کی سعی سے کتابت کے مراحل سے گزرا اور برادرم شیخ صبور احمد (ڈائریکٹر سرہند پبلی کیشنز، کراچی) کی مساعیٔ جمیلہ سے طباعت کی منزل تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن حکیم کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور ہمارے دلوں میں اس کا ایسا نقش بٹھا دے جو تمام نقوش کو مٹا دے ——

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہٖ و ازواجہٖ واصحابہٖ وسلم: ——

نقشِ قرآں تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ

Marfat.com

آئینہ

۲۷ ۱ ۵۷

علمِ الٰہی لامتناہی ـــــ لوحِ محفوظ ـــــ قرآن اور صاحبِ قرآن ـــــ میثاق النبیین ـــــ دعائے ابراہیم ـــــ بشارتِ موسیٰ ـــــ بشارتِ عیسیٰ ـــــ زرتشت کی بشارت ـــــ گوتم بدھ کی بشارت ـــــ احسانِ الٰہی ـــــ اعزازِ الٰہی ـــــ فرمانِ الٰہی ـــــ بعثتِ نبوی ـــــ جبلِ نور ـــــ آغازِ وحی ـــــ مدتِ وحی ـــــ کاتبینِ وحی ـــــ قرآن منزل من اللہ ـــــ جبریل نے اتارا ـــــ رمضان المبارک میں اتارا ـــــ رات میں اتارا ـــــ ٹھہر ٹھہر کے اتارا ـــــ تمام و کمال اتارا ـــــ

Marfat.com

۲

۵۸ — ۷۵

کفار و مشرکین کا ردِ عمل ——— قرآن کی حقانیت ——— اختلاف نہیں ——— شک شبہہ نہیں ——— بے مثل و بے نظیر ——— بے عدیل و بے مثیل ——— قرآن اور توریت و انجیل ——— زبانِ قرآن ——— جمالِ قرآن ——— تاثیرِ قرآن ——— جلالِ قرآن ———

۳

۷۶ — ۱۲۰

گرد و پیش ——— عظمتِ لوح و قلم ——— کتاب اور کتابت ——— رق و مہرق ——— قرطاس و پیپرس ——— قرآن مکتوب ——— جمع و تدوین قرآن ——— حفاظت قرآن ——— قرآن بین الدفتین ——— مصحف رسول کریم ——— مصحف عائشہ صدیقہ ——— مصحف ابی بن کعب ——— مصحف معاذ بن جبل ——— مصحفِ ابو زید سعد بن عبید ——— مصحف زید بن ثابت ——— مصحفِ عبداللہ بن عمر بن عاص ——— دربار نبوی اور جمع و تالیف قرآن ——— احزاب کی تقسیم ——— دلائل و شواہد ——— کاتبین اور جامعین قرآن کی کثرت ——— مصاحف کی کثرت ——— مصحفِ صدیقی ——— عہد فاروقی اور ابن حزم ——— مصاحفِ عثمان ——— عہد نبوی میں احادیث کے قلمی مجموعے ——— عہد نبوی میں دوسری قلمی کتابیں ———

قرآن ——— قرآن کے صفاتی نام ——— قرآن حکیم کی اندرونی تقسیم ——— قرآن حکیم کے قلمی نسخے ——— مصاحفِ عثمانی ———

Marfat.com

دیگر قرآنی نوادرات ــــ طباعت کا آغاز ــــ قرآن حکیم کے اولین مطبوعہ متون ــــ طباعت کے میدان میں پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ کی پیش رفت ــــ مدینہ منورہ میں عظیم الشان طباعتی کمپلیکس کا قیام ــــ

۴

١٢١ ــــ ١٣٢

کتابت کا ابتدائی اسلوب ــــ ابوالاسود الدؤلی کا اضافہ ــــ یحییٰ بن العمیر اور نصر بن عاصم کا اضافہ ــــ خلیل احمد کا اضافہ ــــ ابوعبداللہ محمد بن محمد طیفور سجاوندی کا اضافہ ــــ فن تجوید و قرأت کے ماہرین صحابہ ــــ ائمہ قرأت ــــ حفاظ صحابہ ــــ قرآن کی تعلیم و تدریس ــــ

۵

١٣٣ ــــ ١٥٦

حقیقت قرآن ــــ وسعت قرآن ــــ علوم القرآن ــــ معجزات قرآن ــــ علوم القرآن کے مصنفین ــــ امتیازات قرآن ــــ ظلمت سے نور ــــ عدل و انصاف ــــ اتحاد و اتفاق ــــ تدبر و تفکر ــــ تیسیر و تسہیل ــــ پیغام قرآن ــــ

۶

١٥٧ ــــ ١٧٠

رب سے باتیں ــــ تقرب الٰہی ــــ آداب تلاوت قرآن ــــ آداب سماعت قرآن ــــ عظمت کلام الٰہی ــــ تعلیم و تدریس قرآن ــــ معلمین و متعلمین قرآن ــــ تلاوت قرآن کا اجر و ثواب ــــ

Marfat.com

قراء احفاظ قرآن کے درجات ـــــ شفاعتِ قرآن ـــــ دل ویراں ـــــ تحریک قرآن ـــــ جام وصہبا ـــــ قرآن مائدۃ اللہ ـــــ خانۂ ویراں ـــــ قرآنی سانچہ ـــــ

باب ۷

۱۷۱ ـ ۱۹۶

اشاعت اسلام اور قرآن ـــــ پاک و ہند اور عرب تعلقات ـــــ سندھ میں صحابہ کی آمد ـــــ باشندگان سندھ کی طرف نامۂ مبارک ـــــ سندھ اور افریقہ کے وفود کی دربار نبوی میں حاضری ـــــ خلافت راشدہ میں اسلام اور قرآن کی اشاعت ـــــ ابن حزم کا بیان ـــــ عہد فاروقی میں پاک و ہند کے سواحلی علاقوں میں صحابہ کی آمد ـــــ عہد عثمانی میں صحابہ کی آمد ـــــ عہد علوی میں صحابہ کی آمد ـــــ عہد معاویہ میں صحابہ کی آمد ـــــ جنگ صفین اور ۵۰۰ مصاحف ـــــ یزید بن معاویہ اور سندھ میں مسلمان ـــــ زین العابدین اور سندھی خاتون ـــــ راجہ داہر اور محمد علافی ـــــ حجاج بن یوسف کے نام سراندیپ کے راجہ کے تحائف ـــــ ساحل سندھ پر بحری قزاقوں کا حملہ ـــــ حجاج کی مہمات ـــــ محمد بن قاسم کی آمد اور سندھ میں استقبال ـــــ ہندوستان کے مشرقی ومغربی سواحل پر مسلمانوں کی آمد ـــــ اشاعت اسلام اور قرآن ـــــ تراجم و تفاسیر قرآن ـــــ اولین ترجمہ و تفسیر ـــــ ترجمہ فارسی سلمان فارسی ـــــ تفسیر منسوب بہ ابن عباس ـــــ تیسری صدی ہجری میں زبان ہندیہ میں قرآن حکیم کا ترجمہ ـــــ دیگر عالمی زبانوں میں تراجم ـــــ اشاعت قرآن، ایک جائزہ ـــــ حفاظت قرآن، ایک جائزہ ـــــ

Marfat.com

۸

١٩٧ — ٢١٦

تزئین وآرائش قرآن ——— فن تحریر اور فنون لطیفہ ——— تحریر کی ابتدا اور انتہا ——— خط مسند یا حمیری ——— خط نبطی ——— خط کوفی ——— انبار سے حیرہ ——— حیرہ سے حجاز ——— خطّاطی اور خطّاط ——— خالد بن الھیّاج ——— قطبۃ المحرر ——— الضحاک بن عجلان ——— اسحاق بن حماد ——— الاحول المحرر ——— محمد بن مقلہ ——— ابن البوّاب ——— یاقوت المستعصمی ——— شیخ حمداللہ الاماسی ——— احمد قرح صاری ——— شفیع ہراتی ——— ابراہیم حنیف ——— میر علی تبریزی ——— شاہان ہند اور خطاطی ——— خطّاط اور خطّاطی ——— عجائب القرآن ——— محی الدین خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی ——— خورشید عالم گوہر رقم ———

اختتامیہ، ٢١٧

مآخذ و مراجع، ٢٢٤

عکس جمیل، ٢٣٣

Marfat.com

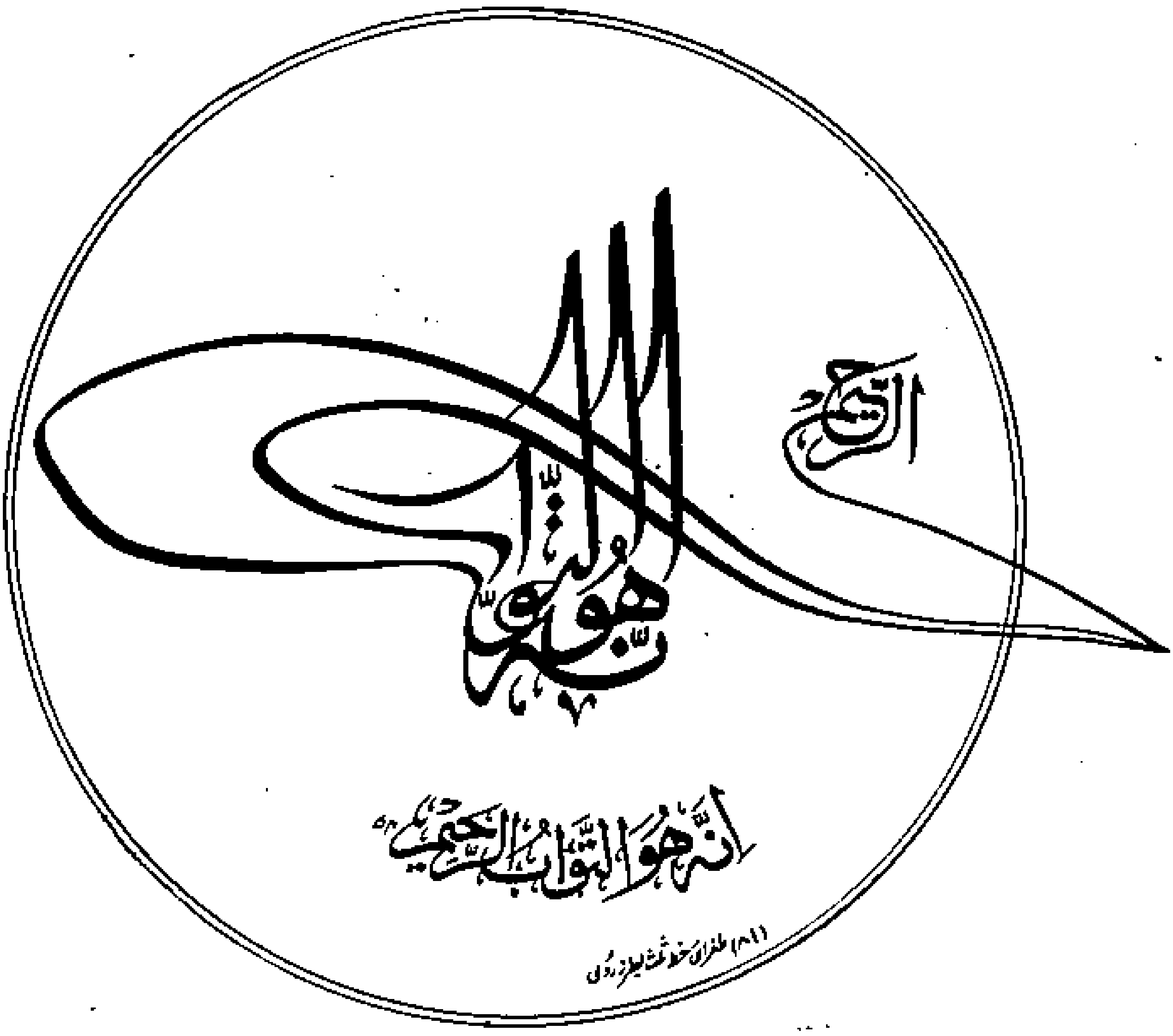

(۱۰۹) طغرائے خط ثلث بطرز رومی

Marfat.com

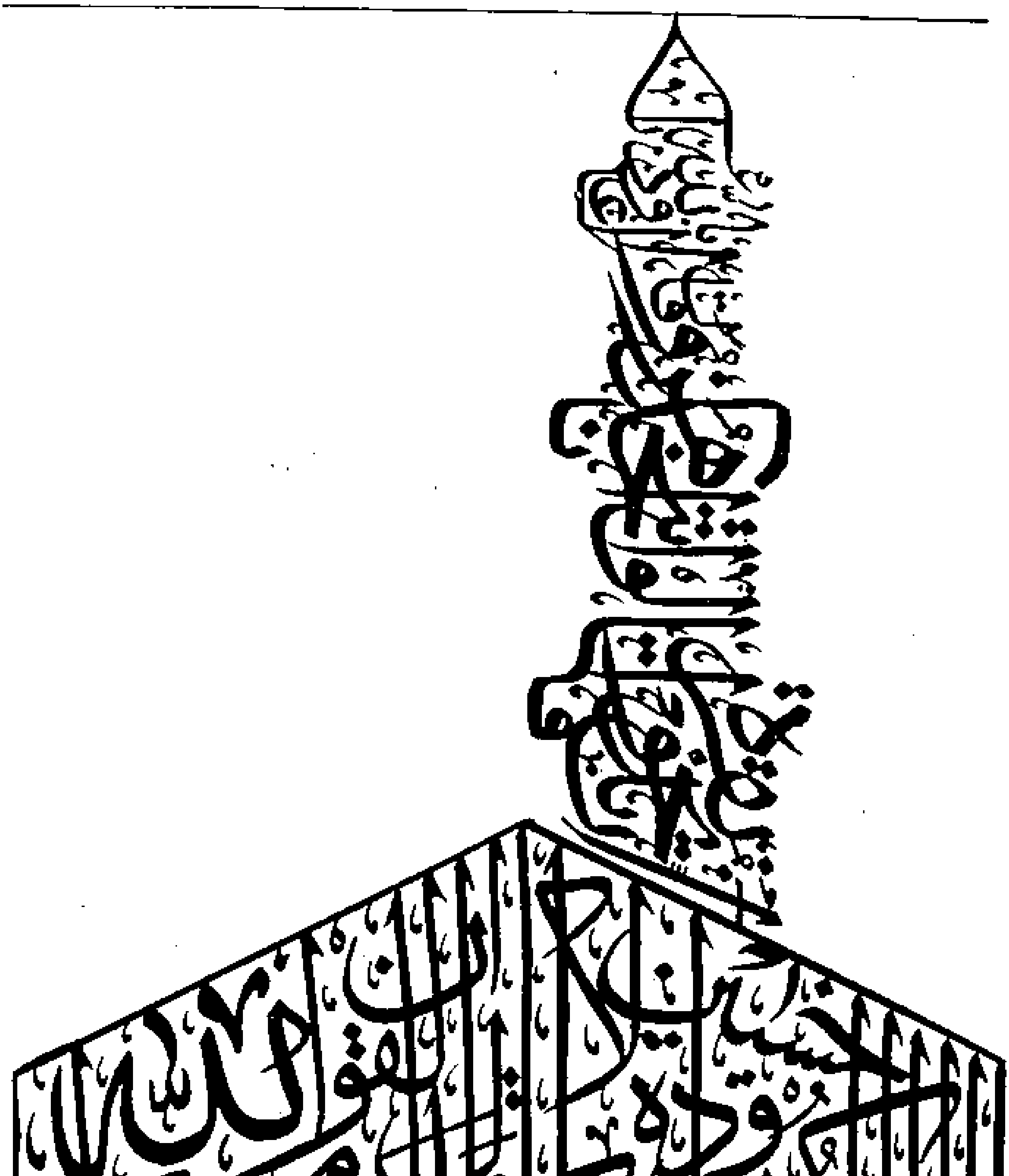

Marfat.com

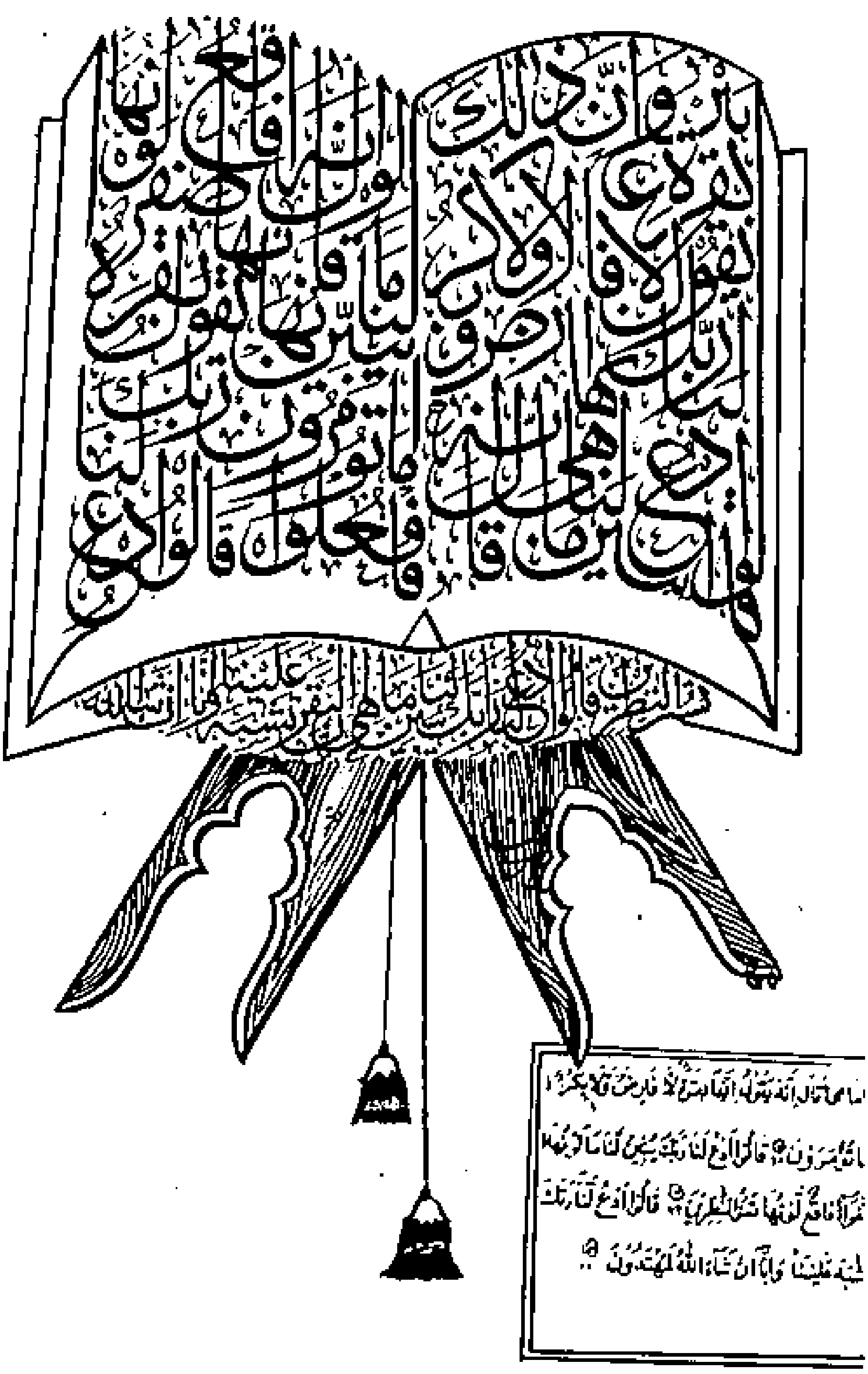

ما هي قال إنه يقول إنها بقرة لا فارض ولا بكر
ما تؤمرون ۝ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها
فاقع لونها تسر الناظرين ۝ قالوا ادع لنا ربك
علينا وإنا إن شاء الله لمهتدون ۝

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

الحمد للمتوحد بجلاله المنفرد
وصلوته دوماً علی خیر الانام محمد

(ا)

جب آسمان سجایا جا رہا تھا ـــــــ جب زمین بچھائی جا رہی تھی ـــــــ جب دنیا آباد کی جا رہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے ـــــــ یہاں کون آنے والا ہے؟ ـــــــ کیا لانے والا ہے؟ ـــــــ صدیوں تک یہ راز راز ہی رہا ـــــــ آنے والے آتے رہے، جانے والے جاتے رہے ـــــــ خوشخبریاں سناتے رہے ـــــــ بشارتیں دیتے رہے ـــــــ اچانک جبل نور کی فضائیں گونج اٹھیں ـــــــ ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا ـــــــ اور وہ آنے والا آیا ﷺ کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور علم و دانش کے محیط بیکراں سے ایک گوہر آبدار لایا جس کی چمک دمک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑھ گئی ـــــــ

وہ محیط بے کراں جس کی وسعت و پہنائی کا یہ عالم ہے!

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ
رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝[1]

(ترجمہ) تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو
تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں
ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں

ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے : ــــــــ

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ
وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ
مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ۝[2]

(ترجمہ) اور اگر زمین پر جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور
سمندر اس کی سیاہی ہو، اس کے پیچھے سات سمندر
اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ
عزت و حکمت والا ہے ــــــــ

اللہ اللہ! روئے زمین کے سارے درختوں کی شاخیں قلمیں بن جائیں اور ایک سمندر نہیں بلکہ ایسے ہی سات سمندر اور ہوں سیاہی بن جائیں ــــــ قلمیں

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الکہف، ۱۰۹

[2] القرآن الحکیم: سورۃ لقمٰن، ۲۷

Marfat.com

گِھس گِھس کر ٹوٹ جائیں گی اور سمندر لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے پھر بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ـــــــ اللہ اکبر ـــــــ !

وہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے لامتناہی علم سے خاص فیض پہنچاتا ہے اور اُن کو نوازتا ہے ـــــــ نوازنے کے انداز الگ الگ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں فرمایا : ـــــــ

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا
وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ
رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ
عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝[1]

(ترجمہ) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے اُدھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے ـــ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ـــــــ

علم الٰہی کی بات تو بہت اونچی ہے لوحِ محفوظ جس کو "ام الکتاب" کہا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اس میں نہ لکھا ہو، پیدا ہونے کے بعد کہاں رہے گا اور کہاں بسے گا اور کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہوگا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے اور تو اور ـ ارشاد ہو رہا ہے : ـــــــ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الشوریٰ ، ۵۱

Marfat.com

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ [1]

(ترجمہ) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی ـــــ ابتدا سے انتہا تک جو کچھ گزر چکا، گزر رہا ہے یا گزرے گا وہ سب کچھ اس روشن کتاب میں ہے ـــــ اور یہ قرآن حکیم بھی نہ معلوم کب سے اس 'ام الکتاب' میں ـــــ اس روشن کتاب میں محفوظ چلا آرہا تھا ـــــ ارشاد ہوتا ہے :ـــــ

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ لا فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ [2]

(ترجمہ) بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوح محفوظ میں۔

اسی خزانے سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور کس پر نازل ہوا، اس کی شان تو ملاحظہ کریں :

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ط قَالُوْا

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ القمر، ۵۳

[2] القرآن الحکیم : سورۃ البروج، ۲۱ - ۲۲

Marfat.com

أَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ [1]

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، "جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اس کی مدد کرنا" ——— فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟" ——— سب نے عرض کی، "ہم نے اقرار کیا" ——— فرمایا "تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں" ———

یہ اتنا اہم عہد و پیماں تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا: ———

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ [2]

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۸۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۷

Marfat.com

مانا ـــــ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں
کی بات جانتا ہے ـــــ

عہد و پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے نبیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو عہد و پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہو گا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کا اتباع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سرزمین مکہ میں داخل ہوئے تو دل سے ایک دعا مانگی ـــــ دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمائے :۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝[1]

(ترجمہ) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول
ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور
انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں
خوب ستھرا فرما دے، بے شک تو ہی ہے غالب،
حکمت والا ـــــ

اس آنے والے کے لیے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے بشارتیں سنائی گئیں ـــــ جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے :ـــــ

[1] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۲۹

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي
اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط [1]

(ترجمہ) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام "احمد" ہوگا۔

اسی لیے فرمایا:—

اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ز [2]

(ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں—

اور زرتشت (جس کو مجوسی نبی مانتے ہیں) نے ژند اوستا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی:—

آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہوگا جس کو لوگ "اشترزیکا" کہیں گے [3]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الصف ۶/۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۷

[3] ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ص ۸۰ حاشیہ

"اشنر ریکا" کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزین کر دے ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زرتشت کی طرح گوتم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا ؛ ۔

> نندا! میں پہلا بودھ (پیغمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا
> اور نہ میں آخری بودھ ہوں ——— اپنے وقت پر
> ایک بودھ آئے گا جو "میتریا" کے نام سے
> موسوم ہوگا۔[1]

"میتریا" کے معنی وہ جس کا نام رحمت ہے ——— قرآن حکیم میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ للعالمین" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے ——— یعنی وہ جو دونوں جہاں کے لیے رحمت ہیں۔

آنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہے تو جاننے والے اس طرح جان جاتے ہیں جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہچانتے ہیں اسی لیے فرمایا ؛ ———

> اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا
> یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ط[2]

---

[1] مناظر احسن گیلانی : النبی الخاتم مطبوعہ دہلی، ص ۵۰ ۔ ۵۱

[2] القرآن الحکیم : سورۃ البقرہ، ۱۴۶، سورۃ الانعام ۲۰

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے
ہیں جیسے کر وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ——

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی اسی طرح جانا پہچانا جارہا ہو جس طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا ——

تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو حاصل ہے —— زمانہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی پردہ نہ ڈال سکا ——

اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی محققین و مؤرخین اور سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں، اس طرح پہچان رہے ہیں جس طرح چودہ سو برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا —— ہاں، ایسا جانا پہچانا، سارے عالم کے لیے بھیجا گیا اور اعلان کرا دیا گیا: ——

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
جَمِيْعًا ِۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ۚ

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول
ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے ——

دو عالم روز و شب در گفتگو یش
ہمہ قرآں در شان محمد

وہ آنے والا کوئی معمولی آنے والا نہ تھا —— اتنا عظیم تھا کہ خود خالق

لے القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف ۱۵۸/

Marfat.com

کائنات اس آنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان بار بار جتا رہا ہے اور فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ
قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی
میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے
اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے
اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا کہ اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ
اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ [2]

(ترجمہ) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران ۳/ ۱۶۴

[2] القرآن الحکیم: سورۃ یونس ۱۰/ ۵۷-۵۸

Marfat.com

سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت
ایمان والوں کے لیے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی
رحمت، اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن
دولت سے بہتر ہے ــــــ

اور فرمایا: ــــــ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں ــــــ کہیں اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر[2] ہے تو کہیں اس کے مولدِ مقدسہ کا[3] ــــــ کہیں اس کے

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۵۶-۵۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۷۲

[3] القرآن الحکیم: سورۃ البلد، ۱

Marfat.com

حسن وجمال کا ذکر[1] ہے تو کہیں اس کے مزاج وہاج کا[2] ــــ کہیں اس کے رنج والم کا ذکر[3] ہے تو کہیں اس کی رضا وخوشنودی کا[4] ــــ کہیں اس کے اخلاق عالیہ کا ذکر[5] ہے تو کہیں اس کی تعلیمات وہبیۃ کا[6] ــــ تو کہیں منصب نبوت پر اس کی سرفرازی کا ذکر[7] ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا[8] ــــ کہیں اس کے منازل ومقامات کا ذکر[9] ہے تو کہیں اس کی محبوبیت اور افربیت کا[10] ــــ کہیں اس کے علم وفضل کا ذکر[11] ہے تو کہیں اس کی حکمت ودانائی کا[12] ــــ

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الضحیٰ، ۱
[2] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۵۹
[3] القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۳۳
[4] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۴۴
[5] القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۴
[6] القرآن الحکیم: سورۃ الاعلیٰ، ۶، سورۃ العلق، ۱-۵، سورۃ النجم، ۵
[7] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۸، سورۃ السبا، ۲۸
[8] القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۵۸
[9] القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹، سورۃ الاحزاب، ۴۰
[10] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۴، سورۃ البقرہ، ۱۴۴، سورۃ الاحزاب ۶، سورۃ النحل، ۸۹
[11] القرآن الحکیم: سورۃ التکویر، ۲۴، سورۃ النساء، ۱۷
[12] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۶۴، سورۃ الجمعہ، ۱، سورۃ البقرہ، ۱۵

—— کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر[1] ہے تو کہیں سیر کائنات[2] اور کہیں معراجِ سماوات کا[3] —— کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا[4] —— کہیں غزوات کا ذکر[5] ہے تو کہیں فتوحات کا[6] —— کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و نصرت کی دعائیں مانگنے کا ذکر[7] ہے تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا[8] —— کہیں اس کی رحمت عام کا ذکر[9] ہے تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا[10] —— کہیں اس کی شفقت و مرحمت کا ذکر[11] ہے تو کہیں اس کے انصاف و عدالت[12] —— کہیں اس کی عبادت و ریاضت کا ذکر[13] ہے۔

[1] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۵!

[2] القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۱

[3] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۶-۱۸، سورۃ التوبہ، ۴۰

[4] القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۱۰-۱۸،

[5] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۳، ۱۲۲، سورۃ التوبہ، ۴۰

[6] القرآن الحکیم: سورۃ النصر، ۱-۲، سورۃ الفتح ۱،

[7] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۸۹

[8] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۵۹، ۷۹

[9] القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۱۰۷، سورۃ الانفال، ۳۳

[10] القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۹، سورۃ الاعراف، ۱۵۷، الحجرات، ۱-۲

[11] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۱۲۸، سورۃ الکہف، ۶

[12] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۵

[13] القرآن الحکیم: سورۃ المزمل، ۲-۳، ۲۰

توکہیں اس کے اخلاصِ عمل کا[1] ـــــ کہیں اس کی معصومیت کا ذکر[2] ہے تو کہیں اس کی بے داغ سیرت کا[3] ـــــ کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر[4] ہے تو کہیں اس کی باتوں کا[5] ـــــ کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر[6] ہے۔ تو کہیں اس سے فداکارانہ الفت و محبت کا ـــــ اور اس شان کی محبت کا کر دنیا کی ساری محبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں؛ ـــــ

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝[7]

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ السبا، ۴۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۲

[3] القرآن الحکیم: النجم، ۲، الاحزاب، ۲۱

[4] القرآن الحکیم: سورۃ النور، ۶۳

[5] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۳

[6] القرآن الحکیم: الاعراف ۱۵۸، آل عمران ۳۱-۳۲، الحشر، ۷

[7] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ ۲۴

Marfat.com

کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور
تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول
اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ
دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ
نہیں دیتا۔

اللہ اللہ! ——— کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے[1] تو کہیں انشراح صدر کا[2] ——— کہیں عطائے خاص کا ذکر ہے[3] تو کہیں اس کے فضل و کمال کا[4] ——— کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے[5] تو کہیں رفیقان دمساز کا[6] ——— کہیں فرشتوں کے آنے جانے کا ذکر ہے[7] تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا[8] ——— الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ع ہمہ قرآں در شان محمد!

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح، ۱
[2] القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح، ۴
[3] القرآن الحکیم: سورۃ الکوثر، ۱
[4] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۴۰، سورۃ الضحیٰ، ۳، سورۃ النساء، ۴۶، سورۃ بنی اسرائیل، ۸۷
[5] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۳۲، ۱۱
[6] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۴۰، سورۃ الفتح، ۲۹
[7] القرآن الحکیم: سورۃ القدر، ۴
[8] القرآن الحکیم: سورۃ جن، ۱-۲

Marfat.com

ب

ظلمتیں چھا رہی تھیں، مظلوم و مقہور انسانیت نور کو ترس رہی تھی ——
انتظار کرتے کرتے نگاہیں تھک چکی تھیں —— آنیوالے آتے رہے اور آمد آمد کی خبر دیتے رہے —— صدیاں بیت گئیں، عمریں گزر گئیں —— پھر وہ جو زمین و آسمان کا نور ہے اس نے ایک نور بھیجا اور ایک روشن کتاب —— پھر کیا تھا ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا —— وہ آیا اور سارے جہاں کے درد کا مداوا لے کر آیا —— خوش خبریاں لے کر آیا —— اپنے دامن رحمت میں بہاریں لے کر آیا —— پھر خزاں رسیدہ چمن ایسا لہلہایا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی

اُس کریم کی عادت ہے کہ جب دنیا ترستی ہے وہ سیراب فرماتا ہے —— اس سے پہلے بھی سیرابی کا یہ سلسلہ جاری رہا —— زبور نازل ہوئی —— توریت نازل ہوئی —— انجیل نازل ہوئی ——
اور نہ معلوم کتنے صحیفے نازل ہوئے ہوں گے —— وہ انسان جس نے آخری پیغام کے انتظار میں برسوں گزارے تھے —— آج پیغام لانے والا

Marfat.com

اس کے لیے آخری پیغام لایا ہے ـــــــ ہاں غارِ حرا[1] میں وہ پیکرِ نورانی تشریف فرما ہے، اچانک روح القدس جلوہ گر ہوتا ہے، آواز آتی ہے :۔

"پڑھیئے" ـــــــ جواب ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــــ آنے والا بغل گیر ہوتا ہے، پھر کہتا ہے "پڑھیئے" ـــــــ وہی جواب ملتا ہے، "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــــ پھر وہ بغل گیر کرتا ہے اور عرض کرتا ہے، "پڑھیئے" ـــــــ جواب وہی ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــــ پھر وہ اس زور سے بغل گیر کرتا ہے کہ وہ پیکرِ نورانی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے :ـــــــ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ
الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ

---

[1] جبل حرا ـــــــ جس کو انجیل میں جبل فاران کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اب جبل نور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں منیٰ اور عرفات کو جاتے وقت بائیں ہاتھ سڑک سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے ـــــــ غارِ حرا تقریباً چار گز لمبا پونے دو گز چوڑا ہے اور اتنا اونچا کہ ایک آدمی وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور پاؤں پھیلا کر سو سکتا ہے ـــــــ عجیب بات یہ ہے کہ یہ غار جو لمبا سا مستطیل شکل کا ہے۔ قدرتاً قبلہ رُخ ہے ـــــــ یہی وہ پہلی عبادت گاہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت کا آغاز فرمایا ـــــــ تاریخ علم و حکمت میں اس غار کا بہت ہی بلند مقام ہے۔ ـــــــ

(مسعود)

Marfat.com

الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ [1]

(ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو، آدمی کو خونِ بستہ سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی اور کبھی حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہو کر ہم کلام ہوتے [2] اور جو آپ کہتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُھراتے جاتے ۔۔۔۔۔۔

المسعودی نے لکھا ہے کہ ولادت کے اکتالیسویں سال آپ کو منصب رسالت و نبوت پر فائز کیا گیا، یہ پیر کا دن تھا جب کہ ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں [3]۔ بخاری شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر شریف کے چالیس سال پر مبعوث ہوئے۔ ۔۔۔۔۔۔ یعنی چالیس سال پورے ہونے پر ۔۔۔۔۔۔ المسعودی نے اپنی کتاب التنبیہ والاشراف میں بعثت کے دن کو ۲۳ آبان ماہ ۱۳۵۷ سنہ سلطنت بخت نصر اور آٹھ دن ماہ شباط ۹۲۱ سنہ اسکندری کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف پورے

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ العلق، ۱ ۔۔ ۵

[2] (ا) ابو عبد اللہ مالک بن انس : الموطا ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۹۳،

(ب) ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری : صحیح بخاری، ج ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۴

[3] المسعودی ؛ مروج الذہب، ج ۲، ص ۲۹۴

Marfat.com

چالیس برس ہو چکی تھی

ابن سعد نے آغازِ وحی یعنی ابتدائے نزولِ قرآن ۱۷ رمضان المبارک کی رات بیان کی ہے اور اس بیان کو بعض نے قبول بھی کیا ہے[1] لیکن دو جلیل القدر صحابی حضرت جابر اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ بتائی ہے چالیس سال بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہی کو پورے ہوتے ہیں اس لیے قرآن کی نزول کی تاریخ بھی بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہی قرار پاتی ہے۔ روز دوشنبہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روز دوشنبہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا "پیر کے دن میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی"

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سئل عن صوم یوم الاثنین ! فقال فیہ ولدت
وفیہ انزل علیّ[2]

نزولِ قرآن کے بارے میں ماہِ رمضان المبارک اور ماہ ربیع الاوّل کی دو مختلف روایات کی تطبیق اس طرح کی جاسکتی ہے کہ لوح محفوظ سے یک بارگی بیت العزت میں نزولِ اوّل رمضان المبارک میں ہوا[3] اور پھر وہاں سے نزولِ وحی کے سلسلہ کا آغاز ربیع الاوّل میں ہوا۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم دو دو، تین تین، چار چار اور پانچ پانچ

---

[1] تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ، مطبوعہ مصر، ص ۱۷ و ۳۶

[2] محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ ص ۹ بحوالہ ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری: مسلم شریف، کتاب الصیام، ص ۷

[3] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۰

Marfat.com

آیتیں کرکے نازل ہوا ـــــــ بعض چھوٹی بڑی سورتیں ایک ہی بار نازل ہوئیں ـــــــ بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات اور سورتیں اپنی جلالت وعظمت کی وجہ سے فرشتوں کے بڑے بڑے جلوسوں کے ساتھ نازل ہوئیں[1] ـــــــ

نبوت ورسالت کا جب منصب عطا ہوا تو آپ پورے چالیس برس کے تھے اس کے بعد مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ ۱۳ برس قیام فرمایا، پھر ہجرت کا حکم ہوا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دس سال قیام فرمایا، پھر جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی عمر شریف تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی اس طرح قرآن حکیم تیئیس ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔

باعتبار سنہ عیسوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۷۰ء میں ہوئی ـــــــ ۶۱۰ء میں نزول وحی کا آغاز ہوا اور منصب نبوت ورسالت عطا ہوا ـــــــ ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور بقول مقالہ نگار انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا ـــــــ ۸ جون ۶۳۲ء کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا۔ اس طرح ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک مکمل قرآن نازل ہوا ـــــــ

---

[1] (الف) احمد بن حنبل شیبانی : المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۶ھ

(ب) جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۳۷

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزولِ وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا وحی نازل ہونے کے فوراً بعد آپ لکھوا دیا کرتے تھے چنانچہ جن صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور سورتوں کی کتابت کرائی۔ ان کی تعداد ۴۰ سے زیادہ ہے، مندرجہ ذیل صحابہ قابل ذکر ہیں:۔

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم
- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

- ابوسفیان بن حرب ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- یزید بن ابی سفیان ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- شرجیل بن حسنہ ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- محمد بن مسلمہ انصاری ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- مغیرہ بن شعبہ ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ارقم بن ابی ارقم مخزومی ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عبداللہ بن ارقم قرشی ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہو چکتی تو خود یاد فرما لیتے پھر کاتبین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور یہ نشاندھی فرماتے جاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت میں رکھی جائے اور فلاں فلاں سورت میں ــــــ اس طرح عہد نبوی میں پورا قرآن لکھا گیا اور کتابی صورت میں مرتب ہوا ــــــ

---

۱ (ا) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ، ج ۱، ص ۱۴
(ب) ابن اثیر علی بن محمد جزری: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۰ھ ج ۱، ۴۷
(ج) ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی: اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
(د) محدث ابن سید الناس، عیون الاثر، ج ۲، ص ۳۲۵-۳۱۶
(ہ) محدث ابن سید الناس: السیرت الحلبیہ، ج ۲، ص ۳۲۶
(و) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۶۴
(ز) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، مطبوعہ لکھنو ج ۲، ص ۶۰-۳۰۵

Marfat.com

کاتبین وحی فوری طور پر جن اشیاء پر وحی الٰہی کی کتابت کرتے تھے اس کی تفصیل یہ ہے :۔

۱۔ الرقاع : کھال، کاغذ اور پتوں کے ٹکڑے

۲۔ الاکتاف : اونٹ یا بکری کے شانے کی ہڈی

۳۔ العسب : کھجور کے درخت کی شاخ کا چوڑا حصہ

۴۔ اللخاف : پتھر کی تختیاں یا پتلے ٹکڑے

۵۔ قطع الادیم : دباغت کی ہوئی کھال کے پتلے ٹکڑے

۶۔ الاضلاع : اونٹ وغیرہ کی پسلی کی چوڑی ہڈیاں

۷۔ الاقتاب : اونٹ کی کاٹھی کے پتلے اور چوڑے تختے[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ وہ اشیاء تھیں جن پر نزول وحی کے فوراً بعد آیات قرآنی کی کتابت ہوئی تھی اس کے بعد رق، مہرق، کاغذ وغیرہ پر صحائف کی شکل میں صاف کیا جاتا اور چوبی فائلوں میں مصحف کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

*

---

[1] (ا) جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۸

(ب) حافظ ابی بکر بن ابی داؤد : کتاب المصاحف، ص ۷، ۸

(ج) ابن ندیم : کتاب الفہرست، ص ۳۶، ۳۷

Marfat.com

(ج)

چھٹی صدی عیسوی قبل اسلام عربی ادب کا تاریخی دور تھا، شاعری ادبی اظہار کا ذریعہ تھی، اور عربوں کو دل سے محبوب تھی، مشہور عربی قصائد جن کو سبعۃ المعلقات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو آج بھی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، عربی ادب کا عظیم شہ کار تھے۔ سنہری حروف میں لکھ کر ان کو دیوار کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اور برسوں سے اسی طرح معلق چلے آرہے تھے۔ لیکن قرآنی آفتاب کے آگے ان کی چمک ماند پڑ گئی اور یہ بجھ کر رہ گئے ——— وہ قرآن جو کسی انسان کی کاوش کا نتیجہ نہ تھا، خالقِ الفاظ و حروف نے خود اتارا تھا ——— قرآن قدم قدم پر خود اپنا تعارف کرا رہا ہے :-

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ط [1]

ترجمہ :-

اور یہ ہے برکت والا ذکر ہم نے اتارا۔

اور فرمایا :-

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ [2]

ترجمہ :-

اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الانبیاء ، ۵۰ ؛ سورۃ الاعراف ، ۲ ؛ سورۃ النساء ، ۱۰۵ ، ۱۱۳

[2] القرآن الحکیم : سورۃ النمل ، ۶

Marfat.com

اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ
وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ط [1]

ترجمہ:-

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس
میں اصلا کجی نہ رکھی۔

اور فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ
لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ [2]

ترجمہ:-

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو
سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اللہ نے اتارا، اپنے بندے پر اتارا ——— لیکن کون گواہ ہے کہ اللہ نے
اتارا؟ اللہ اکبر ——— خود ارشاد فرما رہا ہے، شکوک رفع فرما رہا ہے ———
دلوں کے زنگ دھو رہا ہے ——— ارشاد ہوتا ہے :-

لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ [3]

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الکہف، ۱

[2] القرآن الحکیم : سورۃ الفرقان، ۱

[3] القرآن الحکیم : سورۃ النساء، ۱۶۶

ترجمہ :۔

لیکن اے محبوب! اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا

وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی

کافی ہے۔

اللہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے قرآن آپ پر اتارا اور فرشتے گواہ ہیں کہ اس نے قرآن آپ پر اتارا ——— اور اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی فیصلہ کن ہوگی!

قرآن حکیم دو طریقوں سے نازل ہوا ——— وحی الٰہی کے ذریعے اور حضرت جبریل امین کے ذریعے ——— اس کی تفصیل خود قرآن حکیم بتا رہا ہے ———

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ

وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ج [1]

ترجمہ :۔

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی

نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ———

اور ارشاد فرمایا :

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ

اَمْرِنَا ط [2]

ترجمہ :۔

اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے۔

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النساء ، ۱۶۳ : سورۃ الشوریٰ ، ۷

[2] القرآن الحکیم : سورۃ الشوریٰ ، ۵۲

Marfat.com

براہ راست وحی کے علاوہ بالواسطہ وحی کا سلسلہ بھی جاری رہا اور حضرت جبریل امین پیغام الٰہی لاتے رہے قرآن حکیم کہہ رہا ہے:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ:۔

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا ——— اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو۔

اور فرماتا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ
الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ لا عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُنْذِرِيْنَ ۝ لا [2]

ترجمہ:۔

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

اور فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ

---

[1] القرآن الحکیم / سورۃ البقرہ، ۹۷

[2] القرآن الحکیم / سورۃ الشعراء ۱۹۲ - ۱۹۴، سورۃ النحل، ۱۰۲

Marfat.com

ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ
اَمِیْنٍ ؕ ۱

ترجمہ:۔

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قدرت والا ہے،
مالک عرش کے حضور عزت والا، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت
دار ہے۔

اور پھر قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے:۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۙ ۲

ترجمہ:۔

تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنھیں تم دیکھتے ہو اور جنھیں تم نہیں دیکھتے۔ بیشک یہ قرآن
ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔

معلوم ہو گیا قرآن حکیم کس نے اتارا، کس طرح اتارا، کس پر اتارا ——— اب یہ
معلوم کرنا ہے کب اتارا اور کس وقت اتارا ——— ایک دم اتارا یا تھوڑا تھوڑا کر کے
اتارا ——— ان تمام سوالات کے جوابات بھی خود قرآن حکیم کی زبانی سنیئے ———
ارشاد ہوتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی

---

۱ القرآن الحکیم! سورۃ التکویر، ۱۹–۲۱
۲ القرآن الحکیم! سورۃ الحاقۃ، ۳۸–۴۰

Marfat.com

وَ الْفُرْقَانِ ج [1]

ترجمہ:-

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی او
فیصلہ کی روشن باتیں۔

ماہ رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا ــــــــــ کس وقت نازل ہوا؟

ــــــ ارشاد ہوتا ہے:

حٰمٓ ج وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ
لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ [2]

ترجمہ:-

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں
اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ج وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ ط لَيْلَةُ الْقَدْرِ لا
خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ ط [3]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۱۸۵

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الدخان ، ۲-۳

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ القدر ، ۱-۳

Marfat.com

شب قدر؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ــــــــــــ
ایک دم اترا یا رفتہ رفتہ اترا؟ ــــــــــ اس سوال کا جواب قرآن حکیم یوں دیتا ہے :-

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِيۡلًا ۚ[1]

ترجمہ :-

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا ــــــــــــ

اور فرماتا ہے :-

وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا ۝[2]

ترجمہ :-

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

پھر اس کی حکمت بھی بیان فرمائی کہ ایک دم کیوں نہ اتارا، رہ رہ کر کیوں اتارا ــــــــــــ
ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الدھر ، ۲۳

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۶

Marfat.com

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ [3]

ترجمہ:-

اور کافر بولے قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نہ اُتار دیا؟ ——————

ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط

کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ——————

قرآن پورا اترا یا کچھ رہ گیا —————— اس کا جواب بھی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے :-

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ [1]

ترجمہ:-

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر ——————

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہی ہے سنتا جانتا ——————

Marfat.com

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان ، ۳۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۱۱۵

۲

(ا)

ہر عمل کا ردِ عمل ہوتا ہے ———— ایک عظیم انسان آیا ———— ایک عظیم کتاب لایا ———— ایک عظیم انقلاب آیا ———— اہلِ عرب ہکا بکا رہ گئے، یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

———— قرآن حکیم نے ان کے اچنبھے کو یوں بیان فرمایا:—

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ [1]

ترجمہ:—

کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ

---

[1] القرآن الحکیم، سورۂ یونس، ۲

Marfat.com

لوگوں کو ڈر سنائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے
رب کے پاس سچ کا مقام ہے ۔ کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادوگر
ہے ــــــــــ
قرآن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی اچنبے کی بات نہیں ہاں اگر ایسا ہوتا کہ نبی عربی ہوتا اور وحی عجمی ہوتی تو
یقیناً ان کا حیرت و استعجاب صحیح تھا ــــــــــ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ
اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ [۱]

ترجمہ :۔
اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں
نہ کھولی گئیں، کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ؟
بیشک یہ حیرت کی بات ہوتی مگر پھر بھی ایک شک رہ جاتا ہے وہ یہ کہ جب رسول کی
زبان خود عربی ہے تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ یہ کلام ان کا نہیں ان کے پالنہار کا ہے ؟
ــــــــــ کلام کے سمجھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی
متکلم کے کلام میں کبھی بھی زمین و آسمان کا فرق نہیں ہوتا بلکہ متکلم اپنے کلام سے جانا پہچانا جاتا ہے
ــــــــــ پھر جب اس متکلم کی زبان پر ایسا کلام آ جائے جو کسی حالت میں اس کا ہو ہی نہیں
سکتا تو عقل یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا سرچشمہ کہیں اور ہے ــــــــــ قرآن حکیم نے
ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کلام کا جھول ہے جو ہر اہل قلم کی تحریر میں پایا
جاتا ہے، کلام کا یکساں طور پر بلیغ ہونا ممکن نہیں ــــــــــ اس کے علاوہ معنوی طور پر،
انسانی قانون و اصول تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ایک حالت

---

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ حم السجدہ، ۴۴

Marfat.com

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں نہ صوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی ———
ارشاد فرماتا ہے :

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ
اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ۝[1]

ترجمہ :-

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس
میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا ——— وہ اٹل ہے ——— سائنس و حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون و اصول ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے ——— ان کی بنیاد عالم گیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا :———

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ[2]

ترجمہ :-

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں ———

یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے !

لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ النساء، ۸۲
[2] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ، ۲ ۔

وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ط [١]

ترجمہ:-

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔

یہ سراپا ''روح'' ہے —— یہ سراپا ''روحِ حق'' ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ [٢]

ترجمہ:-

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم وہ ''روحِ حق'' ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے:——

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ [٣]

ترجمہ:-

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

---

١ القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ٢

٢ القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ٢ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ١٠٥ ؛ سورۃ السبا ، ٦ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ الذاریات ، ٢٣ ؛ سورۃ الرعد ، ١

٣ القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ٣٧

Marfat.com

لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :———

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝[1]

ترجمہ :-

کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنالیا ہے۔ تم فرماؤ کہ اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) ہمارے رسول کا خود ساختہ ہے تو جو چیز ایک انسان نے بنائی ہے۔ اور جو خوبی ایک انسان نے پیدا کی ہے۔ وہ دوسرا انسان بھی بنا سکتا ہے اور پیدا کر سکتا ہے تو ہم تمھیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم ہی نہیں بلکہ سارے عالم کو بلا لاؤ اور قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو؟——— قرآن کے اس چیلنج کا باوجود علم و حکمت کی اتنی وسعت کے آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کفار یہی سمجھتے تھے کہ قرآن خود ساختہ ہے حالانکہ ان میں سے اکثر علم و ادب کے نباض تھے، شاید یہ مطالبہ وہ کرتے ہوں جو ادب کے نبض شناس نہ تھے ——— بہرحال انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اس جیسا دوسرا قرآن لائیے یا اسی کو بدل دیجیے ——— اس سوال کا جواب یوں دیا گیا۔

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۸

Marfat.com

قُلْ مَا يَكُونُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ
نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ [1]

ترجمہ:-

تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں
تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتا ہے۔ ـــــــــ

جس صاحب طرز ادیب کا کلام ہوتا ہے وہی اس میں ردّو بدل پر قادر ہوتا ہے اور وہ بھی ایک وقت خاص میں، ہر وقت نہیں ـــــــــ پھر ایسا کلام جس کی مثال کائنات میں نہیں اس میں ردّو بدل پر کوئی قادر ہو سکتا تھا؟ ـــــــــ وہی قادر ہوتا جس کا وہ کلام ہے۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے: ـــــــــ

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ ۙ [2]

ترجمہ:-

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے
جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر
وکالت کرتا ـــــــــ

قرآن حکیم نے قرآن کے آسمانی کتاب ہونے اور انسانی کتاب نہ ہونے پر ایک دلیل یہ دی کہ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا نام لوگوں نے پہلے نہ سنا ہو ـــــــــ یہ پچھلی آسمانی

---

[1] القرآن الحکیم! سورۂ یونس ، ۱۵

[2] القرآن الحکیم! سورۂ بنی اسرائیل ، ۸۶

کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا قرآن کی حقانیت وصداقت کتب سابقہ تواتر سے ثابت کر رہی ہیں ——————

ارشاد ہوتا ہے :——————

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ[1] ﴿۱۹۶﴾

ترجمہ :- اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے

ارشاد ہوتا ہے :——————

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى[2] ۠

ترجمہ :-

بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ۔

پچھلی کتابیں اسکی تصدیق کرتی ہیں اور یہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ——————

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ[3]

ترجمہ :-

اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرمانی ان کتابوں کی جو

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الشعراء ، ۱۹۶

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ اعلیٰ ، ۱۰ - ۱۲

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۹۲ ! سورۃ المائدہ ، ۴۸

Marfat.com

آگے نقلیں۔

ایک جگہ فرمایا:—

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ [1]

ترجمہ:-

اور (اے محبوب) ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری،
اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ —

یعنی یہی نہیں کہ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ پچھلی کتابوں کا محافظ بھی ہے اور گواہ بھی — آج نہ زبور اصلی حالت میں ہے نہ توریت اور نہ انجیل — قرآن نہ ہوتا تو شاید لوگ ان آسمانی کتابوں کے نام بھی بھول چکے ہوتے یا نام زندہ بھی ہوتے تو عقل پرست محققین کی نظر میں ان کی حقانیت مشکوک ہو چکی ہوتی۔ قرآن کی برکت سے ان کے نام زندہ ہیں —

(ب)

قرآن کریم نے پہلے اپنی تاریخی حیثیت کو متعین کیا اور بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا اگلی آسمانی کتابوں میں ذکر آچکا ہے اور جو قرآن کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے — پھر قرآن کی ادبی حیثیت کی طرف متوجہ کیا جو نہایت ہی اہم ہے اور فیصلہ کن ہے —

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ المائدہ ، ۴۸

Marfat.com

اور فرمایا :۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ○ [1]

ترجمہ :۔

اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔

اور فرمایا :۔

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ○ [2]

۱؎ القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۳ - ۲۴

۲؎ القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۸۸

Marfat.com

ترجمہ :-

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی مانند

لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا

مددگار ہو ـــــــ

اتنا بڑا چیلنج آج تک کسی کتاب کے مصنف نے نہیں دیا ـــــــ یہ کوئی معمولی چیلنج نہیں ـــــــ کسی بھی کتاب میں کسی بھی ادیب کے لیے ایسے ایک دو جملے شامل کرنا زیادہ مشکل نہیں جو مصنف کے معلوم ہونے لگیں، پیوند نہ لگیں ـــــــ لیکن اللہ تعالے تو فرماتا ہے کہ تم کو یہ شک ہے کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے تو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو پورا قرآن نہیں ایک ہی جملہ اس جیسا بنا کر لاؤ ـــــــ اور یہ چیلنج جاہلوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ اُن اہل زبان کو جن کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا جن میں بڑے بڑے شعراء اور قادر الکلام ادیب تھے جن کے مایہ ناز قصائد بیت اللہ میں آویزاں تھے اور اس دعوے کے ساتھ آویزاں تھے کہ دنیا ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی، جو اپنی زبان دانی کے سامنے دوسروں کو بے زبان سمجھتے تھے ـــــــ لیکن ہوا یہ کہ نزول قرآن کے بعد سب زبان والے، بے زبان ہو گئے ـــــــ قرآن کہتا ہے سارے عالم کے جن و انس الگ الگ کوشش کر دیکھیں، یا سب مل کر کوشش کریں ـــــــ ہرگز ہرگز قرآن جیسا قرآن نہیں لا سکتے ـــــــ اس لیے فرمایا :ـــــــ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا [1]

ترجمہ :-

پھر اگر تم نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے ـــــــ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۴

Marfat.com

قرآن حکیم کا یہ چیلنج چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک باقی ہے ــــــ
قرآن حکیم کی حلاوت کا یہ عالم کفارِ مکہ اور امراء قریش چھپ چھپ کر سنتے تھے گو بظاہر انکار کرتے تھے ــــــ مشرف باسلام ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قرآن سنا تو بے اختیار پکار اٹھے :ــــــ

واللہ انہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ، و
ان اسفلہ لمغدق، وان اعلاہ لمثمر
وما یقول ھذا بشر[1]

ترجمہ:ــ

خدا کی قسم یہ کلام شیریں ہے، اس میں حسن و خوبی ہے، یہ سراپا
سرسبز و شاداب درخت ہے جو نیچے سے ہرا اور اوپر سے پھرا
ہوا ہے۔ انسان کی تو یہ طاقت نہیں کہ ایسا کلام بول سکے ــــــ

دور جدید کے ایک انگریز نومسلم، ایم۔ ایم۔ پکتھال نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ کیا، لیکن پیش لفظ میں برملا اعتراف کیا :ــــــ

یہ ترجمہ قرآن، وہ عظیم الشان قرآن نہیں جس کی نغمگی کو کوئی نہیں پا سکتا ہے
ــــــ جس کی آواز سن کر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے
اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں[2] ــــــ

قرآن کے مثل ایک آیت یا اس جیسا قرآن لانے میں اہل عرب یا اہل عالم کی عجز و معذوری

---

[1] ابو عمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن عبد البر قرطبی : الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،
مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۳۶ھ، ج ۱، ص ۱۵۹

[2] ایم ایم ۔ پکتھال : دی گلوریس قرآن، مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۴ء (پیش لفظ) ــــــ

سے آگے چل کر ایک یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید قرآن ایک ایسی لغت یا ایسی زبان میں اتارا گیا ہو جس کا سمجھنے والا ہی نہ ہو ———— قرآن حکیم نے اس خیالِ باطل کی خود تردید فرمائی ———— پہلے تو ایک اصول بیان فرمایا کہ ہم جس قوم میں رسول بھیجتے ہیں، تو اس کو اس کی قومی زبان میں پیغام دیتے ہیں، دوسری اجنبی زبان میں نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ————

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ[1]

ترجمہ:-

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

پھر قرآن حکیم کی عربیت کے بارے میں بار بار وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن خالص عربی زبان میں ہے ————

ارشاد ہوا: ————

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ[2]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

اور دوسری بہت سی آیات میں اس حقیقت کو واشگاف فرمایا کہ قرآن عربی اور خالص

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ابراهیم، ۴

[2] القرآن الحکیم! سورۃ یوسف، ۲

عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے[1]

علامہ ابوبکر واسطی نے الارشاد فی القرأت العشر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں قرآن کریم میں غیر عربی زبانوں کے الفاظ اور مثالوں کی تفصیل دی ہے۔ اہل عرب کے بقیہ دنیا سے پرسہا برس سے تجارتی تعلقات رہے دوسری اقوام سے ان کا اختلاط تھا، جن کی زبانیں مختلف تھیں۔ جب قوموں کا باہمی اختلاط ہو تو ان کی زبان بلکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہونے لگتے ہیں۔ پھر استعمال ہوتے ہوتے اس کا جزو بن جاتے ہیں اور اس کے اپنے ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی میں عربی کے بے شمار الفاظ ہیں مگر فارسی کی فارسیت مجروح نہیں ہوئی ـــــــ اسی طرح اردو، سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی وغیرہ میں بہت سے عربی فارسی الفاظ موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر زبان میں کسی نہ کسی زبان کی آمیزش ضرور ہے مگر پھر بھی ہر زبان کی انفرادیت قائم ہے۔

(ج)

قرآن کی ادبیت و عربیت کے اعلان کے بعد قرآن حکیم نے اپنے جمال معنوی اور ظاہری اور پھر اس کی تاثیر کا اس انداز سے ذکر کیا ہے: ـــــــ

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ
مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ
ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ الرعد، ۳۷؛ سورۃ طٰہٰ، ۱۱۳؛ سورۃ الزمر، ۲۸؛ سورۃ حٰم السجدہ، ۲۰؛ سورۃ الشورٰی، ۷؛ سورۃ الزخرف، ۳-۴

Marfat.com

ذِکْرِ اللّٰہِ ط[۱]

ترجمہ:- اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں ــــــــ

اللہ تعالیٰ نے "احسن تقویم[۲]"، "احسن الحدیث[۳]"، نازل فرمائی۔ تاکہ دنیا کو "احسن عمل[۴]" کا جلوہ دکھا کر "احسن مقیلاً[۵]" کے مقام پر فائز کیا جائے ــــــــ تاثیر قرآن کا یہ عالم ہے ارشاد ہو رہا ہے:ــــــــ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○[۶]

ترجمہ:-

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے ــــــــ کہتے ہیں

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳

[۲] القرآن الحکیم : سورۃ التین، ۴

[۳] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳

[۴] القرآن الحکیم : سورۃ الملک، ۲

[۵] القرآن الحکیم : سورۃ الفرقان، ۲۴

[۶] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ، ۸۳

Marfat.com

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ——— تو ہمیں حق کے
گواہوں میں لکھ لے ———

اور فرمایا :———

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا
يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
سُجَّدًا ۝ لا [1]

ترجمہ :-

بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا
جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ———

اور ارشاد فرمایا :———

وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ
رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ السجدۃ [2]

ترجمہ :

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا
وعدہ پورا ہونا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ
قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ———

مشہور ایرانی سیاح بزرگ بن شہریار نے تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

۱؎ القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۷
۲؎ القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۸ — ۱۰۹
نوٹ :- مطالعہ یا تلاوت کرنے والے مسلمان اس آیت کے اختتام پر سجدہ تلاوت ضرور کریں۔

کشمیر کے راجہ مہروک نے سندھ کے ایک عالم کو دربار میں بلایا، اس سے زبان ہندیہ میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا ——— جب اس عالم نے یہ ترجمہ پڑھ کر سنایا ——— "اسی مٹی سے تم کو پیدا کیا اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی مٹی سے تم کو اٹھائیں گے" ——— ترجمہ سنا تھا کہ وہ راجہ زار و قطار رونے لگا، زمین پر سر رکھ دیا، منہ خاک آلود ہو گیا ——— پھر وہ دل سے مسلمان ہو گیا ——— [1]

۱۹۴۷ء میں راقم نے خود دیکھا دہلی میں مشرکین و کفار کے ایک عظیم اجتماع میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی گئی تو سب کے سب دم بخود ہو گئے کہاں وہ ایک ڈیڑھ لاکھ کا مجمع اور وہ شور و غل اور بھنبھناہٹ کہ الاماں والحفیظ! اور کہاں تلاوت قرآن کی یہ تاثیر اور تصویر کا یہ عالم کہ بس دیکھا کیجئے!

یہ تو انسانوں پر قرآن حکیم نے اپنا اثر دکھایا کہ ان کی پیشانیوں کو جھکایا اور زار و قطار رلایا ——— قرآن تو کہتا ہے کہ انسان تو انسان اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اس کی ہیبت و جلالت سے وہ کانپ اٹھتے: ———

---

[1] (۱) بزرگ بن شہریار: عجائب الہند مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۶ء
بحوالہ ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
ص ۱۹۲ - ۱۹۴

(ب) سید سلیمان ندوی: عرب و ہند کے تعلقات. مطبوعہ الہ آباد،
۱۹۳۰ء، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

Marfat.com

ارشاد ہوتا ہے :۔۔۔۔۔۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ[1]

ترجمہ :۔

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا، پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

قرآن کیا نازل ہوا، دل کے دریچے کھلنے لگے ۔۔۔۔۔۔ عالم بالا کے جھروکوں سے الفاظ و حروف کے حسین چہرے جھانکنے لگے ۔۔۔۔۔۔ ایک ایک کر کے صفحہ قرطاس پر آنے لگے اور صفحہ قرطاس کو تختۂ گل بنا کر دیکھنے والوں کے لیے جنت نظارہ بنانے لگے ۔۔۔۔۔۔ اور شش جہات سے مبارک باد، مبارک باد! کی صدائیں بلند ہونے لگیں ۔۔۔۔۔۔ جن و انس اور ملائک ایک ایک تختے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے۔ ۔۔۔۔۔۔ اعجاز قرآن پر سب کے سب انگشت بدنداں ۔۔۔۔۔۔ ایک جہانِ حسن ہے کہ ایک ایک آیت سے ظاہر ہو رہا ہے ۔۔۔۔۔۔ کھولیے تو بحر بیکراں ہے، بند کریئے تو گوہر آب دار ۔۔۔۔۔۔

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الحشر ۷، ۲۱

Marfat.com

اے دیدہ ور! اگر جمالِ معنی تک رسائی نہیں تو ظاہری جمال ہی دیکھ لو۔

دیکھو دیکھو عروسِ آیاتِ بینات گھونگٹ کھولے کھڑی ہیں اور دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں ——— ایک نظر دیکھ تو لو!

Marfat.com

۳

(ا)

قرآنِ حکیم جس ماحول میں نازل ہوا وہ ان پڑھوں کا ماحول تھا جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے :—

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ ۔[1]

ترجمہ :—

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ۔

لیکن ان پڑھوں میں سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے گو کہ اکثریت ان پڑھوں کی تھی ۔ مگر وہ بھی ایسے تھے جن میں علم و ادب سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا ۔ ان میں مختلف علوم و فنون کا رواج بھی تھا، اس کی تصدیق خود اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن جیسا علمی شہ کار اُس معاشرے میں بھیجا گیا —— شہ کار اُسی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ۔ جو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الجمعہ

Marfat.com

جاہلوں کے سامنے کوئی علمی رشتہ کا رپیش نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے ان پڑھوں میں، پڑھنے کی بات کی اور لوح و قلم کا سہارا دے کر ثریا تک پہنچا دیا ——— قرآن حکیم کی نظر میں عظمت لوح و قلم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام ہی "القلم" ہے پھر اسی میں قلم کی قسم کھائی :———

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ؗ[1]

ترجمہ :-

قلم اور اُن کے لکھنے کی قسم۔

پھر جو کچھ لکھا گیا اس کی قسم یوں کھائی :———

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ۚ[2]

ترجمہ :-

عزت والے قرآن کی قسم۔

عہد نبوی کا معاشرہ کتاب کے تصور سے بیگانہ نہ تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم ان سے پوچھتا ہے :———

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ؗ[3]

ترجمہ :-

کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو ؟

نہ کتاب سے ناآشنا تھے اور نہ کاغذ سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرے

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۱

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ قٓ ، ۱

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۳۷

Marfat.com

ئن" کاغذ" پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں کیوں کہ قرآن انہی اشیاء کا ذکر کرتا ہے جو ان کے چاروں طرف یا ان میں موجود تھیں کسی ایسی چیز کا ذکر کرتا جو ان میں نہ تھی تو تمثیلی اور مثالی انداز سے ذکر کرتا مگر کتاب و کاغذ کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کتاب و کاغذ سے اچھی طرح واقف تھے، بلکہ یہ چیزیں ان کے معاشرے میں موجود تھیں ——————

ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ [1]

ترجمہ :-

اور اگر تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

یہی نہیں کہ اس معاشرے میں کاغذ و کتاب موجود تھے، بلکہ کاتب اور کتابت کا رواج بھی تھا جس کا اندازہ قرآن حکیم کی ان آیات سے ہوتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ [2]

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۷ ، ۹۱

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۸۲

Marfat.com

اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کسی رہن کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ——

یہ تو شہر کی بات تھی، سفر میں لین دین ہو تو اس کے لیے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ[1]

ترجمہ:-

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (یعنی کوئی چیز ان کے قبضے میں گروی رکھ دو)

تاریخی حقائق سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا ——

مشہور و معروف عربی قصائد المعلقات السبعة لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے جو تقریباً ڈیڑھ سو برس تک لٹکتے رہے —— ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کی ایک تحریر جو چمڑے پر لکھی ہوئی تھی خلیفہ مامون الرشید کے کتب خانے میں موجود تھی —— صحیح بخاری میں باب کیف بدا الوحی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے چنانچہ وہ عبرانی میں انجیل بھی لکھتے تھے[2]

وكان يكتب كتاب العبرانى فيكتب من

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۸۳

[2] محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری ، ج ۱ ، ص ۹۵

Marfat.com

الانجیل بالعبرانیۃ [1]

ترجمہ :۔ اور وہ عبرانی زبان میں لکھتے تھے چنانچہ انجیل بھی عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔

۱ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ نے سفر ہجرت کے دوران حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دشمن جاں سراقہ بن جعشم کو امان نامہ لکھ کر دیا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عبداللہ بن سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں لڑکوں کو لکھنے کی تعلیم دیں [2] حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی اور سریانی زبانوں میں لکھنا پڑھنا سیکھیں ــــــ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شفا بنت عبداللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا ــــــ غزوہ بدر کے ۷۰ قیدیوں میں جن کے پاس فدیہ کے لیے خرچ نہ تھا فدیہ کے عوض مدینہ منورہ کے دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا حکم دیا گیا [3]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تقریباً ۴۲ صحابہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ــــــ طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ابن عباس کے پاس ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں تھیں [4] ــــــ

عہد نبوی میں اکثر ممالک میں لکھنے کا رواج تھا مثلاً روم، یونان، ہندوستان، ایران چین، حجاز، عراق، مصر وغیرہ۔ مختلف ممالک میں لکھنے کے لئے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی تھیں ــــــ روم میں سفید ریشم یا نازک و لطیف کھال پر لکھتے تھے ــــــ یونان میں بھی کھال پر

---

[1] ایضاً، ج ۱، ص ۹۵

[2] ابن عبداللہ قرطبی ! الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۸ھ ج ۱، ص ۳۵۳

[3] ابو عبداللہ محمد بن سعد زہری ! طبقات، ج ۲، ص ۱۴

[4] ایضاً، ج ۵، ص ۲۱۶

Marfat.com

لکھتے تھے اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب سقراط سے پوچھا گیا کہ وہ لکھتے لکھاتے کیوں نہیں؟ ــــ تو اُس نے جواب دیا "میں نہیں چاہتا کہ جو بات ایک زندہ مرد کے دل سے نکلے وہ ایک مردہ بکری کی کھال پر لکھی جائے"۔

جنوبی ہند میں تاری کے درخت کے ایک گز لمبے اور ۳ انگشت چوڑے پتوں کو باہم چسپاں کر کے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا ـ شمالی ہند میں بھوج کے درخت کی چھال کے ایک گز لمبے اور چند انگشت چوڑے ٹکڑے پر لکھتے پھر کپڑے میں لپیٹ کر دو تختیوں میں محفوظ کر دیتے جس کو "پوتی" کہا جاتا تھا ــ ایک درخت کاذی بھی تھا، اس کی چھال بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے خسرو نوشیرواں شاہ ایران کے نام اسی درخت کی چھال پر زرسرخ سے ایک خط لکھوا کر بھیجا تھا۔

ایران میں گائے بھینس، بکری اور ہرن کی کھال پر کتابت کرتے تھے ــ چین کے لوگ کاغذ پر لکھتے تھے [1] جو نباتات سے تیار کیا جاتا تھا ــ حجاز میں ہڈی، شانہ شتر، پتلے نازک سفید پتھر، چھال صاف کی ہوئی کھجور کی شاخیں اور کھال لکھنے کے کام آتی ــ مصر میں پاپیروس گورخر کی کھال یا ظلمان پر کتابت کرتے تھے ــ پاپیروس کو قدیم ماخذ میں قرطاس کہا گیا ہے ــ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے لکھا ہے کہ پاپیروس ۳۰ گز لمبا ہوتا تھا ــ قرآن کریم میں قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیئے جانے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ عراق میں بھی پاپیروس استعمال ہوتا تھا چنانچہ ابن عبدوس جھشیاری (م ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء) نے الوزراء والکتاب میں لکھا ہے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ بغداد کے خزانے میں قرطاس (پاپیروس)

---

[1] کاغذ سازی کے فن میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اور قسم قسم کے کاغذ بنائے۔ مثلاً سلیمانی، طلحی، نوحی، فرعونی جعفری، جیہانی، مامونی، منصوری، سمرقندی وغیرہ۔ مسعود

Marfat.com

بڑی مقدار میں جمع تھا۔ ۱؎

الغرض عہد نبوی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں لکھنے کے لیے متعدد چیزیں استعمال ہوتی تھیں جن میں کھال اور پاپیروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں یونانی، آرامی، عبری، عربی اردستانی، پہلوی، وغیرہ زبانوں میں کھال پر لکھی ہوئی تحریریں موجود تھیں ـــ پاپیروس پر عربی میں لکھے ہوئے اوراق دستیاب ہوئے ہیں جن کی روشنی میں تاریخ کے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھا ہے۔

قرآن کریم کی کتابت میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کتابت کے لئے کون کون سی چیزیں استعمال کی گئیں اس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں "کاغذ" کی جگہ دو چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ رق اور مہرق ـــ مہرق، سفید ریشمی کپڑا جس پر گوند لگا کر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا

۱؎ ابوالفضل ذابح : کاغذ سازی در تمدن اسلامی، ضمیمہ کیہان فرہنگی، ایران شمارہ ۶ ص ۲۰ - ۲۳

بحوالہ ذیل :-

۱۔ ابوریحان البیرونی۔ تحقیق ما للہند

۲۔ مسعودی، مروج الذہب

۳۔ ابن ندیم، الفہرست

۴۔ بلاذری، فتوح البلدان

۵۔ ابن حوقل، صورت الارض

۶۔ جاحظ : المحاسن والاضداد

۷۔ طبری : تاریخ طبری

۸۔ ابن عبدوس جہشیاری، الوزراء والکتاب۔ مسعود

Marfat.com

اور رق پتلی اور باریک کھال جو کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی تھی اور نہایت پائیدار دیرپا ہوتی تھی ــــــ قاموس میں ہے،" رق باریک کھال کو کہتے ہیں جس پر کتابت کی جائے اور لسان العرب میں ہے،" ایک باریک کھال جس پر لکھا جاتا ہے[۱] ــــــ"
مجدوالدین فیروزآبادی نے رق کے معنی "صاف کی ہوئی کھال لکھی گیا ہے"[۲]

خود قرآن حکیم سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اسی باریک کھال پر لکھا جاتا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝[۳]

ترجمہ:۔

اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہوا ہے۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز تحریری صورت میں ہوا چنانچہ بخاری شریف کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی شرح میں علامہ قسطلانی نے عبید بن عمیر کی جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ تفصیل موجود ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس دیبا نامی ریشمی کپڑا لائے اس میں کچھ لکھا ہوا تھا[۴] ــــــ

---

[۱] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۰، مطبوعہ لاہور، ص ۳۲۴

[۲] مجدوالدین فیروزآبادی: بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ، ج ۲، ص ۹۳

[۳] القرآن الحکیم: سورۃ طور، ۲۔۳

[۴] جلال الدین سیوطی: الاتقان، ج ۱، ص ۲۲؛ الجزائری: التبیان، ص ۱۲؛ خرم علی: ترجمہ مشارق الانوار، ص ۱۴

پھر کہا پڑھیے؟ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس روایت میں دیبا نامی ریشمی کپڑے کا ذکر ملتا ہے اور مہرق جس کا ذکر کیا گیا وہ بھی ریشمی کپڑے ہی سے تیار کیا جاتا، بہرحال عہد نبوی میں لکھنے کے لیے رق اور مہرق کاغذ کی جگہ استعمال کئے جاتے تھے ——

جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے وہ ۱۰۵ء میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تقریباً ۴۶۶ برس پہلے چین میں Ts'ailun سائی لن نے ایجاد کیا، ۷۵۱ء میں یہ فن ایشیاء میں سمرقند پہنچا اور ۷۹۲ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں پہلی مرتبہ بغداد میں بنایا گیا[۱] ——
مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلی صدی ہجری میں —— حجاج بن یوسف کے ایما پر عرب میں کاغذ بننے لگا تھا —— لیکن عہد نبوی میں چین میں کاغذ موجود تھا، اس بات کی کوئی تاریخی شہادت نظر سے نہیں گزری کہ یہ کاغذ عرب میں آتا تھا یا نہیں البتہ اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں چین کی ترقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح واقف تھے چنانچہ آپ نے فرمایا:

اطلب العلم لو کان بالصین[۲]

ترجمہ:۔

علم حاصل کرو اگرچہ چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

عہد قدیم میں دریائے نیل کے کنارے پیدا ہونے والے نرکل کے پودے کی چھال

۱۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ ۱۹۷۳ء، ص ۹۶۶

۲۔ (۱) ابن الحاج الفاسی، محمد بن محمد العبدی: المدخل (ب) امام غزالی: احیاء العلوم، مطبوعہ قاہرہ ص ۱۸

سے ایک قسم کا کاغذ بنایا جاتا تھا جس کا نام پودے کے نام پر PAPYRUS رکھا گیا ۱؎ اس پر لکھا ہوا ریکارڈ آج بھی موجود ہے یہ لکھنے کے لیے وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا تھا۔

اہل عرب تجارت میں بڑے مشاق اور بحری سفر کے دلدادہ تھے اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ چین اور مصر کا کاغذ بھی ـــــ حرمین شریفین میں استعمال ہوتا ہوگا کیوں کہ درآمدات کا تعلق طلب و ضرورت سے وابستہ ہے اور نزول قرآن کے بعد لکھنے کی چیزوں کی اشد ضرورت تھی چنانچہ موطا امام مالک میں ہے :-

جمع ابو بکر القرآن فی قراطیس

ترجمہ :-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کا غذوں پر جمع کیا

اور قرآنی آیات میں "قرطاس" کا لفظ استعمال ہوا ہے گو اس کا اطلاق رق اور مہرق پر کیا بھی کیا جاسکتا ہے۔

(ب)

اب ہم حجاز کے "رق"، چین کے "کاغذ" اور مصر کے "پیپرس" کے متعلق تاریخ کے پس منظر میں کچھ عرض کرتے ہیں :-

ا - بحیرۂ احمر پر رومیوں کے غلبے کے بعد جب یمنیوں کی تجارت کمزور پڑنے لگی تو اہل یمن نے بحری راستے کی بجائے اندرون عرب کے بری راستوں سے غیر ملکوں کا تجارتی سفر شروع کیا ـــــ یہ راستہ حضر موت سے شروع ہوتا تھا اور بحیرۂ احمر

ـــــ

۱؎ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۲، ص ۹۶۶

Marfat.com

کے اوپر صحرائے نجد سے بچتا ہوا مکہ کرمہ جاتا تھا جس کی وجہ سے مصر و شام اور یمن کے درمیان مکہ بہت بڑی منڈی بن گیا ۔۔۔۔۔۔۔ مکے کی خاص پیداوار میں "جانوروں کی کھالیں" سب سے زیادہ اہم تھیں "طائف کا چمڑا" عربی میں ضرب المثل ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے مبسوط سرخسی (ج ۱۰، ص ۹۱ ۹۲) اور شرح السیر الکبیر سرخسی (ج ۱، ص ۶۹) کے حوالوں سے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد مکے والوں سے حالت جنگ کے باوجود ابو سفیان کو مختلف سامانِ ضرورت بھیج کر معاوضے میں "جانوروں کی کھالیں" طلب کی تھیں [۱] ۔۔۔۔۔۔۔

اغلب گمان یہی ہے کہ یہ کھالیں دباغت کے بعد رق تیار کرنے کے لیے منگوائی ہوں گی چونکہ آپ کار نبوت میں مصروف تھے اور یہ کھالیں رق کی صورت میں کتابتِ قرآن کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

۲۔ جزیرہ نمائے عرب تین براعظموں کے درمیان واقع ہے ایشیا، افریقہ اور یورپ ۔۔۔۔۔۔۔ مشرق کا تجارتی مال بڑی حد تک عرب کی راہ سے یورپ جاتا تھا عرب خود بھی تجارت کے لیے دور دراز نکل جاتے تھے کاروبار نے ان کو مصر و شام اور چین و ہند تک پہنچایا۔ قدیم زمانے سے چین اور پاک و ہند کا تجارتی مال یمن آتا اور خشکی کے راستے حجاز و شام سے گزر کر یورپ جاتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ مدینہ منورہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر جار کی بندرگاہ تھی یہاں کا مال مدینہ منورہ اور اطراف کی بستیوں میں کثرت سے فروخت ہوتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کی تجارت بہت کامیاب تھی بہت سے مہاجر صحابہ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ۔۔۔۔۔۔۔ جار کے متعلق عرام بن الاصبع لکھتے ہیں:

والجار علی شاطی البحر، ترفا الیہ

---

[۱] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۳۲

Marfat.com

السفن من الارض الحبشة و مصر و
من البحرين والصين۔[1]

ترجمہ:۔

جار بحیرہ احمر کی ساحلی بستی ہے یہاں پر حبشہ، مصر، بحرین اور چین سے
جہاز آکر لگتے ہیں ــــــــــ

اُبلہ اور دیبا کی بندرگاہوں کے لیے مؤرخین نے لکھا ہے:ــــــــــ

وکانت احدی فرض الهند یجتمع
بها تجارة الهند والسند والصين
واهل المشرق والمغرب۔

ترجمہ:۔

دیبا ہندوستان کی بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، سندھ،
چین بلکہ مشرق اور مغرب کے تاجر جمع ہوا کرتے تھے ــــــــــ

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں اُبلہ کو فتح کیا (یہ بندرگاہ قدیم زمانے سے ارض الھند فرج الھند والسندھ کے لقب سے مشہور تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکتوب میں لکھا:ــــــــــ

فان الله وله الحمد فتح علينا
الابله وهى مرفى سفن البحر من

[1] اطہر مبارک پوری، قاضی: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۳۲
بحوالہ عرام بن الاصبغ سلمی، کتاب اسماء جبال تہامہ

Marfat.com

عمان والبحرین والفارس والھند
والصین۔

ترجمہ:۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ابلہ پر فتح دی ــــــــــ یہ مقام
عمان بحرین، فارس اور چین سے آنے والے جہازوں کی بندرگاہ
ہے[۱]

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز میں چین سے سامان آتا تھا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی منڈیوں میں بکتا تھا اس لیے ظن غالب ہے کہ چین کا وہ کاغذ جس کی ایجاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدیوں پہلے ۱۰۵ء میں ہو چکی تھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں ملتا ہوگا چنانچہ بعض احادیث میں کاغذ پر قرآن پاک کی کتابت کا ذکر آتا ہے

۳۔ عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے عبد شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب نے بالترتیب شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم، کسرائے ایران اور شاہ یمن سے تجارتی راہداری کے پروانے حاصل کیے اور آزادانہ تجارت شروع کی سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام و مصر آنے جانے لگے جس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے:۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ
وَ الصَّيْفِ ۚ[۲]

ترجمہ:۔

چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا۔ ہاں، جاڑے اور

۱؎ اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں: ص ۲۰

۲؎ القرآن الحکیم: سورۃ القریش، آ ۱-۲

Marfat.com

گرمی کے سفروں سے انھیں مانوس کر دیا۔

چنانچہ اسی ہمہ گیر تجارت کا اثر تھا کہ عرب میں تقریباً ۱۲ بڑے بڑے بازار لگتے تھے۔ جن میں مندرجہ ذیل ذکر ہیں:-

دومتہ الجندل، صحار، دبا، شحر، رابیہ (حضرموت)
ذوالمجاز، نطاۃ (خیبر)، مشقر، منیٰ، حجر، عکاظ، عدن،
صنعا[1]

سب سے بڑا بازار عرفات کے قریب عکاظ کا لگتا تھا اس میں نہایت عمدہ اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا یقیناً یہاں چین کا کاغذ، اور مصر کا پیپرس ضرور ملتا ہوگا اور کاتبین وحی نے اس سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے کئی سال تجارت فرمائی چنانچہ آپ ایک طرف خلیج فارس کے ساتھ ساتھ بحرین اور عمان تشریف لے گئے اور دوسری طرف بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ یمن بھی تشریف لے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر شاہ حبشہ نجاشی سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے ہجرت اولی کے وقت اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر کو نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی دیا تھا ——— مسند امام احمد بن حنبل (ج ۴ ص ۲۰۶) کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمیداللہ نے لکھا ہے کہ جب مشرقی عرب بحرین سے ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس علاقہ کا اس طرح ذکر کیا جیسے وہ رسول کا جانا پہچانا ہے[2] اس پر جب ان لوگوں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا، میں نے

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۱۲۷

[2] محمد حمیداللہ: رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔ بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۰۶

Marfat.com

تمہارے ملک کی خوب سیر کی،، اس سے انداز ہوتا ہے کہ آپ بہ سلسلہ تجارت مشقر اور دبا کے مشہور میلوں میں تشریف لے گئے ہوں گے ـــــــ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامان تجارت دے کر حباشہ (تہامہ) بھیجا جہاں رجب میں تین دن بازار لگتا تھا۔ پھر جرش (یمن) بھیجا جہاں بڑا بازار لگتا تھا ـــــــ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری اور عنفوان شباب کا بیشتر حصہ تجارتی مصروفیات میں گزارا ظاہر ہے ایسی ہستی سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرب وجوار اور دور دراز ملکوں میں پائی جانے والی لکھنے کی چیزوں سے بے خبر ہو ان کی باخبری پر تو خود قرآن گواہ ہے۔ اس لیے ان تمام حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا نامناسب نہ ہوگا کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کی مکمل کتابت رق، مہرق، کاغذ اور پیپرس، وغیرہ پر ہوئی ہو گی

بہر حال جیسا کہ عرض کیا گیا اتنا تو قرآن سے ثابت ہے کہ قرآن حکیم کو باریک کھال کے اوراق پر جمع کیا گیا ـــــــ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :ـــــــ

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝[1]

ترجمہ :ـ

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے ـــــــ

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ الطور ، ۱ ـ ۳

Marfat.com

(ج)

قرآن حکیم کو "قرآن" بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، اور کتاب بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، یا جو لکھا ہوا ہو ــــــــــ مندرجہ ذیل آیات سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے:

① وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ[1]

② كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ[2]

③ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ[3]

④ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا[4]

⑤ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ[5]

⑥ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ[6]

⑦ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ[7]

⑧ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ[8]

⑨ وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ[9]

⑩ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ[10]

مؤطا امام مالک میں مندرجہ ذیل آیت سے قرآن مکتوب ہی مراد لیا گیا ہے: ــــــــــ

سلسلہ القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۹۲؛ سورۃ ص، ۲۹؛ سورۃ البقرہ، ۱؛ سورۃ الانعام، ۱۱۴؛ سورۃ الاعراف، ۵۲؛ سورۃ ہود، ۱؛ سورۃ الاحقاف، ۱۲؛ سورۃ الانعام، ۹۲؛ سورۃ النمل، ۱؛ سورۃ الدخان، ۲

Marfat.com

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ
فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ
بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ۙ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۗ [۱]

ترجمہ:-

یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں، بلندی والے، پاکی والے، ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے!۔

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ [۲]

ترجمہ:-

جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جس طرح سجل نوشتوں کو لپیٹتا ہے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کا نام سجل تھا [۳]

درایتہً یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ تشبیہ اسی وقت ذہن نشین ہو سکتی ہے جب مخاطب کے سامنے وہ شے موجود ہو جس سے تشبیہ دی جا رہی ہے یا اس نے دیکھی ہو ــــــ کاتبینِ وحی لوگوں کے سامنے لکھا کرتے تھے جہاں مختلف اشیاء پر کتابت ہوتی تھی وہاں جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے

---

۱ (ا) القرآن الحکیم، سورۃ عبس، ۱۱-۱۶ (ب) مالک بن انس، الموطا، ص ۱۹۰

۲ القرآن الحکیم، سورۃ الانبیاء، ۱۰۴

۳ ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی، تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۲۰۰

Marfat.com

ایسی اشیاء پر بھی کتابت ہوتی تھی جس کو Scroll کی صورت میں لپیٹ دیا جاتا تھا

ایسی تحریر "رق" یا "کاغذ" ہی پر ہو سکتی ہے ـــــــ Scroll

کی لمبائی عام کاغذ جتنی نہیں ہوتی بلکہ بقدر ضرورت کاغذ جوڑ جوڑ کر اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں، اور

لپیٹتے جاتے ہیں ـــــــ یہ طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اب رفتہ رفتہ اس کا

رواج ختم ہو رہا ہے لیکن اب بھی مطالبات کے سلسلے میں محضرنامے طویل طویل کاغذ پر پیش

کیے جاتے ہیں ـــــــ بہرکیف آیت مذکورہ میں نوشتوں کے لپیٹے جانے کی آسمان

کے لپیٹے جانے سے تشبیہ اسی وقت ممکن ہو سکتی ہی جب وہ نوشتے طویل و عریض کاغذ پر

تحریر کیے جاتے ہوں پھر ان کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہو ـــــــ اس آیت کریمہ سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاتبین وحی طویل کاغذوں پر قرآن حکیم کی کتابت کرتے تھے جن کو لپیٹ کر

رکھ دیا جاتا تھا ـ عام طور حفاظت کی خاطر Scroll ٹن کے نلوں میں رکھتے ہیں اور بعض احادیث

سے ظاہر ہوتا ہے کہ ـــــــ عہد نبوی میں بھی یہ طریقہ رائج تھا ـــــــ

مگر جو کچھ لکھا گیا وہ منتشر حالت میں تھا یا کتابی صورت میں ـــــــ اس کا جواب

قرآن حکیم میں موجود ہے ـ ارشاد ہوتا ہے : ـــــــ

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝[1]

ترجمہ :-

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ

چھوئیں مگر باوضو ـــــــ

آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ عہد نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں سامنے آچکا

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الواقعہ، ۷۷ - ۷۹

Marfat.com

تھا کیونکہ یہاں قرآن کریم کا ذکر ہے، اور اس کے ہاتھ لگانے اور چھونے کا ذکر ہے اور محفوظ نوشتہ کا اطلاق کتاب ہی پر ہو سکتا ہے نہ کہ ایک دو اوراق پر ——— اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو یک جا کرنے اور پڑھانے کا یوں بھاری ذمہ لیا:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ؔ [1]

ترجمہ:-

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے ———

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حکیم کو یکجا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لیے یہ عہد نبوی ہی میں یک جا کر دیا گیا ہوگا چنانچہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ قرآن ساتھ رکھتے تھے کیونکہ تشابہات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا ورنہ ممکن نہ تھا۔ قرآن حکیم کی حفاظت کا ایک اور جگہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ———

قرآن حکیم کے مطالعہ سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور گھروں میں پڑھا جاتا تھا۔ کتب احادیث کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر لیا گیا تھا اور اس کے متعدد نسخے موجود

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ القیمۃ، ۱۷

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الحجر، ۹

تھے اسی لیے آپ نے "قرآن مجید" کو ایک مسلمان کا بہترین ورثہ قرار دیا چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں: ——

ان مما یلحق المؤمن من عمله و
حسناته بعد موته علما نشره و
مصحفا ورثه [1]

ترجمہ:-

مرنے کے بعد مومن کو اس کے اعمال اور حسنات پر جس کا اجر ملتا ہے
ان میں ایک تو وہ علم ہے جس کی اس نے نشر و اشاعت کی اور ایک وہ
مصحف (قرآن مجید) جس کا اس نے لوگوں کو وارث بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی ارشاد فرمایا پہلے خود اس پر عمل کیا، یہی مزاج نبوت تھا اس لیے یہ دل کہتا ہے کہ جب آپ نے مسلمانوں کے لیے قرآن مجید بہترین ورثہ قرار دیا تو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار نبوی سے بھی یہ ورثہ ملت اسلامیہ کو ملنا چاہیے —— چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے —— حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ——

عن عبد العزیز بن رفیع قال دخلت
انا و شداد بن معقل علی ابن عباس
فقال له شداد بن معقل —— اترك
النبی من شیء؟ —— قال ما ترك
الا ما بین الدفتین —— قال ودخلنا

---

[1] ابو الفضل احمد بن علی الشہیر بابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ دمشق، ج ۱۰، ص ۴۲۹

Marfat.com

على محمد بن الحنفية وسألناه ـــ وقال
ماترك الا ما بين الدفتين ـــ[1]

ترجمہ:-

عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس کے پاس گئے شداد نے پوچھا ـــ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز ترکے میں چھوڑی ہے؟ ـــ انہوں نے جواب دیا ـــ نہیں بجز اس کے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے ـــ پھر ہم محمد بن الحنفیہ کے پاس گئے اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی بجز اس کے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کم سے کم ایک قرآن مجید چھوڑا جو جلد میں محفوظ تھا اس کی مزید تصدیق بخاری شریف کی ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ و تلخیص یہ ہے:

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عراقی آیا ـــ عرض گزار ہوا ـــ اے ام المومنین! مجھے اپنا قرآن مجید دکھایئے ـــ فرمایا ـــ بھلا کس لیے؟ ـــ عرض کیا ـــ تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کر لوں ـــ کیونکہ لوگ خلاف ترتیب پڑھتے ہیں ـــ فرمایا ـــ

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۴۳

Marfat.com

اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں جس کو چاہو پہلے پڑھ لو ـــــــــــ

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ پھر ان کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید نکالا اور ان کو سورتوں کی ترتیب لکھوا دی

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں :ـــــــــــ

فاخرجت المصحف فاملت علیہ ای السورة [۱]

ترجمہ :ـ تو آپ نے قرآن نکالا اور سورتوں کی ترتیب لکھوا دی ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج مطہرات میں تھیں اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں آپ ہی کے ہاں اور آپ ہی کی قربت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نسخہ ہو جو آپ نے یادگار چھوڑا ـــــــــــ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلاوت میں رہتا ہو جس کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے جس میں خطاب امہات المومنین سے کیا گیا ہے :ـــــــــــ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط [۲]

ترجمہ :ـ

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت ـــــــــــ

۱ـ محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری ، ج ۲ ، ص ۹۹۲ ـ ۹۹۳

۲ـ القرآن الحکیم ! سورۃ الاحزاب ، ۳۴

Marfat.com

اور غالباً یہ بات کفار و مشرکین کے علم میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن مکتوب و مجلّد محفوظ ہے اسی لیے انہوں نے قرآن حکیم پر تنقید کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے :——

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا
فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝[1]

ترجمہ :-

وہ کہتے تھے کہ یہ تو پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ رکھی ہیں اور اسی میں سے یہ صبح و شام لکھواتے رہتے ہیں ——

(د)

بہرکیف مندرجہ بالا حقائق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی نسخہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اور اس سے دوسرے مسلمان تقابل کر کے اپنے نسخے صحیح کیا کرتے تھے ——

احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کم از کم چار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا قرآن حکیم جمع کیا تھا[2] —— چنانچہ جب حضرت انس بن مالک

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان ، ۵

[2] تہذیب التہذیب (ج ۷ ، ص ۲۴۳) ، استیعاب (ج ۲ ص ۲۸۵ ، ۵۶۵) ، اسد الغابہ (ج ۲ ، ص ۲۸۶) ، طبقات (ج ۲ ، ص ۲۸۵) وغیرہ کے مطالعہ سے مزید ۸ صحابہ کا اور علم ہوتا ہے جن کے نام یہ ہیں ۔ عقبہ ابن الجہینی ، سعد ابن عابد ، ابو درداء ، عثمان بن عفان ، تمیم داری ، عبادہ بن صامت ، ابو ایوب انصاری ، عبداللہ بن مسعود ——

Marfat.com

سے دریافت کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا تو انھوں نے فرمایا، چار حضرات نے اور چاروں انصار تھے ان کے اسمار گرامی یہ ہیں:۔

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(۲) ابو زید رضی اللہ عنہ

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ [۱]

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قرآن جمع کیا تھا ــــــ اس حدیث کی اسناد کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، کہ "واسنادہ صحیح" ــــــ وہ فرماتے ہیں:

میں نے عہد نبوی میں پورا قرآن جمع کیا تھا میں اس کو ایک ہی رات میں پڑھ لیتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی [۲]

یہ حدیث طویل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس مدت میں کمی کر کے ۲۰ دن ارشاد فرمائی ــــــ پھر انہوں نے عرض کیا تو پندرہ دن میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی ــــــ مزید عرض کیا تو فرمایا: ــــــ

اقراء فی سبع ولا تزید

---

[۱] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری؛ صحیح بخاری، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۷۴۹

(ب) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری؛ صحیح مسلم، ج ۲، مطبوعہ مصر، ص ۲۵۲

[۲] ابوالفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی؛ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ

Marfat.com

علیٰ ذٰلک [1]

ترجمہ :-

سات روز میں ختم کیا کرو اس سے کم مدت میں ختم نہ کرو۔ ———

اس حدیث پاک سے قرآن کریم کی سات منزلوں کے تعین اور تیس پاروں کی تقسیم کا راز بھی کھل جاتا ہے ——— پہلی ہدایت ۳۰ دن میں ختم کرنے سے متعلق تھی اور دوسری سات دن میں ختم کرنے سے متعلق ———

حضرت ابو زید بن عبید بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابہ میں لکھا ہے : ———

هو اوّل من جمع القرآن من الانصار [2]

ترجمہ :-

یہ وہی ہیں جنہوں نے انصار میں سب سے پہلے قرآن جمع کیا ———

اور حضرت زید بن ثابت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تالیف قرآن کا اہم فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں : ———

قال کنا عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع [3]

---

[1] (ا) ابو الفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی : فتح الباری شرح صحیح البخاری ، ج ۹ ، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ
(ب) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی : جامع ترمذی ، ج ۲ ، ص ۱۱۸

[2] ابن اثیر علی بن محمد جزری : اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ، ج ۱ ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۰۹ھ

[3] ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم ، المستدرک علی الصحیحین ، ج ۲ ، ص ۶۱۱

Marfat.com

ترجمہ:۔ ہم کاتبانِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر رقاع (ٹکڑوں)
سے قرآت ترتیب وار جمع کرتے جاتے تھے۔

"جمع کرنے" اور "تالیف کرنے" میں فرق یہ ہے کہ جمع کرنے کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جس میں ترتیب وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہو مگر تالیف کا اطلاق ایسے مجموعہ پر ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہو ——— یہاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید کو مختلف ٹکڑوں سے کتابی صورت میں ترتیب وار جمع کرتے تھے ——— جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن جمع کیا تھا جس کو تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا چنانچہ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

كان أخر عرض رسول الله صلى الله
عليه وسلم القرآن على مصحفه و
هو اقرب المصاحف من مصحفنا وقد
كتب زيد لعمر بن الخطاب۔[1]

ترجمہ:۔

زید نے عرضۂ اخیرہ میں اپنا کتابت شدہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنایا اور وہ قرآن مجید ہے جو ہمارے قرآن مجید جیسا ہے پھر انہیں زید نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا تھا ———

[1] ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری: المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء

Marfat.com

۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ (مارچ ۶۳۲ء) کو خطبہ حجۃ الوداع کے فوراً بعد آخری آیت نازل ہوئی:—

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ [1]

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (جون ۶۳۲ء) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا آخری آیت کے نزول اور پردہ فرمانے کے مابین تقریباً ڈھائی پونے تین ماہ کا عرصہ گزرا ——— اغلب یہی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ذی الحجہ ۶۳۲ء اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۶۳۲ء کے درمیان ملاحظہ کے لیے پیش کیا ہوگا ———

مندرجہ بالا تمام شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید کی ایک کاپی نہیں بلکہ کئی کاپیاں مدوّن ہو چکی تھیں ——— اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ایسی ہدایات نہ فرماتے جس سے قرآن کا مدوّن اور مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے ——— مثلاً ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا۔ ——— کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ ——— آپ نے فرمایا:———

الحال والمرتحل [2]

ترجمہ:-

سفر سے اترنا اور سفر کرنا

پھر جب اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا:-

---

[1] القرآن الکریم! سورۃ المائدہ، ۳

[2] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸، ۱۱۹

Marfat.com

صاحب القرآن یقرء عن اول القرآن الی
آخره و من آخره الی اوله ۔ کلما
حل ارتحل۔[1]

ترجمہ :۔

قرآن پڑھنے والا جو اوّل سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ختم کر لیتا
ہے تو دوبارہ شروع کر دیتا ہے گویا جیسے ہی تلاوت کا سفر ختم کرتا
ویسے ہی دوسرا سفر (تلاوت کا) شروع کر دیتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہاں حافظ قرآن نہیں فرمایا، قرآن پڑھنے والا فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے مکمل نسخے موجود تھے چنانچہ بعض احادیث سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ قرآن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابی صورت میں مدّون ہو گیا تھا۔

مثلاً ــــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں :

ان قرآن کان مجموعا
مؤلفا علی عهد النبی صلی
الله علیه وسلم۔[2]

---

[1] ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی : مسند دارمی، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۳ھ، ۴۲۱

نوٹ :۔ جس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آپ دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کتابی صورت میں موجود تھا۔

(ا) مستدرک، ج ۱، ص ۹۳ (ب) السنن الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۱۴ (ج) کنز العمال، ج ۱، ص ۷۸۶ ـ ۷۸۷،
(د) الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۳۸)

[2] دائرہ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۶، ص ۴۰۰۳

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ جمع کیا ہوا
ترتیب دیا ہوا موجود تھا

امام نووی فرماتے ہیں:

ان القرآن کان مؤلفا فی زمن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ھو
فی المصاحف الیوم۔ [1]

ترجمہ:-

قرآن مجید عہد نبوی میں اسی انداز سے ترتیب دیا گیا تھا جس انداز
کی ترتیب سے آج وہ مصحف میں موجود ہے

علامہ طبرسی، تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں:

ان القرآن کان علی عہد النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مجموعا مؤلفا
علی ما ھو علیہ الآن۔ [2]

ترجمہ:-

عہد نبوی میں قرآن مجید بالکل اسی طرح مجموع و مرتب تھا جس طرح آج
ہے

[1] ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی، المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر، بحوالہ دائرۃ المعارف اسلامیہ،
ج ۱۶، ص ۲۴۰

[2] طبرسی، تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۲۴۰

Marfat.com

قرآن پاک کی جمع و تدوین سے متعلق جہاں اور شہادتیں ہیں وہاں ایک شہادت امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نقل کی اوس ابن ابی اوس حذیفہ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ممبر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے ـــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد کے پاس آنے میں تاخیر فرمائی جب تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ـــــــ کہ آج کی ورد حزب[1] رہ گئی تھی تو میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کو ختم کیے بغیر باہر آجاؤں۔ اس پر اوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے قرآن کے احزاب کے بارے میں پوچھا یعنی قرآن پاک کے ان حصّوں کے بارے میں جو تلاوت کی سہولت کے لیے تقسیم کر لیے گئے تھے اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل سات احزاب کی تفصیل بتائی جو ایک ہفتے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، وہ یہ ہیں: ـــــــ

(۱) حزب اوّل ـــــــ سورۂ فاتحہ سے سورۂ نسآء تک
(۲) حزب ثانی ـــــــ سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک
(۳) حزب ثالث ـــــــ سورۂ یونس سے سورۂ نحل تک
(۴) حزب رابع ـــــــ سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک
(۵) حزب خامس ـــــــ سورۂ شعرآء سے سورۂ یٰسین تک
(۶) حزب سادس ـــــــ سورۂ صٰفّٰت سے سورۂ حجرات تک
(۷) حزب سابع ـــــــ سورۂ قٓ سے سورۂ ناس تک

---

[1] احمد بن حنبل: المسند، ج ۴، ص ۳۴۳

یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عہد نبوی میں قرآن پاک مدّون ہو چکا تھا اور اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے اور اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمول تلاوت کے لیے قرآن پاک کو احزاب پر تقسیم فرمایا ——— جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن حکیم کے منتشر اوراق تھے جن کی کسی صحابی نے شیرازہ بندی کر دی تھی[۱] : ———

قرین قیاس یہی ہے کہ اصل کاپی آپ اپنے پاس رکھتے ہوں گے پھر وقتاً فوقتاً اس سے دوسرے صحابہ کو لکھواتے رہتے ہوں گے ——— اس قیاس کی توثیق قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ نے اپنے پاس پرانے قصے کہانی لکھ چھوڑے ہیں جو لوگوں کو لکھواتے رہتے ہیں (معاذ اللہ) ———

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ وحی کا خاص اہتمام فرماتے تھے[۲] یہاں تک کہ آپ کے پڑوس میں حضرت زید بن ثابت رہتے تھے، جب وحی آتی فوراً ان کو بلا لیتے اور جو کچھ نازل ہوتا لکھوا دیتے[۳] پھر یہی نہیں کاتبوں کو لکھوا دیتے بلکہ لکھوانے کے بعد پڑھوا کر سنتے اور جو غلطی ہوتی اس کی اصلاح فرماتے[۴] پھر لوگوں کو نقل کے لیے عنایت فرماتے[۵]

---

[۱] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۴۸

[۲] (ل) ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۴

(ب) محمد بن اسمعیل بخاری: صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۴۱

[۳] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد (بحوالہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۶۹)

[۴] مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰ (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

[۵] صدیق حسن خان، نواب: فتح المغیث (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلد نہ تھا، چوبی فائلوں میں جمع تھا۔

چنانچہ فتح الباری میں ہے :—

كانوا يكتبون المصحف في الرق و
يجعلون له دفتين من خشب [1]

ترجمہ:۔

صحابہ کرام قرآن مجید باریک چمڑے پر لکھتے تھے اور اس کو دو چوبی دفتیوں میں رکھ لیتے تھے —

اور اس طرح رکھتے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی اور یہ ہدایت فرمائی جاتی کہ فلاں فلاں، سورت میں فلاں آیت کے بعد یہ لکھ لی جائے تو لکھ لی جاتی [2] — چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۂ بقرہ کی ایک آیت نازل ہوئی تو! —

فقال جبريل للنبي صلى الله عليه و
آله وسلم ضعها على راس مائتين ثمانين
من سورة البقره [3]

ترجمہ:۔

تو جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کو سورۂ بقرہ کی

---

[1] ابن حجر عسقلانی : فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹

[2] (ا) جلال الدین السیوطی : الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۴۴ - ۱۴۵

(ب) ابن حزم : کتاب الفصل، ج ۴، ص ۲۲۱

[3] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۳۲۶

Marfat.com

آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد لکھ لیجئے ——— چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بہرکیف قرآن مجید جلد میں تھا یا دو گتوں کے درمیان یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا قرآن مرتب ہو چکا تھا بلکہ بعض احادیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم کے متعدد نسخے موجود تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تلاوت کرنے کی تاکید شدید فرمائی اور دوہرے اجر کی بشارت دی۔ ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں [۱] ——— اس تاکید و ترغیب کی روشنی میں یہ بات امر یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کتابت قرآن کا خاص اہتمام کیا ہوگا اور لکھے پڑھے تمام صحابہ کے پاس مصاحف ہوں گے چنانچہ مسند امام محمد میں صحابہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: ———

بین اظهرنا المصاحف وقد تعلمنا فيها وعلمناها نساءنا وذرارينا و خدمنا۔ [۲]

ترجمہ:-

ہمارے درمیان مصاحف موجود تھے جن سے ہم نے خود قرآن مجید سیکھا اور اپنی عورتوں بال بچوں اور خادموں کو سکھایا۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یہاں تک لکھا ہے!

---

[۱] (ا) جلال الدین سیوطی: الاتقان، ج ۲، ص ۱۰۸

(ب) الزرکشی : البرہان فی علوم القرآن، ص ۴۶۲

[۲] (ا) احمد بن حنبل : المسند، (مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ)

(ب) عمدۃ القاری . ج ۲، ص ۲۷

Marfat.com

ان الذین جمعوا القرآن علی عهد
النبی صلی الله علیه و آلہ
وسلم لا یحصیهم عدد و
یضبطهم احد[1]

ترجمہ:-

عہد نبوت میں جن لوگوں نے جمع قرآن کی خدمت جلیلہ انجام دی ان کی
اتنی کثرت ہے نہ کوئی ان کی تعداد کا تعین کر سکتا ہے اور نہ ان کے ناموں
کو ضبط تحریر میں لا سکتا ہے

(ھ)

اس پس منظر میں یہ حدیث بھی قابل توجہ ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت
کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

چار چیزیں دنیا میں مظلوم اور کس مپرسی کی حالت میں ہیں
جن میں ایک وہ مصحف ہے جو گھر میں اس حالت میں پڑا ہے
کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی

اس حدیث کے معانی و مطالب کو حال و مستقبل دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ
شواہد و حقائق سے ثابت ہو رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مصاحف کی اتنی کثرت ہو گئی تھی وہ گھروں میں آویزاں
کیے جانے لگے تھے جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا

---

[1] بدرالدین محمود بن عینی؛ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر

لا تغرنکم ھٰذا المصاحف
المعلقة[1]

ترجمہ:۔

ان آویزاں قرآنوں سے تم دھوکے میں نہ پڑ جانا

پھر عہد خلافت راشدہ میں اتنی کثرت ہو گئی کہ قرآن مجید کے بعض نسخوں کو مطلّے و مذہّب کیا جانے لگا

قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور اپنی جگہ قائم ہو جاتی ہے تو پھر اس میں نئی نئی اختراعات و ایجادات ہونے لگتی ہیں

چنانچہ عہد عثمانی میں کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو مطلّے و مذہب کیا[2]،

جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

---

[1] علی متقی علاؤالدین ہندی ! کنز العمال، سنن الاقوال والافعال، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ ج ۱، ص ۱۳۴

[2] قرن اول ہی سے قرآن حکیم کی زرکاری اور تذہیب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چنانچہ قرن اول اور قرن دوم میں یہ زرکار ممتاز نظر آتے ہیں:۔ الیقطینی، ابراہیم الصغیر، ابو موسیٰ ابن عمار ابن المستقطی، ابو عبداللہ الخزیمی، وغیرہ (الفہرست، ۹؛ دائرۃ المعارف، ج ۱۶، ص ۳۵۸)

Marfat.com

اذا حلیتم مصاحفکم فعلیکم
الدمار ۔ [1]

ترجمہ :۔
تم لوگوں نے اپنے قرآن مجید کو مطلی و محلی کیا تو تمہاری ہلاکت کا وقت قریب
آگیا ہے ___

اوپر جو کچھ عرض کیا وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا اس عہد کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں نجی طور پر تو قرآن پاک کی بہت سی نقول تیار کی گئیں مگر سرکاری طور پر بھی کام ہوا۔ چنانچہ ایک خاص مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ۱۱ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیار کرایا اور اپنے پاس رکھا ۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اس خاص نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا یہ صحیح نہیں [2] ___ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہی نسخہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ کی شہادت کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا پھر اس نسخے کو سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۵ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر متعدد نقول تیار کرائیں اور بلاد اسلامیہ ارسال کیں [3]

ابن حزم نے خلافت راشدہ کے دور صدیقی اور دور فاروقی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ ، ج ۱۶ ، مطبوعہ لاہور ، ص ۴۲ - ۴۴

[2] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ، ج ۱۵ ، مطبوعہ امریکہ

[3] جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن ، ج ۱ ، مطبوعہ کراچی ، ص ۱۴۵ اور ۱۴۹

Marfat.com

تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دس سالوں میں قرآن حکیم کی قلمی کاپیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی ——— ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے : ———

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھائی برس خلیفہ رہے ان کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں قرآن کے نسخے نہ ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دس برس اور چند ماہ تک مسجدیں بنتی رہیں اور قرآن لکھے جاتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو قرآن کے کم از کم ایک لاکھ نسخے رہے ہوں گے[۱] ———

پھر ہزاروں کی تعداد میں جو طلبا پڑھتے تھے وہ لکھتے بھی ہوں گے چونکہ بار بار تلاوت و قرأت کے لیے قرآن کا لکھا جانا ضروری تھا صدہا برس سے یہی عمل رہا ہے اس لیے مشہور صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہزاروں تلامذہ میں نہ معلوم کس کس نے قرآن پاک کی نقول تیار کی ہوں گی پریس کی ایجاد سے پہلے کتابوں کا لین دین نقل اور کتابت کے ذریعے ہی ہوتا تھا تحریر اور کتابت کی کلفتوں کا آج ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے مگر شوق علم میں ہمارے اسلاف ہر مشکل پر غالب آگئے اور وہ کچھ کر دکھایا جس کو آج ہم ترستے ہیں ۔

(۹)

احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے علاوہ بھی کتابیں موجود تھیں اور کھلے ہوئے کاغذات گول نلوں میں رکھتے تھے ۔ مثلاً ۔ المستدرک کی ایک روایت میں سعید بن بلال بیان کرتے ہیں ؛ ———

[۱] ابن حزم: کتاب الفصل والملل والاہوا والنحل، مطبوعہ قاہرہ، ج ۲ ص ۷۸ (ملخصاً)

Marfat.com

كنا اذا اكثرنا على انس بن مالك فاخرج الينا مخالا عنده فقال هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم۔ [1]

ترجمہ:۔

جب ہم حضرت انس بن مالک سے زیادہ اصرار کرتے تو اپنے پاس سے کاغذات رکھنے کا تھیلا نکال لاتے اور کہتے یہی وہ حدیثیں ہیں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں۔

حافظ ابن عبد البر کی جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حسن صحابی رسول کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو حضرت ابوہریرہ:۔

فاخذ بيده الى بيته فارانا كتبا كثيرة من حديث رسول صلى الله عليه وسلم۔ [2]

ترجمہ:۔

اپنے گھر لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی بہت سی کتابیں بھی دکھائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر ابن العاص نے احادیث رسول کا ایک مجموعہ الصحیفۃ الصادقہ

---

[1] ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم! المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

[2] ابن عبد اللہ قرطبی ! جامع بحوالہ قرآن مجید کا نزول اور وحی از پروفیسر محمود الحسن خسرو، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۷

Marfat.com

کے نام سے مدوّن کیا تھا۔ یہ صحیفہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا، ان کے پوتے شعیب اسی صحیفے سے روایت کرتے تھے ——— جس کا ذکر فتح المغیث میں اس طرح ملتا ہے: —

شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن العاص لم یسمع جدہ انما وجد
کتابہ فحدث منہ ۔[1]

ترجمہ:۔

شعیب ——— نے اپنے دادا سے حدیث سنی تو نہیں لیکن ان
کی کتاب پائی تھی وہ اسی کتاب سے حدیث روایت کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن عقبہ سے جو صاحبِ مغازی اور فقہائے تابعین سے تھے، منقول ہے: ———

وضع عندنا کریب بن ابی مسلم مولی
عبد اللہ بن عباس حمل بعیر من کتب
ابن عباس ۔[2]

ترجمہ:۔

ہمارے پاس عبد اللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب بن ابی مسلم
نے ایک اونٹ کے بوجھ بھر ابن عباس کی کتابیں رکھوائی تھیں۔

یہی نہیں کہ عبد اللہ بن عباس نے خود کتابیں لکھیں بلکہ جو کچھ لکھتے رہے اس کی نقلیں بھی لوگ لے جاتے رہے چنانچہ الترمذی کی کتاب العلل میں مروی ہے: ———

---

[1] صدیق حسن خان، نواب: فتح المغیث، مطبوعہ لکھنو، ص ۲۲۵

[2] ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری: طبقات، ج ۵، ص ۲۱۶

ان نفرا قدموا على ابن عباس من اهل الطائف بكتب من كتبه فجعل يقرأ عليه ۔[1]

ترجمہ:۔

ابن عباس کے پاس طائف سے کچھ لوگ ان کی کچھ کتابیں لے آئے اور ان کے سامنے پڑھنے لگے ۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :

كان عبد الله بن عمرو قد اصاب يوم اليرموك زاملتين من كتب اهل الكتاب فكان يحدث منها ۔[2]

ترجمہ:۔

عبد اللہ بن عمرو نے جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ کی کتابیں دو بوریاں بھر پائی تھیں تو ان کتابوں کی باتیں بھی بیان کرتے تھے ۔

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں ایک نہیں بیسیوں کتابیں موجود تھیں صحابہ خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی لکھتے تھے گویا کاغذ و قلم کی کمی نہ تھی خواہ کاغذ کسی نوعیت کا بھی ہو، ایسی صورت میں قرآن جیسی عظیم اور اہم کتاب کے لیے یہ کہنا کہ عہد نبوی میں کتابی صورت میں مرتب نہ تھا، خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے ۔ خصوصاً جب کہ ایک نہیں متعدد شواہد اس حقیقت کی تائید کر رہے ہوں کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ

---

[1] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی؛ جامع ترمذی، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۲۶۱

[2] ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی؛ تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۴

Marfat.com

کاتبین وحی لکھتے جاتے اور دوسرے صحابہ ان سے نقول لیتے جاتے اور کم از کم قرآن کے پانچ نسخے عہد نبوی میں مرتب ہو چکے تھے اور ایک نسخہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی تھا پھر بعد میں خلافت راشدہ میں قرآن حکیم کے نسخے تیار ہوتے رہے ـــــــ تدوین قرآن کی بات تو صاف ہو گئی اب قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن کا نام قرآن ہے؟

(نام)

ہر کتاب کے سرورق پر ایک کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے ـــــــ قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا نام متن میں شامل ہے، اور تقریباً ۷۰ مقامات پر "قرآن" کا نام آیا ہے ـــــــ کسی کتاب کا سرورق غائب ہو جائے تو پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام کیا ہے اور یہ کس مصنف کی تصنیف ہے ـــــــ قرآن کا امتیاز یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک قدم قدم پر قرآن اپنا تعارف کرا رہا ہے، اپنا نام بتا رہا ہے اور قرآن کے متن کا ایک ایک حرف، ایک ایک جملہ خدائے واحد کی گواہی دے رہا ہے ـــــــ قرآن پر تحقیق کرنے والے ہر مسلم و غیر مسلم محقق کے لیے اتنی وافر تعداد میں داخلی شہادتیں میسر ہیں کہ خارجی شہادتوں سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے ـــــــ

قرآن حکیم میں "قرآن" کو قرآن کے علاوہ متعدد صفاتی نام سے بھی یاد کیا گیا ہے ـ مثلاً

الفرقان، البرہان، الموعظہ، الشفاء، الرحمۃ، التذکرہ، الکلام، الکتاب، النور، الھدیٰ، الحکمۃ البالغۃ، احسن الحدیث، التنزیل، العروۃ الوثقیٰ، البلاغ، الصحف القیمہ، البیان، الروح، الصدق، التبصرہ، الحق، وغیرہ وغیرہ[1]

---

[1] القرآن الحکیم؛ سورۃ الفرقان ۱، ۱؛ سورۃ یونس، ۵۷ ؛ سورہ بنی اسرائیل، ۸۲؛ سورۃ یونس، ۵۷ ؛ سورۃ الحاقہ، ۴۸ ؛ سورۃ الزخرف ۱-۲ ؛ سورۃ النساء، ۴ ؛ سورۃ الزمر، ۲۳ ؛ سورۃ الشعراء، ۱۹۲ ؛ سورۃ ابراہیم، ۵۲ ؛ سورۃ آل عمران، ۱۳۸ ؛ وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

بالعموم کتاب کو قاری کی سہولت کے لیے ابواب و فصول میں تقسیم کیا جاتا ہے دور جدید میں قاری کی سہولت کے پیش نظر نئے نئے اسلوب ایجاد ہو رہے ہیں اور نئے نئے طریقے اپنائے جا رہے ہیں ——— قرآن حکیم نے بھی قاری کی سہولت کو پیش نظر رکھا ہے، پہلی تقسیم تو سورتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اس طرح پورے قرآن حکیم کو ۱۱۴ سورتوں پر خود حق تعالیٰ نے تقسیم فرمایا ——— پھر مزید سہولت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات حصوں پر تقسیم کیا جن کو احزاب کے نام سے یاد کیا گیا اس طرح ہفتے کے ہر دن کے لیے ایک حزب تلاوت کی جا سکتی ہے جس کو منزل، بھی کہا جاتا ہے ———

مزید سہولت کے لیے قرآن حکیم کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کیا گیا یہ سلف صالحین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں کیا، اس طرح تیس پارے قرار دیئے گئے پھر ہر پارے کو رکوعوں میں تقسیم کر کے، ربع، نصف، اور ثلث میں تقسیم کیا گیا[1] ——— اور اولین سہولت تو خود حق جل مجدہٗ نے عطا فرمائی کہ پورے قرآن کو چھوٹی بڑی آیتوں میں تقسیم فرمایا اس طرح قرآن کریم میں بالاجماع ۶ ہزار آیات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ۳۲۳۶۷۱ (تین لاکھ تیئس ہزار، چھ سو اکہتر) حروف ہیں ———

المختصر قرآن حکیم پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا اور پوری توجہ کے ساتھ لکھا گیا۔ ——— عہد نبوی سے جو اس کی کتابت شروع ہوئی تو چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے نہ صرف کتابت کا بلکہ طباعت کا اور کیسٹوں کے ذریعے اشاعت کا بھی ——— بلکہ اب تو کمپیوٹروں میں بھی قرآن کو محفوظ کر دیا گیا ہے ———

[1] ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی، مقدمہ تفسیر حقانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۲۴

Marfat.com

(ح)

قرآن حکیم کے بے شمار قلمی نسخے دنیا کی عظیم لائبریریوں میں محفوظ ہیں لیکن ان میں وہ نسخے نہایت ہی اہم ہیں، جو خلفائے راشدین کے زمانے یا قریبی عہد میں لکھے گئے تھے ــــــــ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کے متعدد نسخے کتابت کرا کے مختلف بلاد اسلامیہ میں ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے اس وقت ایک نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو مسلم بورڈ برائے وسطی ایشیا قازقستان، نے قائم کیا ہے۔ اس کا عکس لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی ہے۔ یہ نسخہ شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا۔ جس کی توثیق و تصدیق خون کے دھبوں کے کیمیائی تجزیے اور تاریخ دونوں سے ہوتی ہے ــــــــ ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) نے یہ نسخہ اور اس پر خون کے دھبے دیکھے، ابن بطوطہ نے اس کو بصرہ میں دیکھا پھر یہ خواجہ عبید اللہ احرار کی مسجد میں سمرقند (روس) میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لینن گراڈ (روس) کے شاہی کتب خانے میں آیا اور آج کل تاشقند کے کتب خانے میں محفوظ ہے ــــــــ

دوسرا نسخہ مدینہ منورہ سے پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استانبول (ترکی) لے جایا گیا پھر استانبول سے برلن (جرمنی) پہنچا اور حفاظت کی خاطر قیصر ولیم ثانی کو نذر کیا گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جو صلح نامہ ورسائی مرتب ہوا تھا اس کی ایک دفعہ میں اس کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے ــــــــ معاہدے کے اصل الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

> معاہدے کے نفاذ میں آنے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر جرمنی خلیفہ عثمان کا اصل قرآن شاہ حجاز کو واپس کرے گا جو ترک افسروں نے مدینہ سے منتقل کیا تھا[1]

---

[1] پارٹ ۳، سیکشن ۲، آرٹیکل ۲۴۶، ٹریٹی آف ورسائی

تیسرا نسخہ ۶۵۷ء تک دمشق (شام) میں موجود تھا، چوتھا نسخہ ۳۲۵ھ تک مکہ معظمہ (سعودی عرب) میں محفوظ تھا، پانچواں نسخہ بصرہ (عراق) قرطبہ (ہسپانیہ) وغیرہ سے ہوتا ہوا ۷۴۵ھ میں شہر فاس آیا اب نہ معلوم موخرالذکر تینوں نسخے کن کتب خانوں میں ہوں گے!

مشہد (ایران) کے کتب خانے آستان قدس میں خط کوفی میں قرآن حکیم کے ۶۸ اوراق کا مجموعہ جو سورہ ہود سے آخر سورہ کہف تک قرآنی آیات پر مشتمل ہے ـــــ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کتابت کئے ہیں۔ ایک نسخہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو سنہ ۴۱ھ میں کتابت کیا گیا ہے ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے ـــــ اس میں صرف دو پارے ہیں یہ سورہ یٰسین کی آیت نمبر ۴۵ سے شروع ہوتا ہے ـــــ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہے ـــــ ان کے علاوہ اس کتب خانے میں اور بہت سے قلمی نسخے ہیں ـــــ لاہور (پاکستان) میں بیت القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جہاں قرآن ہی قرآن ہیں ـــــ نادر و نایاب ـــــ

لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے ـــــ اس وقت عالمی کتب خانوں میں قرآن حکیم کے قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود و محفوظ ہیں۔

کتابت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر قرآن حکیم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا جس نے اس کی اشاعت میں مہمیز کا کام کیا۔ قرآن حکیم کی اولین طباعت کا اہتمام سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل ناشرین نے کیا: ـــــ

- Pagninus Briniensis, Rome, 1530
- A.Hinckellmenn, Hambburg, 1694

بقول مقالہ نگار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۹۲۲ھ/۱۵۱۶ء سے قبل بندقیہ (اٹلی) میں بھی چھپا تھا ـــــ ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ء

Marfat.com

میں ہمبرگ (البانیا) میں چھپا[1] ـــــ

پھر مختلف مقامات سے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے سب سے اچھا معرا قرآن حکیم
G.Flugel. نے چھاپا اس سے بیشتر مستشرقین و محققین نے استفادہ کیا[2] ـــــ

آج کل بلاد اسلامیہ میں خصوصاً پاکستان میں معرا اور مترجم قرآن شائع ہو رہے ہیں، ایک سے ایک اعلیٰ، ایک سے ایک حسین، ایک سے ایک جمیل ـــــ تاج کمپنی (کراچی۔ لاہور) قرآن کی اشاعت میں غالباً دنیا کے تمام اشاعتی اداروں پر سبقت لے گئی ہے ـــــ اس کے علاوہ پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ میں اور بہت سے اداروں نے قرآن کی طباعت و اشاعت کا خاص اہتمام کیا ـــــ حال ہی میں مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں طباعت کا ایک عظیم الشان کمپلیکس قائم کیا گیا ہے جو ڈیڑھ لاکھ مربع میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے ـــــ اس مرکز میں سالانہ قرآن مجید کی سات لاکھ کاپیوں کی طباعت کی گنجائش ہو گی ـــــ قرآن مجید کی طباعت کے علاوہ سالانہ بیس ہزار آڈیو اور وڈیو کیسٹ بھی تیار ہو سکیں گے[3] ـــــ

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ، ص ۲۴۵

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ج ۱۶ / ۱، ص ۲۵۸

[3] اخبار جنگ (کراچی)، شمارہ ۴ دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۶، ک ۲

Marfat.com

۴

(ا)

جس خط میں قرآن لکھا گیا اس کو خط جزم کہا جاتا تھا بعد میں خط کوفی نے اس کی جگہ لے لی۔ خط جزم کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے گرامی کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل بادشاہوں کے نام، نامہائے مبارک کے عکس آج بھی دستیاب ہیں۔ ——————

(۱) بنام مقوقس

(۲) بنام منذر بن ساوی عبدی

(۳) بنام نجاشی [1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۲۵۰ خطوط تاریخ نے محفوظ کئے ہیں جو آپ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبائی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے [2]

---

[1] (ا) محمد حمید اللہ ڈاکٹر: رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۳۳

(ب) حفظ الرحمٰن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۵۰، ۱۷۷

[2] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: رسول کریم کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ میں یہ نامہ مبارک شاہ مصر مقوقس کے نام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ یہ نامہ مبارک مقوقس کو اسکندریہ میں دیا گیا جو اس وقت مصر کا دارالسلطنت تھا۔ مقوقس اس وقت دریائے نیل میں سیر کر رہا تھا، نامہ مبارک لے کر بہت خوش ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بہت سے تحائف ارسال کئے۔

(حفظ الرحمٰن سیوہاروی، بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص، ۱۴۹)

Marfat.com

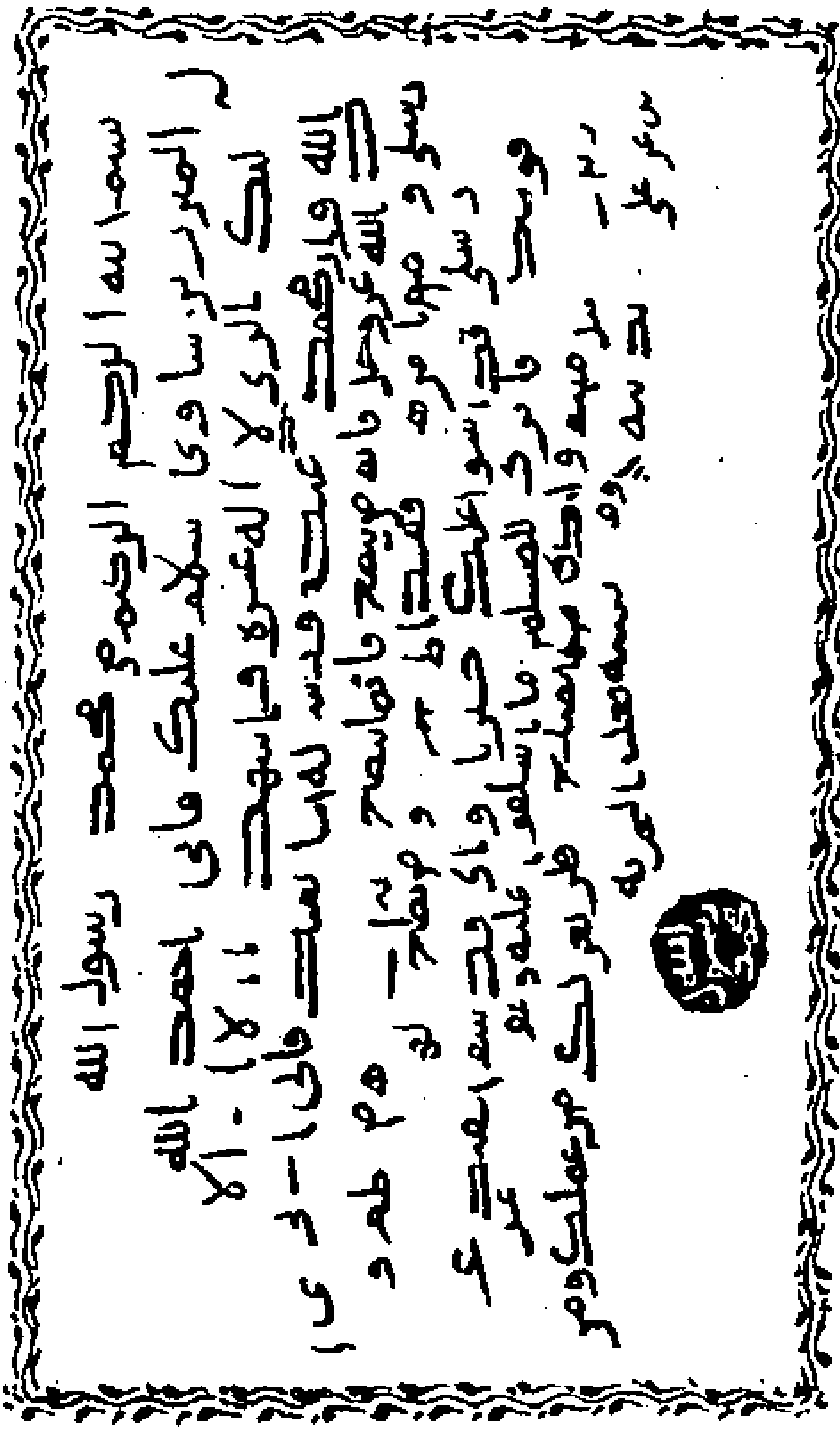

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۸ھ میں گورنر بحرین منذر بن ساوی کے نام یہ نامۂ مبارک حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حضرت علاء نے بحرین پہنچ کر گورنر موصوف کو یہ نامۂ مبارک دیا تو وہ بہت خوش ہوا اور بعد میں مشرف باسلام ہو گیا۔ (حفظ الرحمن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۷۴-۱۷۶)

Marfat.com

ابتدا میں قرآن حکیم جس انداز سے کتابت کیا گیا اس میں حروف منقوطہ پر نقطے نہیں تھے، ویسے حروف پر نقطوں کا استعمال عہد نبوی بلکہ اس سے قبل بھی ہوتا تھا۔ عہد فاروقی کی ایک تحریر جھلی پر لکھی ہوئی ملی ہے، جس پر ۲۲ھ بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں حروف پر نقطے ہیں [1] لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ابتداء میں حروف پر نقطے اعراب کے قائمقام سمجھے جاتے تھے مثلاً حرف کے اوپر نقطہ زبر کی علامت تھا، حرف کے نیچے نقطہ زیر کی علامت تھا، حرف کے اندر نقطہ پیش کی علامت تھا۔ اور غنہ کے لئے دو نقطے استعمال کئے جاتے تھے چنانچہ سنہ ۴۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ابوالاسود الدوئلی نے اعراب کے لئے نقطوں کو استعمال کیا پھر ان کے شاگرد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقطوں کے بجائے زیر، زبر، پیش کی موجودہ شکلیں وضع کیں اور نقاط سے لفظوں کی حیثیت متعین کی۔ یہ کام سنہ ۷۳ھ کے لگ بھگ ہوا۔ [2] بعد میں عہد بنو عباس میں خلیل بن احمد نے سنہ ۱۷۰ھ میں شدہ مدہ، ہمزہ، سکون، وصل وغیرہ کے لئے علامات متعین کیں۔ ہمزہ کے لئے سرعین ء، تشدید کے لئے سر سین ـّ، اور جزم کے لئے سر جیم ـْ، مد کے لئے ایک خاص خط ـٓ ایجاد کیا اور نقطوں کو اعراب سے بدلا [3]۔

عہد نبوی میں علامات رموز واوقاف کا رواج بھی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے کہ کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں ملا کر پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ زبانی تعلیم فرمادیا کرتے تھے، بعد میں رموز واوقاف کے لئے علامات رائج ہوئیں۔ چناں چہ عہد صحابہ میں آیت کی علامت تین نقطے ∴ قرار پائے۔ یہ آیت کے شروع میں

---

[1] مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ از پیرس (فرانس) مؤرخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ۔

[2] عبدالصمد صارم ازہری، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور ص ۱۲۶ [بحوالہ نثر المرجان، ج ۱؛ خزینۃ الاسرار؛ حلیۃ الاذکار مطبوعہ مصر]

[3] اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ استانبول، ج ۹، ص ۹۹۔

Marfat.com

لگائے جاتے تھے۔ عہد عثمانی میں آیت کے بعد لگائے جانے لگے اور دس آیتوں کے بعد ۵ علامت لگائی جاتی تھی جس کو تعشیر کہتے ہیں۔ قدیم مخطوطات میں یہ علامت ملتی ہے۔ ابوالاسود الدوئلی نے آیت کا نشان ○ مقرر کیا پھر مندرجہ ذیل علامات بعد میں ایجاد ہوئیں:۔

م ، ط ، ج ، ز ، ص ، ق ، صلی ، قف ، لا ، س ، وقفہ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح میں اول دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا، بعد میں جس جگہ مطلب ختم ہوتا، رکعت ختم کرتے تھے اس طرح رکوع متعین ہوئے مگر تحریر میں بعد میں آئے اور علامت رکوع ابوعبداللہ محمد بن محمد طیفور السجاوندی نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ایجاد کی ۱؎ قرآن کریم کے حاشیے میں اس طرح ع لکھا ہوتا ہے۔ ع ، یہاں ع علامت رکوع کی ہے، عین کے اوپر کا ہندسہ سورت کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے نیچے کا ہندسہ پارے کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے درمیان کا ہندسہ رکوع کی آیات کی تعداد کا ہے ۔۔۔

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ایک مجلس قائم کی جس میں یہ حضرات شریک تھے۔

۱۔ امام حسن بصری	۴۔ ابی نصر محمد بن عاصم اللیثی
۲۔ مالک بن دینار	۵۔ عاصم بن میمون الجحدری
۳۔ ابی العالیہ السریغی	۶۔ یحییٰ بن یعمر

۷۔ راشد الحماری

ان حضرات نے قرآن کریم کے حروف شمار کئے اور باعتبار حروف ربع، نصف، ثلث کی تقسیم کی۔ مصر اور بلاد مغرب میں ہر جز دو حزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع، نصف ثلث پر۔ یہ دونوں تقسیمیں حجاج بن یوسف نے قائم کیں ۲؎ پاروں میں تقسیم بعد کی معلوم

۱؎ عبدالصمد صارم ازہری، تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۲ - ۱۲۳۔

۲؎ ایضاً ص ۱۲۶ (بحوالہ فنون الافنان فی عجائب القرآن؛ الجامع لاحکام القرآن؛ کتاب المصاحف)

ہوتی ہے۔

ابتداء میں قرآن حکیم کتابت کرتے وقت سورتوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ بلکہ سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی جس سے اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ نئی سورت شروع ہو رہی ہے بعد میں عہد عثمانی میں سورت کے نام بھی لکھے جانے لگے۔

قرآن کریم کو باعتبار حروف تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی قرآن کریم کے کل حروف شمار کر کے ان کو تیس پر تقسیم کیا پھر ہر پارے کو حاصل تقسیم کے مطابق تقسیم کیا، جہاں متعینہ حروف پورے ہو گئے وہاں سے آگے دوسرا پارہ شروع کر دیا گیا۔ غالباً اس تقسیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ قرآن کو ایک ماہ میں ختم کرو، محرک ثابت ہوا اور رمضان المبارک کی تیس تراویح اور مہینے کے کم و بیش تیس ۳۰ ایام کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تقسیم عہد عثمانی میں کی گئی۔ مگر ہمارے خیال میں یہ تقسیم بعد کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح کا خیال یہ ہے کہ یہ تقسیم مدارس میں ضرورۃً کی گئی اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پاروں کو الگ الگ کیا گیا۔ [۱]

ایک تاریخی شہادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ یاقوت حموی نے مشہور خطاط ابن البواب (م ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء) کے حالات میں بہاؤ الدین دیلمی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مؤلف کتاب المفاوضہ لکھتا ہے کہ ابوالحسن علی بن ہلال معروف بہ ابن البواب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں شیراز میں عضد الدولہ کے بیٹے بہاؤ الدولہ کے کتب خانے کا انچارج تھا، ایک روز میں نے بکھری ہوئی کتابوں میں سیاہ جلد کا ایک نسخہ دیکھا، جب اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم کے تیس پاروں میں سے ایک پارہ ہے جو ابو علی (محمد بن الحسین بن محمد) بن مقلہ (بیضاوی) (م ۳۲۸ھ/۹۳۹ء) کے خط میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسرے

---

[۱] ڈاکٹر صبحی صالح: علوم القرآن، ص ۱۴۱ (بحوالہ علامہ زرکشی، البرہان، ج ۱، ۲۵۰)۔

Marfat.com

پارے ڈھونڈنے شروع کئے تلاش بسیار کے بعد ۲۹ پارے جمع ہوئے، بہت ڈھونڈا مگر کتب خانے میں تیسواں پارہ نہ ملا، بے یقین ہو گیا کہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے"۔[1]

الغرض عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں متن قرآن اور کتابت قرآن کو نکھارنے اور سنوارنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور قرآن اہل عرب و اہل عجم کی نگاہوں میں حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا۔

(ب)

خیال یہ تھا کہ اعراب اور اوقاف و رموز کی ایجاد سے غیر عربی مسلمانوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہو جائیں گی مگر الفاظ کا صحیح تلفظ خود ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس زبان کے حروف تہجی ہوں زبان والا ان کی صحیح ادائیگی کر سکتا ہے دوسرا نہیں ——— دوسری زبان والے کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے علماء نے فن تجوید و قرأت کو فروغ دیا جو ایک مستقل فن ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے ایک عظیم فن ——— علماء اسلام نے اس فن میں سیکڑوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں غالباً دوسری کسی آسمانی کتاب کے لیے اس فن کی کتاب موجود نہیں یہ امتیاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کے حاملین نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا چنانچہ فن قرأت و تجوید میں مندرجہ ذیل صحابہ ممتاز نظر آتے ہیں: ———

- ——— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم

---

[1] ابوالفضل ذابح، کاغذ سازی در تمدن اسلامی، مشمولہ کیہان فرہنگی، سال دوم، شمارہ ۷، شہریور ماہ ۶۴، ص ۳۲۔

Marfat.com

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]
- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[3]
- حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[4]

جس طرح ائمہ حدیث ہیں اسی طرح ائمہ قرأت بھی ہیں جن کا سلسلہ قرأت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے ——— ائمہ قرأت یہ حضرات ہیں:

- حضرت نافع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن کثیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو عمرو بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن عامر شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عاصم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام حمزہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام کسائی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت یعقوب حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

———

[1-4] جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۷

Marfat.com

——— حضرت خلف بن ہشام بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

صحابہ کرام میں قرآن حکیم کے قرا تو تھے ہی مگر حفاظ بھی تھے جنہوں نے اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا تھا ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں :—————

- ——— حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]

۳۲ سے زیادہ حفاظ صحابہ کے نام حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتے ہیں ———— یقیناً بکثرت صحابہ حافظ قرآن ہوں گے چونکہ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جس شان سے اہتمام کیا گیا دنیا کی تاریخ میں کسی کتاب کے لیے ایسا اہتمام نہیں ملتا، پھر اس عہد میں لوگوں کی

---

[1] محمد احمد اعظمی، مولانا: تدوین قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء ص ۶۶ ا — ۶۷ ا

[2] ایضاً، ص ۳۲

Marfat.com

قوت حافظہ بھی اپنے عروج پر تھی اس لیے اہل مکہ کا ادبی ذوق، قوت حافظہ اور یاد کرنے کا اہتمام یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ حفاظ کی تعداد بہت ہو گی چنانچہ عہد صدیقی میں جنگ یمامہ میں ۷۰۰ صحابہ کی شہادت کی خبر ملتی ہے[۱]

(ح)

کاتبین قرآن، جامعین قرآن، قراء قرآن اور حفاظ قرآن کے بعد معلمین قرآن کا نمبر آتا ہے ۔

قرآن حکیم میں حق جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی :

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ [۲]

ترجمہ :-

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے

اور مسلمانوں کو حکم دیا :

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۖ [۳]

ترجمہ :-

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا

---

[۱] بدرالدین محمود بن احمد عینی : عمدۃ القاری ، ج ۲ ، ص ۱۶۵

[۲] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ ، ۶۷

[۳] القرآن الحکیم : سورۃ التغابن ، ۸

Marfat.com

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کو قرآن پڑھایا جب تعداد اور مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو جنہوں نے قرآن پڑھا تھا ان سے فرمایا کہ اب وہ دوسرے صحابہ کو پڑھائیں ——— جو قبائل مسلمان ہونے مدینہ منورہ میں آتے ان کے ساتھ قرآن پڑھا لکھا ایک صحابی ساتھ کر دیا جاتا ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے، ہر قریہ، ہر شہر میں ایک معلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا رات دن یہی کام ہوتا کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے ——— جن گھروں میں اسلام پہنچا وہاں مساجد بنائی گئی تھیں جہاں رات دن قرآن پڑھا جاتا تھا ——— عہد نبوی میں دوسرے مقامات پر معلمین قرآن کی ضرورت ہوتی تو بھیج دیے جاتے۔ چنانچہ ۴ھ میں ابو براء کے ساتھ نبی عامر کے لیے ۷ معلمین قرآن روانہ کیے ——— مناصب پر تقرری کے لیے فضیلت و لیاقت کا معیار، قرآن حکیم قرار دیا گیا جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو معاشرے میں زیادہ وقار ملتا اور کیوں نہ ملتا کہ قرآن خود ان کے اصلاح حال کی گواہی دے رہا ہے ———

ارشاد ہوتا ہے: ———

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ [۱]

ترجمہ:-

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے۔ اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

---

[۱] القرآن الحکیم، سورۃ محمد، ۲

Marfat.com

ظاہر ہے ایسی حالت میں لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف لپکتے ہوں گے جس طرح ہمارے معاشرے میں جدید تعلیم کی طرف لپکتے ہیں کیونکہ اس سے معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوتا ہے ——

کاش قرآن حکیم کو جو وقار عہد نبوی میں ملا تھا وہی وقار ہمارے معاشرے میں ملتا تو ہر طرف نیکی اور نیک دلی کا دور دورہ ہوتا —— مگر اس کے لیے ایک عظیم انقلاب کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

۵

(۱)

زولِ قرآن، صاحبِ قرآن، کتابتِ قرآن و تدریسِ قرآن کے بارے میں عرض کیا گیا
——— لیکن دل پوچھتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ ——— بے شک

سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لیے

اس کی حقیقت کو اتارنے والا جانے یا وہ جانے جس پر یہ قرآن اتارا گیا ——— مگر
الفاظ و حروف اور علم و دانش کا خالق تو اعلان کر رہا ہے: ———

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ [1]

ترجمہ:-

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا

اور فرماتا ہے: ———

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ الانعام ، ۳۸

شَیۡءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحۡمَةً وَّ بُشۡرٰی
لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ۵ ع [1]

ترجمہ:۔

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو ــــــــ

اور فرماتا ہے :ــــــــ

مَا کَانَ حَدِیۡثًا یُّفۡتَرٰی وَلٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ
الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَتَفۡصِیۡلَ کُلِّ
شَیۡءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ
یُّؤۡمِنُوۡنَ ۵ ع [2]

ترجمہ:۔

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ــ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کرلے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں [3]

ایک جگہ فرمایا :ــــــــ

کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے اور تم سے بعد

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ النحل ، ۸۹

[2] القرآن الحکیم ، سورۃ یوسف ، ۱۱۱

[3] محمد نعیم الدین مرادآبادی ، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ، مطبوعہ کراچی ، ص ۳۳۱

Marfat.com

کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی ہے[1]

قرآن حکیم خود کہہ رہا ہے کہ اس میں اجمال بلکہ آیات کی تفصیل ہے مگر قرآن سمجھنے کے لیے اور قرآن کا جلوہ دیکھنے کے لیے نگاہِ مصطفٰے کہاں سے لائیں؟ ——— تفصیل وتشریح کے لیے قرآن حکیم بار بار ارشاد فرما رہا ہے:———

وَهُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَٰبَ مُفَصَّلًا ۚ [2]

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

اور فرمایا:———

وَلَقَدْ جِئْنَٰهُم بِكِتَٰبٍ فَصَّلْنَٰهُ عَلَىٰ عِلْمٍ [3]

اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا۔

اور فرماتا ہے:———

كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝ [4]

---

[1] محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳۱

[2] القرآن الحکیم (سورۃ الانعام، ۱۱۴)

[3] القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف، ۵۲)

[4] القرآن الحکیم (سورۃ ہود، ۱)

Marfat.com

ترجمہ:-

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت والے خبردار کی طرف سے ۔

اور فرماتا ہے:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ [1]

ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں۔

جس کے سامنے معانی و غوامض قرآن کے پردے اٹھ چکے تھے اُس کی نگاہ کا عالم کیا پوچھنا

اسی لیے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے ایسا قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو اس سے قبل ہی یہ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ [2]

ترجمہ:-

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمھیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے

[1] القرآن الحکیم : سورۃ حم السجدہ ، ۳

[2] القرآن الحکیم : سورہ النحل ، ۸۹

(ب)

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین ومفسرین قرآن نئے نئے علوم کا استخراج واستنباط کرتے گئے ــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مطالعہ قرآن کے لیے صحابہ اوران کے طفیل اکابر امت کو جو نظر ملی اس کا کیا بیان کیا جائے؟

چند تاثرات ملاحظہ ہوں ــــ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:ــــ

ہر چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رہ گئی وہ ابد تک رہ گئی[۱]

آپ نے یہاں تک فرمایا:ــــ

لوضاع عقال بعير لوجدته فی کتاب اللہ۔

ترجمہ:ــ

اگر میرے اونٹ کی رسی کھو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پالوں گا ــــ

امام فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں ــــ قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ۷۷۴۵۰ علوم ہیں[۲] ــــ

---

[۱] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۲۰۔ ۳۔

[۲] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۲۷ ـ ۱۲۸

Marfat.com

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

علم التفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القراآت، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، امثال القرآن، مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم المکی والمدنی، علم الناسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم المحکم، والمتشابہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقف والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ

تقریباً ایک ہزار برس علوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالب علم علوم القرآن پر ایک ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی (۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء-۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء) نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا سنیں[۱] ان کی فہرست دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۶۰۹-۶۱۲) میں موجود ہے۔

علوم قرآن میں عربی، فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ——— ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم ہزاروں وہ ہیں فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی نہیں، ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں، مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے[۲]، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم القرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مضامین القرآن کے تحت مندرجہ ذیل علوم پنج گانہ سے بحث کی ہے:۔

۱؎ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶/۱، ص ۶۰۹

۲؎ ایضاً: ج ۱۶/۱، ص ۵۹۸-۶۰۹

Marfat.com

۱۔ علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق تفصیلات آتی ہیں۔

۲۔ علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات، ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

۳۔ تذکیر بآلاء اللہ

فطرتِ بشری کے متعلق اسماء و صفاتِ اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں اُن کی تعلیم و تفہیم۔

۴۔ تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے ترغیب و ترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

۵۔ تذکیر بالموت وبما بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت جنت و دوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس علم کے تحت

Marfat.com

آتی ہیں۔

یہ تو قرآن میں ایک عالم و عارف کی نظر نے پایا ——— لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم و فنون کا ایک بحرِ بے کراں ہے، جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں ———

(ج)

قرآن اور سائنسی انکشافات[1]، قرآن اور عصری ایجادات[2]، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں[3]، کے موضوعات پر مشرق و مغرب کے تین مصنفین نے قلم اٹھایا ہے، ان کی تحلیقات و نگارشات پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے ——— الغرض الٰہیات ہو یا مذہبیات، فقہیات ہو یا اخلاقیات، فلکیات ہو یا ارضیات ہر علم و فن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے، یہاں کیفیت یہ ہے کہ

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!

جیسا کہ عرض کیا گیا، خود قرآن فرماتا ہے: ———

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[4] (ترجمہ) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

---

[1] Maurice Buccaille: La Bible Le Coran et La Science.

[2] احمد بن محمد صدیق الغماری الحسنی: مطابقة الاختراعات العصریة لما اخبر به سید البریة، مطبوعہ مصر

[3] Ali Akbar: Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.

[4] القرآن الحکیم، سورۃ الانعام، ۳۸

اور :—

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔[1]

ترجمہ:۔

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے —

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے — قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پر ہے، اقبال نے سچ کہا تھا ۔

صد جہان تازہ در آیات اوست

عصرہا پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہر شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہاں نظر آیا — آیئے اس جہاں کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن حکیم کے اعجاز ابدی کا مشاہدہ کریں :—

ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں، پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں — ۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے۔ اس میں '۱' اور '۹' ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دارومدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے :—

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۔[2]

(ترجمہ) اس پر ۱۹ داروغہ ہیں۔

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النحل، ۸۹

[2] القرآن الحکیم : سورۃ المدثر : ۳۰

Marfat.com

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے ——— اسی طرح حرف ''ق''، دو سورتوں ''ق'' اور سورۃ الشعراء میں، حرف ابتدائیہ ہیں ——— دونوں سورتوں میں ہر حرف ۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے ——— سورۃ ''ق'' کی آیت نمبر ۱۳ میں ''اخوان لوط'' آیا ہے، قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے، سوائے اس مقام کے ہر مقام پر ''قوم لوط'' کہا گیا ہے ——— مگر یہاں ''قوم لوط'' کے بجائے ''اخوان لوط'' فرمایا، ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورۃ ''ق'' میں حرف ''ق''، ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے اگر ''اخوان لوط'' کی جگہ ''قوم لوط'' آتا تو یہ عدد ۵۷ کے بجائے ۵۸ ہو جاتا جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا ———

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتدا حرف ''ن'' سے ہوتی ہے۔ اس سورت میں حرف ''ن''، ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے ——— اعراف، مریم، ''ص'' میں حرف ''ص''، ابتدائی حرف ہے ——— تینوں سورتوں میں حرف ''ص'' مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ اور ۸ کا حاصل ضرب ہے، سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں ایک لفظ ''بصطۃ'' آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ ''بسطۃ'' ہے یہاں بطور خاص ''ص'' سے لکھا، اوپر چھوٹا سا ''س'' بنا دیا گیا۔ ——— بات یہ ہے اگر یہاں ''ص'' کی جگہ ''س'' ہوتا تو حروف ''ص'' کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی ———

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں ۱۴ اسیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴ + ۲۹ + ۱۴ = ۵۷ تو حاصل جمع ۱۹ × ۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں ——— قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: ——— وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ[۱]

[۱] القرآن الحکیم ، سورۃ ہود ، ۷

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے 'دن' کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لیے کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :

وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ [1]

ترجمہ:

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ○ [2]

ترجمہ:-

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں 'دن' کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔ جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الحج ، ۴۷

[2] القرآن الحکیم : سورۃ المعارج ، ۴

Marfat.com

گی! ــــــ مگر دورِ جدید کے اکتشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے : ــــــ

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال [۱] ــــــ

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے، ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان و زمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو ــــــ یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

ــــــ ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں ــــــ اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں ــــــ ابن مطرب اندلسی (م ۴۰۲ھ)، علامہ واحدی (۴۶۸ھ)، علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) ــــــ ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں ــــــ ابن واقد المروزی (م ۱۵۷ھ)، امام شافعی (م ۲۰۴ھ)، ابن ہلال النحوی (م ۵۲۰ھ)، ابن جوزی، (م ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (م ۹۰۰ھ)، وغیرہ وغیرہ ــــــ اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں ــــــ ابن یزید الواسطی (م ۳۰۶ھ)، ابوالحسن امانی (م ۳۸۴ھ)، خطابی (م ۳۸۸ھ)، ابوبکر باقلانی (م ۴۰۳ھ)، عبدالقاہر جرجانی (م ۴۷۱ھ) وغیرہ ــــــ علوم القرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں : ــــــ

اندلسی

[۱] ریاض الحسن ندوی "قرآن اور عصری تحقیقات"، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) لاہور، ج ۳، ص ۱۶۵-۱۶۹

Marfat.com

۱۔ علامہ ابن جوزی	، فنون الافنان فی عجائب القرآن
۲۔ علامہ بدرالدین زرکشی	، البرہان فی علوم القرآن
۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی	، الاتقان فی علوم القرآن
۴۔ عبدالعظیم الزرقانی	، مناہل العرفان فی علوم القرآن

(د)

قرآن حکیم کے بہت سے علوم ہیں بہت سے عجائبات ہیں، بہت سے معجزات ہیں، نظر والوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنے مشاہدات قلم بند کیے ہیں ——— کیا کیا بیان کیجیے اور کہاں تک بیان کیجیے ——— عجائبات و معجزات کے علاوہ قرآن حکیم کے کچھ امتیازات بھی ہیں یہ بھی بجائے خود عجائبات و معجزات ہیں ——— قرآن کا عالم، عجیب ہے جتنا ڈوبتے جائیں گے گہرائی بڑھتی جائے گی ——— کس کی مجال کے غواصی کا حق ادا کرے طائرانہ نظر ڈالیے تو یہ امتیازات نظر آتے ہیں:———

۱ ——— جس زبان میں قرآن نازل ہوا وہ اس زبان کے ادب کا بہترین نمونہ ہے ——— ایسا نمونہ جس میں ذرا جھول نہیں ——— دنیا کے عظیم ادبی شہ پاروں میں جھول نظر آتا ہے ——— مگر قرآن کے ادبی کمال کا یہ عالم ہے کہ جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اور ہے وہ آج تک مقابلے میں اسی جیسی ایک آیت بھی نہ لا سکے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے: ———

The Quran itself is a miracle and cannot be imitated by man.

ترجمہ:۔

قرآن بجائے خود ایک معجزہ ہے انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا ـــــــ

۲ ـــــ قرآن نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکیں اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود قرآن اسی طرح تر و تازہ ہے جس طرح صدیوں پہلے تر و تازہ تھا۔ ـــــــ زبان اتنے عرصے تک ایک حالت پر نہیں رہتی، نشیب و فراز آتے رہتے ہیں ـــــــ الفاظ بدل جاتے ہیں، الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں ـــــــ معانی کی تعبیرات بدل جاتی ہیں مگر قرآن کی زبان آج اسی طرح زندہ ہے کہ نہ صرف اس کے پڑھنے والے بلکہ سمجھنے والے اور سمجھانے والے سارے عالم میں، لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں ـــــــ

۳ ـــــ کتابیں چھپتی ہیں اور چھپتے چھپتے ان کے متون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے، ـــــــ ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے مختلف ہوتا جاتا ہے ـــــــ مگر قرآن کا متن کتابت و طباعت کی منزل سے گزرنے کے باوجود ایسا محفوظ ہے کہ دنیا کی کوئی مطبوعہ کتاب ایسی محفوظ نہیں ـــــــ صحت متن کے اعتبار سے دنیا کی ساری کتابوں میں قرآن حکیم محققین کی نظر میں خاص امتیاز رکھتا ہے ـــــــ ایسا امتیاز جس میں دنیا کی کوئی کتاب شریک نہیں ـــــــ

۴ کسی بھی کتاب کے ظاہر ہونے سے پہلے صاحب کتاب کا

تذکرہ کسی نے نہ کیا مگر صاحب قرآن کا تذکرہ و تعارف جب سے انبیاء ورسل کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے، برابر کرایا جا رہا ہے ———— زبور میں اس کا ذکر ہے، توریت میں اس کا ذکر ہے، انجیل میں اس کا ذکر ہے وید وں اور اپنشدوں میں اس کا ذکر ہے ————

۵ ——— قرآن حکیم جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا آج تک اسی انداز سے لکھا جا رہا ہے ———— کتابت و خطاطی کے اسلوب بدل گئے مگر قرآن حکیم کے انداز کتابت پر اس انقلاب کا اثر نہ ہوا ———— لکھنے والوں نے الفاظ و حروف کی تو حفاظت کی ہی ہے مگر اسلوب نگارش کی حفاظت کا بھی سخت اہتمام کیا ہے۔ مثلاً قرآن حکیم میں، الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الربو، آیا ہے ———— عربی میں ان الفاظ کو اس طرح بھی لکھا جا سکتا ہے ———— الصلاۃ الزکاۃ، الربا ———— مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہ لکھوایا تھا اس لیے اسی طرح لکھا گیا جس طرح لکھوایا گیا۔

۶ ——— قرآن حکیم نے نوع انسانی کے افکار و اعمال پر اس شدت سے اثر کیا کہ اس کے طرز فکر اور طرز زندگی کو بدل کے رکھ دیا ———— چودہ سو سال گزر گئے آج تک مسلمان اس کو دل و جان سے لگائے ہوئے ہیں اور اس کے مطابق حکومتیں اور سلطنتیں قائم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

۷ ——— جس موضوع سے قرآن بحث کرتا ہے وہ کائنات پر محیط ہے اس کا دائرہ ازل سے ابد تک پھیلا ہوا ہے ———— اس میں وہ علوم بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد اب سامنے آ رہے

Marfat.com

ہیں اور آتے چلے جائیں گے ـــــــ فکر و تدبر سے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں ـــــــ

۸ ـــــ قرآن اچانک نازل نہیں ہوا، ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے ـــــــ اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو زمانے کی تبدیلی اس کے اسلوب کلام پر اثر انداز ہوتی مگر شروع سے لے کر آخر تک اس کا ایک ہی رنگ ہے کہ یہ واحد قہار کا کلام ہے ـــــــ

۹ ـــــ ایک انسان بیک وقت دو کلام نہیں کر سکتا ـــــــ اس کا اپنا ایک رنگ ہوتا ہے، وہ اپنے رنگ سے ہٹ کر تھوڑی دیر بھی نہیں چل سکتا ـــــــ قرآن حکیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ـــــــ آپ کا رنگ کلام الگ تھا اور قرآن کا رنگ بالکل منفرد ـــــــ ایسا منفرد کہ زبان دانوں نے گواہی دی کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا ـــــــ بلاشبہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک انسان ایک ہی زبان میں ایک ہی وقت میں دو رنگ میں کلام کرے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہو ـــــــ

۱۰ ـــــ اگر یہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا تو جو عین جذبات میں نازل ہوا اس میں کچھ تو جذبات کا دخل ہوتا کہ انسان کا کلام اس کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے ـــــــ مگر یہاں عین جذبات میں بھی جذبات انسانی کے خلاف کلام ہو رہا ہے معلوم ہوا ـــ ع

کوئی ہے مجھ میں کہ مجھ سے لیے جاتا ہے مجھے

Marfat.com

(ھ)

قرآن کہتا ہے کہ اس میں سب کچھ ہے —— دنیا تاریکی میں ڈوب رہی ہے، روشنی کو ترس رہی ہے —— اس کو اجالے کی ضرورت ہے —— تاریکیوں نے اس کی عقل ماؤف کر دی ہے، اس کا دل سخت کر دیا ہے —— کیا قرآن میں ان ظلمت کے ماروں کے لیے روشنی ہے؟ —— ہاں ہاں روشنی ہے —— بلکہ یہ تو نازل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ سارے عالم میں روشنی پھیلائے —— ارشاد ہوتا ہے: ——

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ۙ [1]

ترجمہ:-

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم
لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ ——

اور فرمایا: ——

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ۭ [2]

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ابراہیم، ۱
[2] القرآن الحکیم! سورۃ الحدید، ۹

ترجمہ:-

وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیریوں
سے اجالے کی طرف لے جائے۔

انسان جب ہی گمراہ ہوتا ہے جب اس کے فکروشعور پر اندھیرا چھا جاتا ہے ——— آج عالم گیر افراتفری کا خاص سبب یہی ہے کہ رہنماؤں کے فکروشعور پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس لیے سب ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، ایک دوسرے کو لڑوا رہے ہیں ——— وہ کام کر رہے ہیں جو ایک ناسمجھ بچہ بھی نہیں کرتا ——— دنیا کو میدان کارزار بنا دیا ہے سے

کارزار

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دنیا

لیکن قرآن نے اپنے مقاصد جلیلہ میں سب سے بڑا مقصد یہی بتایا ہے، فرمایا کہ ہم نے اس کو اس لیے اتارا تاکہ دنیا کے آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں ——— کاش دنیا والے اس کو اپنا حکم بنالیں تو دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھالیں اور فردوس نعیم کے مزے لوٹ لیں:———

قرآن حکیم فرماتا ہے:———

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ
النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ
مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط [1]

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ البقرہ، ۲۱۳

Marfat.com

ترجمہ:-

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور
ڈرساتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں کے
درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے ۔

اور فرمایا:—

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دے
جس بات میں اختلاف ہے —

رفع اختلاف انسان اور انسانی معاشرہ کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب طرفین کو ایسی راہ نظر آجائے جو صاف اور روشن ہو اسی لیے قرآن حکیم نے فرمایا:—

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ
اَقْوَمُ [2]

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے ۔

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ النحل ، ۶۴

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۹

راہ دیکھنے کے لیے، راہ پر چلنے کے لیے ظلمت سے نکلنے کے لیے اجالے میں آنے کے لیے ——— تدبر و تفکر کی ضرورت ہے ——— جس نے جذبات نفسانی کو رہنما بنایا وہ ہلاک ہوا ——— جس نے عقل کی بات کی، جس نے دل کی بات سنی ——— وہ راہ پا گیا ——— قرآن کہتا ہے کہ ظلمت سے نکلنا ہے اور صراط مستقیم پر چلنا ہے تو دل کی بات سنو اور عقل کی بات کہو، نہ عقل کو تنہا چھوڑو نہ دل کو تنہا چھوڑو ———

ارشاد ہوتا ہے: ———

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ
لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ [1]

ترجمہ:

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ
اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں ———

ایک جگہ فرماتا ہے: ———

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ
اَقْفَالُهَا۝ [2]

ترجمہ:-

تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے قفل لگے ہوئے
ہیں ———

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو سارے عالم کے لیے نصیحت قرار دیا اور فرمایا: ———

۱؎ القرآن الحکیم! سورۃ ص، ۲۹

۲؎ القرآن الحکیم! سورۃ محمد، ۲۴

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ [۱]

ترجمہ:۔

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے ———

بار بار فرمایا قرآن نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ——— پھر ہدایت و نصیحت کے لیے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ نہ ایسی زبان میں ہے جو اجنبی ہے نہ ایسے بیان میں ہے جو الجھا ہوا ہے ——— زبان تمہاری اپنی اور بیان سیدھا سادا دل میں گھر کرنے والا ——— پھر نہ صرف اہل عرب کے لیے بلکہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اہل عجم کے لیے بھی اتنا ہی آسان ہے ——— زمانے کے ساتھ ساتھ زبانیں بدل جاتی ہیں الفاظ و حروف اپنی شکل و صورت اور معانی کھونے لگتے ہیں ——— مگر قرآن جیسے چودہ سو برس پہلے پڑھا جاتا تھا اسی طرح آج بھی پڑھا اور سمجھا جاتا ہے ——— نہ صرف عرب میں بلکہ پوری کائنات میں ——— یہ قرآن کا عظیم اعجاز ہے ——— ارشاد ہوتا ہے:———

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ [۲]

ترجمہ:۔

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا ———

اور فرمایا:———

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۝ [۳]

---

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۵۲

[۲] القرآن الحکیم: سورۃ مریم، ۹۷

[۳] القرآن الحکیم: سورۃ القمر، ۱۷

Marfat.com

ترجمہ :-

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ———— ؟

سورۂ قمر میں یہ بات بار بار دھرائی اور بار بار فرمایا، ایک بار فرمایا، پھر دوسری بار فرمایا، تیسری بار فرمایا پھر چوتھی بار یہی فرمایا :————

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ [ل]

ترجمہ ———— اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ؟ ————

(و)

الغرض قرآن ہم کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں، تم بھی بے مقصد نہیں ———— دنیا کا ایک مالک ہے جو ہمارے نیک و بد کا ایک نہ ایک دن ضرور حساب لے گا ———— خیر و شر موجود ہیں جن میں تمیز کرنا انسان کی بھاری ذمہ داری ہے، عقل اسی کام کے لیے ہے اور قرآن اسی راہ روشن کو سجھانے کے لیے ———— قرآن پیاس لگاتا ہے اور پھر پیاس بجھاتا ہے ———— ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاتا ہے۔ گویا فکر و عمل کو مرکزیت بخشتا ہے ———— قرآن تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے اور فکر انسانی کے دائروں کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے، بے ہنگم زندگی کو منظم زندگی کی طرف لاتا ہے ———— انسان کی خون ریز طبیعت کو واشگاف بیان کرتا ہے اور پھر خون ریزی کا سدّ باب بھی کرتا ہے ———— قرآن انسان کی انفرادی، سماجی اور سیاسی زندگی کا احاطہ

ل القرآن الحکیم : سورۃ القمر، ۲۲-۳۲-۴۰

Marfat.com

کرتا ہے اور کسی میدان میں اس کو تنہا نہیں چھوڑتا' فکر کی غلامی سے آزادئ فکر کی طرف لاتا ہے انسانی قوتوں کو بے لگام نہیں رہنے دیتا بلکہ ہر قوت کی گردن میں لگام ڈالتا ہے' عالمگیر مذہب کی دعوت دیتا ہے۔ ایک عالمگیر قانون کا پرچار کرتا ہے' وہ مشاہدۂ فطرت سے صانع فطرت کی طرف لے جاتا ہے' —— وہ اعمال سے محرکات اعمال کی طرف لے جاتا ہے' ——

—— وہ ایک منظم اور متحرک زندگی کا داعی ہے —— وہ عقل کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے مگر خود ایسا سریع السیر ہے کہ عقل کا ساتھ دینا مشکل ہو جاتا ہے —— وہ تمام انسانوں کو پکارتا ہے اور کسی طبقے کے انسانوں کو پکار کر طبقاتی منافرت نہیں پھیلاتا —— وہ شاہ و گدا امیر و غریب سب کو اللہ کے سامنے جوابدہ قرار دیتا ہے —— وہ انسان کو انسان کا غلام نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ غلاموں کی گردنیں چھڑاتا ہے، اُن کو آزاد کرتا ہے اور محکوموں اور مظلوموں کو حاکم بناتا ہے —— وہ دل و دماغ کو پاک و صاف کرتا ہے کہ دل و دماغ کی گندگی سے معاشرہ گندا ہوتا ہے اور سلطنتیں ویران ہوتی ہیں —— وہ بندے کو بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ایک عظیم سہارے کی خبر دے کر بے سہاروں کا سہارا بنتا ہے ——

—— وہ کہتا ہی کہتا نہیں بلکہ ایک عظیم نمونہ اور ایک عظیم مثال پیش کرتا ہے کہ تاریخ عالم نے نہ ایسا نمونہ کبھی پیش کیا اور نہ ایسی مثال کبھی پیش کی گئی ——

اس نے بتایا کہ اسلام کا مزاج عدل گسترانہ ہے —— یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ہندو مت نے فرداً فرداً فرض شناسی، محبت نوازی، امن پسندی اور عدم تشدد کو اپنی اپنی علامت قرار دیا مگر اسلام ان ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے —— قرآن ایک معجزہ ہے، وہ زندگی کے مکمل انقلاب کا داعی ہے، وہ دعوتِ فکر و تدبر دیتا ہے، بند آنکھیں کھولتا ہے، سخت دلوں کو نرماتا ہے —— اس نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا اور خود کو خود سے باخبر کیا —— اس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کا تعین کیا۔ اور مخلوقات میں اس کو بزرگ تر اور برتر قرار دیا —— اس نے یہ احساس دلایا کہ کائنات

Marfat.com

کی ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے، کائنات سے انسان کو نکال دیا جائے تو ہر چیز بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے ——— اس نے جسم و جاں کے حقوق کا پاسدار بنایا ——— اس نے بتایا کہ کائنات میں وہی کچھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو وقت آنے پر ہم دیکھتے چلے جائیں گے اور دیکھتے چلے آرہے ہیں ——— اس نے بتایا خدا کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو خدا کی ضرورت ہے ——— مذہب کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور وہی مذہب سچا ہے جو قدم قدم پر انسان کا ساتھ دے ———

دنیا کے غیر مسلم مذہبی پیشواؤں نے، عالموں نے، فاضلوں نے، دانشوروں نے، سیاست دانوں نے، سائنس دانوں نے، ادیبوں نے اور شاعروں نے قرآن کی ہمہ گیر اور عالم گیر افادیت کو سراہا ہے اور اس کو خوب خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً یہ حضرات ولیم میور جارج سیل، باٹلے، کارلائل، ڈیون فولڈ پورٹ، راڈویل، نپولین، جان فاشن، چارلس فرانس پوٹر، ڈاکٹر مارنس، ڈاکٹر آرنلڈ، ڈاکٹر سیموئیل جانسن، پروفیسر ہارورڈ ومائل، ڈاکٹر سیل، ڈاکٹر اسٹینلے لین، ڈاکٹر موسیو جین، ڈاکٹر راڈویل، گاندھی، لاجپت رائے، گوئٹے، گرونانک، سروجنی نائیڈو، ڈاکٹر جارٹن، ایڈورڈ ڈینی راس، آرنلڈ رائیٹ، رچرڈس، ڈاکٹر گبن، ڈین اسٹینلے، ڈیون پورٹ، آر لیور زدان، وغیرہ وغیرہ

۶

(ا)

قرآن حکیم علم و دانش کا خزانہ ہے اور ہدایت و نصیحت کا پروانہ ——— اپنی خصوصیات میں دو عالم میں یکتا و یگانہ ——— اس کا نازل ہونا، اس کا لکھا جانا، اس کا پڑھا جانا، اس کا جمع کیا جانا، اس کا محفوظ کیا جانا، اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا، اس کا ہر دل میں گھر کر جانا، اس کا انسانی علم و دانش پر چھا جانا، دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھے جانا، اس کے ترجمے کیے جانا، اس کا ادب و احترام، اس کا فضل و کمال سب عجیب سے عجیب تر ہے ——— دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ——— اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے، زبان غلام کی کلام آقا و مولیٰ کا ——— اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو ——— سنیے سنیے وہ کیا فرما رہے ———

اذا احب احدکم ان یحدث ربہ فلیقرأ

القرآن۔ [۱]

ترجمہ:-

جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن پڑھنا چاہیے۔

ایک جگہ فرمایا:

ما تقرب العباد الی اللہ عز وجل بمثل ما خرج منہ یعنی القرآن۔ [۲]

ترجمہ:-

اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقرب حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن حکیم تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس کے محبوب بندوں کے دل کی بہار ہے ——— اٹھتے بیٹھتے، کروٹیں لیتے یہی ان کی زبان پر رواں ہے، قرآن کہتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ۔ [۳]

ترجمہ:-

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

---

[۱] علی متقی علاؤ الدین ہندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والاعمال، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ، ج ۱، ص ۱۲۸،

[۲] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۱۱۵

[۳] القرآن الحکیم: سورۂ آل عمران، ۱۹۱

Marfat.com

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے ——
کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے
پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ
اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے —— لکھنے
کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے ——
قرآن حکیم نے سب ہی کچھ بتا دیا ہے ——
ارشاد ہوتا ہے: ——

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ [1]

ترجمہ:-

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔
پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے
—— سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص
میں پڑھ کر سنایا اور کہا: ——

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [2]

ترجمہ:-

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ النحل، ۹۸
[2] القرآن الحکیم: سورۃ النمل، ۳۰

Marfat.com

ہے جو نہایت مہربان اور رحم والا۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اب پڑھو مگر جلدی جلدی نہ پڑھنا آہستہ آہستہ پڑھنا، جلدی پڑھنے میں کلام دل پر اثر نہیں کرتا اور توجہ معانی کی طرف نہیں رہتی اور انسان تدبر و تفکر سے محروم رہ کر کلام کے باطنی فیض سے محروم رہتا ہے اس لیے جب پڑھو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، سمجھ سمجھ کر پڑھو:۔۔۔۔۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا [1]

ترجمہ:۔

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

بن دیکھے بھی قرآن پڑھا جا سکتا ہے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بن دیکھے نہ پڑھو، دیکھ کر پڑھو۔۔۔۔۔ کہ بن دیکھے پڑھنے سے ہزار درجہ اجر و ثواب ہے تو دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ اجر و ثواب ہے۔۔۔۔۔ پڑھنے کا ثواب بھی ہے دیکھنے کا بھی ثواب ہے۔۔۔۔۔

ارشاد ہوتا ہے:۔۔۔۔۔

قراءة الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجة وقراءته فی المصحف تضعف علی ذٰلك الی الفی درجة۔ [2]

ترجمہ:۔

آدمی کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے اور اس کا

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ المزمل، ۴

[2] ولی الدین محمد بن عبداللہ: المشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی، ص ۹ — ۱۸۸

Marfat.com

قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دلو ہزار درجے تک پہنچ جاتا ہے ——

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے —— ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز، دل بے کیف —— اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پرسوز اور دل پُر کیف و سرور —— اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ——

زینوا اصواتکم بالقرآن [1]

ترجمہ:-

اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو

ایک اور جگہ فرمایا: ——

زینوا القرآن باصواتکم [2]

ترجمہ:-

قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے؟ —— اس کی آواز جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الٰہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے ——

ارشاد ہوتا ہے: ——

---

[1] (ا) احمد بن حنبل: المسند۔

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۲ھ، ص ۹۶

(ج) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن اسمرقندی الدارمی: کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ، ص ۴۴۳

(د) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ، ص ۲۰۷

[2] عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی: سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷

Marfat.com

الناس ان من احسن للناس صوتا القرآن الذی
اذا استمعوه یقرأ حسبتموه یخشی
اللہ۔ [1]

ترجمہ:۔

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا
وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سنو تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ
اللہ سے ڈر رہا ہے ـــــــــ

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مرد مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا
ـــــــ تلاوت کے وقت خشیت الٰہی کا ایسا سماں میں نے نہیں دیکھا ـــــــ
سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے ـــــــ وہ
مرد مومن کون تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ ـــــــ ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع
فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامہ الحاج
شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز ـــــــ جن سے راقم کو نسبت فرزندی بھی ہے اور
شرف بیعت بھی ـــــــ حضرت مفتی اعظم جب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے
تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں ـــــــ وقت وقت کی
بات ہوتی ہے ـــــــ وقت وقت کا اثر ہوتا ہے، دوپہر کی کچھ اور بات ہے
سہ پہر کی کچھ اور، شام کی کچھ اور، رات کی کچھ اور ـــــــ اور صبح کی بات ہی کچھ
اور ہے اس لیے ارشاد ہو رہا ہے: ـــــــ

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۲۸۲ھ، ص ۹۶

مَشْهُوْدًا ۝ [۱]

ترجمہ:-

اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں نور کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارک سے کھلا کہ فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔[۲]

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ــــــــــــ

علیك تلاوة القرآن فانه نور لك فی الارض وذخر لك فی السماء۔[۲]

ترجمہ:-

تلاوت کا التزام کرو، یقیناً یہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ و سرمایہ ہے ــــــــــــ

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو، اچھی آواز سے پڑھو، دل لگا کر پڑھو ــــــــ اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خبر نہیں کس کی بات سنائی جا رہی ہے ــــــــ ؟ ــــــــ آسمان، زمین پر آرہا ہے اور تم اپنی باتوں میں لگے ہو ــــــــ خبردار خاموش رہو، دل لگا کر سنو ــــــــ ارشاد ہوتا ہے:

---

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل، ۷۸

[۲] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۴۷

(ب) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری! صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ، ج ۱، ص ۲۶۸

Marfat.com

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ [۱]

ترجمہ :-

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ——

کان لگا کر سنو —— خاموش رہو —— یہ کوئی معمولی کلام نہیں —— یہ کلاموں کا آقا ہے —— خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :——

وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه [۲]

ترجمہ :-

اللہ کے کلام کی فضیلت وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے ——

اس فضیلت و بزرگی کی وجہ سے قرآن پڑھانے والوں کو سارے پڑھانے والوں پر فضیلت حاصل ہے —— خود سرکار دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :——

---

[۱] القرآن الحکیم ! سورۃ الاعراف ، ۲۰۴

[۲]

(ا) ابو عیسیٰ بن محمد عیسیٰ ترمذی ! جامع ترمذی ، ص ۱۱۶

(ب) ولی الدین محمد بن عبداللہ ! مشکوٰۃ المصابیح ، ص ۱۸۶

Marfat.com

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ ۔[1]

ترجمہ:۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔۔۔۔۔۔

(ب)

قرآن ایک عظیم کتاب ۔۔۔۔۔۔ سب کو اعتراف ہے ۔۔۔۔۔۔ سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہیے ۔۔۔۔۔۔ معاشرے میں سب سے بڑا ۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔۔۔۔

قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو۔ [2]

ہاں نگاہ مصطفٰے میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا ۔۔۔۔۔۔ اسی پر قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا ۔۔۔۔۔۔ اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی ۔۔۔۔۔۔ انھیں کے ہاتھ میں اقتدار حکومت کی زمام تھی ۔۔۔۔۔۔ انہیں سے مشورے لیے جاتے تھے ۔۔۔۔۔۔ انہیں کو وظیفے دیے جاتے تھے ۔۔۔۔۔۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے [3] آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیئے جائیں [4] بلکہ آپ نے خود بھی صحابہ کرام

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۵۲

[2] جلال الدین سیوطی ! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۷۰

[3] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری، تفسیر سورۃ الاعراف

[4] علی متقی علاؤ الدین ہندی ! کنز العمال، ج ۱، ص ۲۸۰

Marfat.com

میں ان کے مراتب، قرأت قرآن، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کیے[1] الغرض قرآن، کا قاری، سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں بان و جہاں آرا ہوتا تھا ——— وہی مرکز نگاہ تھا ——— وہی مرجع آرزو تھا ——— مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے ——— وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو نہ قرآن پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے ——— ساری دولت اس کے لیے ہے، ساری عزت اس کے لیے ہے، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل اس کے لیے ہیں ——— جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لیے خزانوں کے دروازے تنگ ہیں ———

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، عالم میں ہماری ذلت و رسوائی اسی وجہ سے ہے ہم قرآن کا نام لے لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھانے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کی راہ دکھا دی جاتی ہے ——— کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی ——— بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے ——— اس کے درجے بہت بلند ہیں ——— اس کا ثواب سب ثوابوں سے زیادہ ——— اسی لیے فرمایا۔

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے
اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس
کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے ———[2]

[1] قاضی ابی یعلی: الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۲

[2] ابو حامد محمد بن محمد غزالی: احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ، ج ۱، ص ۲۷۹

Marfat.com

بیشک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن وحامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا جس کی چمک کے آگے آفتاب بھی ماند پڑھ جائے گا[۱] ——— اور تو اور ارشاد ہو رہا ہے: ———

القرآن شافع مشفع[۲]

ترجمہ:-

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی

قرآن تو شفاعت کرے گا ہی ——— حافظ قرآن کی یہ شان ہوگی کہ اپنے خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی[۳] ———

اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا، اوج ثریا تک پہنچایا ——— تاریکیوں میں اجالا کیا ——— آفتاب دکھایا ——— اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھیرتا ہے تو وہ بھرے گھر کو ویران کرتا ہے ———

کیا خوب فرمایا: ———

ان الذین لیس فی جوفه شیٔ من القرآن
کالبیت الخرب[۴]

---

[۱] زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری ! ، الترغیب والترہیب ، جلد سوم ، ص ۱۶۶

[۲] ایضاً ، ج ۲ ، ص ۱۶۶

[۳] ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن السمرقندی ! سنن دارمی ، ص ۱۹

[۴] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ! جامع ترمذی ، ج ۲ ، ص ۱۱۵

Marfat.com

ترجمہ:-

جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

سارے عالم پر نظر ڈالیں ——— ویرانی سی ویرانی ہے ——— ویران دلوں نے آبادی کی ٹھانی ہے ——— وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام! آباد دل ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں ——— جس کا دل برباد ہو وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہاں بان و جہاں آرا ——— اسی لیے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو بیدار کرو جلیل القدر صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:———

اقرؤا القرآن وحرکوا به القلوب[1]

ترجمہ:-

قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرکت دو۔

انسان کا دل ایک پیالہ ہے چاہے اس میں زہر بھر دیا جائے، چاہے اس میں آبِ حیات بھر دیا جائے ——— بعض کتابیں زہر ہیں، بعض تریاق ——— خادمِ مصطفےٰ، نباضِ قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:———

انما هذه القلوب اوعية فاشغلوها بالقرآن ولا تشغلوها بغيره[2]

ترجمہ:-

انسانی قلوب، ظروف ہیں ان کو قرآن سے بھر دو اور قرآن کے علاوہ کسی چیز سے نہ بھرو ———

۱؎ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی: السنن الکبیرہ، ج ۲، ص ۱۳

۲؎ ڈاکٹر حنیفہ: عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۷۴

Marfat.com

قرآن کیا ہے ایک خوان نعمت ہے جو اللہ تعالٰے کی طرف سے نوع انسان کے لیے بچھایا گیا ہے، اب جس کا جی چاہے اس سے فائدہ اٹھائے ـــــــ میزبان بے نیاز ہے، جو کچھ ہے مہمان ہی کے لیے ہے ـــــــ اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: ـــــــ

ان ھذا القرآن مائدۃ اللہ فمن
استطاع ان یتعلم منہ شیئاً فلیفعل فان
اصغر البیوت من الخیر الذی لیس
فیہ من کتاب اللہ شیٔ کخراب البیت
لا عامر لہ [1]

ترجمہ:۔

بے شک یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے جو اس سے کچھ سیکھنا چاہے
تو ضرور سیکھے بلا شبہ وہ گھر خیر سے بالکل خالی ہے جس میں اللہ
کی کتاب کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کی مثال ایسے ویرانے کی سی ہے
جس کا کوئی آباد کرنے والا نہ ہو ـــــــ

اور ایک بات بڑی دل لگتی فرمادی اور اس میں شک نہیں کہ اس میں نوع انسانی کا مجموعی فائدہ ہے ـــــــ آپ فرماتے ہیں: ـــــــ

وزل مع القرآن حیث زال [2]

---

[1] ابن قتیبۃ الدینوری! حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ، ص ۱۳۰، ۱۷۴

[2] خلیفہ رضی، ڈاکٹر! عبداللہ بن مسعود، ص ۱۲۶
بحوالہ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۳۴

ترجمہ:-

ادھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآنی اصول دائمی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو باتیں صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ باتیں قرآن نے تجربوں کی تاریکیوں سے نکال کر ہمارے سامنے لاکر رکھ دی ہیں۔ یہ قرآن حکیم کا اتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی ———

یہ عظیم دستور حیات، یہ عظیم کتاب جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ———

یہ داستان بہت طویل ہے، مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے ———

۷

(ا)

پاک و ہند اور عرب تعلقات عہد قدیم سے چلے آرہے ہیں، ان تعلقات... کی نوعیت

۱۔ تفاسیر و احادیث کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا۔ سراندیپ (لنکا) کے ایک پہاڑ پر آپ کا نشان قدم بھی بتایا جاتا ہے غالباً یہی تعلق تھا جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے"

عرب و ہند کے تعلقات کی قدامت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آرین اقوام پاک کی آمد سے پہلے جن کی تمام تحریریں بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہیں پاک و ہند کے قدیم ترین کتبات جو ۲۷۳ ق م سے ۲۵۲ ق م کے درمیان موریہ خاندان کے اشوک نے کندہ کرائے تھے پالی زبان میں تھے جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی تھی ——— پاک و ہند نے عربوں سے بہت کچھ لیا اور عربوں نے بھی ہندوؤں کی ریاضیات، فلکیات اور طب وغیرہ علوم و فنون سے تراجم کے ذریعہ استفادہ کیا۔

(ا) جلال الدین سیوطی: تفسیر در منثور مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۵۵

(ب) غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند، (ج) سید سلیمان ندوی عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۰ء (د) ڈاکٹر تارا چند!

تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو پروفیسر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

تجارتی بھی تھی اور مذہبی بھی ــــــــ عرب میں پاک و ہند کے مال کی چار تجارتی منڈیاں تھیں۔ ابکہ، صحار، عدن اور جار، تجارتی مال یہاں اترتا تھا اور اندرون عرب پھیل جاتا تھا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل کافی عرصے تجارت فرمائی اور ان علاقوں میں تشریف لائے اس لیے آپ پاکستانیوں اور ہندوستانیوں اور ان کے تشکل و شمائل سے بخوبی واقف تھے ــــــــ

یہود و نصاریٰ وغیرہ کے علاوہ عرب کی بیشتر آبادی بت پرست تھی اور یہی بت پرستی، پاک و ہند اور عرب کی مذہبی تعلقات میں قدر مشترک تھی[1] عرب میں بت پرستوں کے بڑے بڑے بت خانے تھے، بیت اللہ کو بھی ستارۂ زحل کا بت خانہ سمجھتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے اور ہر چہار طرف سے بت پرست آتے تھے۔

ــــــــ انہیں تجارتی و مذہبی تعلقات کی وجہ سے بعثت نبوی کے وقت عرب میں غیر عرب، رومی، ایرانی، حبشی، پاکستانی، ہندوستانی اپنے اثر و اقتدار کے ساتھ موجود تھے[2] خصوصاً ساحلی علاقوں یمن، عراق، بحرین، عمان وغیرہ میں ــــــــ پاکستانی اور ہندوستانیوں کی بھی مختلف قومیں آباد تھیں ــــــــ ۷ھ اور ۸ھ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے سلسلے میں مختلف والیان ریاست اور بادشاہوں و سرداروں کو جو نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے تھے اس کے اثر سے وہاں کے بسنے والے پاکستانی اور ہندوستانی بھی مشرف با اسلام ہوئے ــــــــ انہیں میں یمن کے خالص ہندوستانی بزرگ جو ایک ماہر طبیب تھے حضرت بیرزطن ہندی کی منی بھی مشرف با سلام ہوئے[3]

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۴۷

[2] ابن حزم: کتاب الفصل والملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ج ۲، ص ۲-۳

[3] ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۱۲۱

Marfat.com

ان مسلمان ہونے والے خاندانوں میں علماء و محدثین اور شعراء وافر پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

عرب میں بسے ہوئے پاکستانیوں اور ہندوستانیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی بھی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے اور صحابہ اس کو اپنی جان کے ساتھ رکھتے تھے، یہی ایک کتاب تھی جو مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھی۔ دن رات میں نماز پنجگانہ اور متعلقہ سنن و نوافل میں نہ معلوم کتنی بار اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں ——— زندگی کے دور کے ساتھ اس کا دور بھی قائم رہتا ہے ——— اس لیے اندازہ لگایا جا سکتا ہے عرب کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ اسلام نے قرآن حکیم کی اشاعت پر کیا اثر ڈالا ہوگا

عہد نبوی میں نہ صرف عرب بلکہ بیرون عرب بھی اسلام اور قرآن پھیلا، پاک و ہند اس خصوص میں ممتاز ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشندگان سندھ کی طرف پانچ صحابہ کرام کو نامۂ مبارک دے کر بھیجا جس سے متاثر ہو کر یہاں کے بہت سے باشندے مسلمان ہو گئے پھر تین صحابہ سندھ میں رہے اور باقی دو صحابہ سندھیوں کے ایک وفد کو لے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے چنانچہ دسویں صدی کے عظیم محدث مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندھی کے حوالے سے سندھ کے مشہور فقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اس سلسلے میں یہ روایت پیش کی ہے :———

روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل
کتابہ الی اھل السند علی ید خمسۃ
نفر من اصحابہ رضی اللہ عنھم فلما جاؤا
فی السند فی قلعۃ یقال لھا نیرون اسلم

بعض اھلہ ثم رجع من اصحابہ اثنان مع
الوافد علیہ من السند و بقی ثلثۃ منھم فی
السند واظھر اھل السند الاسلام و بینوا
الاھل السند الاحکام و ماتوا
فیہ و قبورھم فیہ الاٰن
موجودۃ [1]

ترجمہ:۔

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہاتھ اہل سندھ کی طرف نامۂ مبارک ارسال فرمایا ——————
جب یہ صحابہ سندھ کے قلعے نیرون میں پہنچے تو وہاں کے کچھ لوگ مشرف
باسلام ہوئے پھر دو صحابہ سندھ کے ایک وفد کے ساتھ واپس
لوٹے باقی دو سندھ میں رہے پھر جو اہل سندھ اسلام لاتے رہے
ان کو اوامر و نواہی بتاتے رہے، پھر انہوں نے یہیں وصال فرمایا اور آج
تک ان کی قبریں یہاں موجود ہیں ——————

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے جمع الجوامع کے حوالے سے حضرت
محمد بن حنیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے : ——————

عن محمد بن علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۴، ص ۲ بحوالہ جامع الجوامع للسیوطی

Marfat.com

علیہ وسلم ذکر انہ دخل علیہ وفد
ان فی یوم واحد من السند و افریقیہ
بسمعھم وطاعتھم [1]

ترجمہ:-

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ کے پاس ایک ہی دن سندھ اور افریقہ سے دو وفود آئے اور دونوں بخوشی مشرف باسلام ہوئے ۔

ان روایات سے اندازہ ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے اور سندھ کے لوگ بھی خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے ——— گویا یہ فخر سندھ کو حاصل ہے کہ یہاں اس وقت قرآن پہنچا جب وہ نازل ہو رہا تھا ——— یہ بھی فخر حاصل ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو باشندگان سندھ کی طرف بھیجا ——— اور یہی نہیں کہ وہ اسلام کا پیغام پہنچا کر چلے گئے بلکہ یہاں بس گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے چنانچہ بعض محققین نے سندھ میں صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے ——— مثلاً معمور یوسفانی نے تین صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے [2] ——— مولانا محمد طفیل تتوی نے مکلی ٹھٹھہ سندھ میں ایک صحابی کے مزار کی نشاندھی کی ہے ———

---

[1] مخدوم محمد ہاشم تتوی: بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۴، ص ۸۲، بحوالہ جامع الجوامع للسیوطی

[2] معمور یوسفانی: "تتو پار کر جا دینی درسگاہ" مشمولہ رسالہ "سندھ"، (کراچی) اکتوبر ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۴

Marfat.com

(ب)

عہد نبوی میں اسلام پورے صحرائے عرب، یمن، حضر موت، نجد، عمان تک پھیل گیا تھا پھر افریقہ اور پاک و ہند میں بھی اسلام نے قدم جمائے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر چہار سمت قرآن کی اشاعت ہوتی رہی ——

عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی اشاعت نہایت سرعت سے ہوئی چنانچہ، روم، اسپین مشرق وسطی، ایشیائے کوچک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، اور ترکستان وغیرہ کے اکثر علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہوگئیں ——

صرف عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل تھا —— اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قرآن پھیلتا گیا چنانچہ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں، قرآن حکیم کی نقول تیار ہوئیں، اس کے بعد عہد فاروقی میں قرآن حکیم کی اشاعت و تعلیم میں سرعت سے اضافہ ہوا کیوں کہ آپ نے قرآن حکیم کی تعلیم کو جبری قرار دیا جس کو قرآن یاد نہ ہوتا اس کو سزا دی جاتی[۱] —— ظاہر ہے جب خلافت اسلامیہ کی طرف سے اتنی سختی ہو تو قرآن حکیم کی اشاعت کس سرعت سے ہوئی ہوگی۔ اس پس منظر میں ابن حزم کا بیان قابل توجہ ہے جس کو موجودہ دور کے فضلاء و محققین نے بھی اپنی تحقیقات میں جگہ دی ہے[۲] ——

مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و الاسلام قد انتشروا

---

[۱] عبداللطیف رحمانی: تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۱

[۲] ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری: دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی مطبوعہ کراچی ج ۱، ص ۷۴-۷۵

و ظهر فی جمیع جزیرة
العرب من منقطع البحر
المعروف ببحر القلزم مارًا
الی سواحل الیمن کلها الی
بحر فارس الی منقطعه مارًا
الی الفرات ثم الا صنمة
الفرات الی منقطعة الشام
الی بحر القلزم و فی هذه
الجزیره من المدن و القری
ما لا یعرف عدده الا الله کالیمن
و البحرین و عمان و نجد
وجبل طی و بلاد و مضر و
ربیعة و قضاعه و الطائف
و مکة کلهم قد اسلموا
ونبوا المساجد لیس فیها
مدینة و لا قریة ولا حلة
لاعراب الا وقد قری فیها
القرأن فی الصلوة و علمه
الصبیان والرجال و النساء
وکتب ثم ولی ابوبکر سنین و
سنة شهر فغزا فارس والروم

Marfat.com

وفتح اليمامة وزادت قراءة
الناس للقرآن ولم يبق بلد
الا فيه المصاحف ....
ثم مات ابوبكر ولى عمر ففتحت
بلاد الفرس طولا وعرضا وفتحت
الشام كلها والجزيره ومصر
كلها ولم يبق بلدا لا وبنيت
فيه المساجد ونسخت فيه
المصاحف وقراء الائمة القرآن
وعلمه الصبيان فى المكاتب
شرقًا وغربًا وبقى كذلك
عشرة عوام واشهراو المومنون
كلهم لااختلاف بينهم فى شىء
بل ملة واحدة ومقالة
واحدة وان لم يكن عند المسلمين
اذ مات عمر مائة الف
مصحف من مصر الى العراق الى الشام
الى اليمن فيما بين ذلك فلم يكن
اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح
واتسع الامر فلو رام احد
احصاء المصاحف اهل الاسلام.

Marfat.com

ترجمہ:-

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا تو اُس وقت تک سارے جزیرۂ عرب میں اسلام پھیل چکا تھا یعنی بحرِ قلزم کے دور دراز علاقوں سے تمام سواحل یمن تک، بحر فارس، فرات، اور شام کی انتہائی حدود میں بحر قلزم تک ——— اس جزیرے کے بے شمار شہروں اور قریوں، (جن کی تعداد کا سوائے اللہ کو کسی کو علم نہیں) مثلاً یمن، بحرین عمان، نجد، جبل طے اور مضر، ربیعہ، قضاعہ، طائف اور مکہ کے تمام باشندے مسلمان ہو چکے تھے ——— انہوں نے جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کیں۔ کوئی ایسا شہر، قریہ، بدوؤں کی خیمہ بستی ایسی نہ تھی جہاں نماز میں قرآن کی قرارت نہ ہوتی ہو، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم نہ دی جاتی ہو اور اسے کتابی صورت میں نہ لکھا جاتا ہو۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ڈھائی برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ اُن کے عہد خلافت میں فارس اور روم سے معرکے ہوئے اور یمامہ فتح ہوا چنانچہ قرآن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کوئی ایسا شہر باقی نہ رہا جہاں قرآن کے نسخے موجود نہ ہوں ———

حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے جانشین ہوئے توان کے دور خلافت میں ایران کے تمام شہر، شام، مصر اور جزیرے کے سارے علاقے فتح ہو گئے۔ ان ملکوں میں کوئی ایسا شہر نہیں بچا جہاں مسجدوں کی تعمیر نہ ہوئی ہو، قرآن کے نسخے نہ موجود ہوں، ائمہ قرآن کی تلاوت نہ کرتے

Marfat.com

ہوں اور مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے مکتبوں میں بچوں کو قرآن کی تعلیم نہ دی جاتی ہو ــــــــ یہ کیفیت صرف دس سال اور چند مہینوں کے قلیل عرصے میں پیدا ہو چکی تھی اور قرآن کے متن اور قرأت کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا بھی اختلاف نہ تھا بلکہ سب کے سب ملت واحدہ کی طرح یک زبان تھے

جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وصال ہوا تو مصر سے لے کر عراق، شام اور یمن تک تمام ملکوں میں کم از کم ایک لاکھ قرآن کے نسخے مسلمانوں کے پاس موجود تھے۔ (پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد) جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ ہوئے تو فتوحات اور خلافت کا دائرہ اور وسیع ہو گیا اس دور میں اسلام کی اس قدر اشاعت ہو گی اور قرآن حکیم کے نسخوں کی اتنی کثرت ہوئی جس کا اندازہ لگانا کارے دارد[۱] ــــــــ

عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں بصرہ آباد ہوا اور ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ پاک و ہند کا تجارتی سامان ان سواحل پر آتا اور پھر مکہ معظمہ کے مرکزی شہر میں عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ کے بازاروں میں جاتا، اس طرح اہل عرب پاک و ہند کے باشندوں، ان کی برآمدات، ان کی زبان، ان کی، تہذیب و تمدن سے براہ راست واقف ہوئے بلکہ متاثر بھی ــــــــ اسی طرح اہل پاکستان و ہندوستان بھی عربوں کی زبان، تہذیب و تمدن وغیرہ سے براہ راست واقف ہوئے اور متاثر بھی۔ اس باہمی واقفیت نے اسلام کے فروغ اور قرآن حکیم کی اشاعت

---

[۱] ابن حزم : کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ج ۲ ص ۷۹ ــ ۸۰

میں موثر کردار ادا کیا ——— پھر جب فوجی مہمات کا سلسلہ شروع ہوا تو فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا ——— تجارتی روابط نے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کو اسلام سے جس حد تک متاثر کیا اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ بن شہریار نے لکھا ہے کہ لنکا کے چند باشندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے چلے ——— عرصہ دراز کے بعد جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو عہد فاروقی کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز تھے ——— یہ لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سطوت خلافت کے باوجود آپ پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ——— وہ کبھی آپ کو دیکھتے اور کبھی آپ کے کپڑوں کو ——— آپ کی عظمت کا نقش دل میں لیے وطن واپس لوٹے ——— انھوں نے جو کچھ دیکھا جب وہاں جا کر بیان کیا تو جو سنتا بن دیکھے دل دے بیٹھتا ——— سیرت فاروقی کا دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ لنکا کے باشندے آپ کی یاد میں پیوند لگے کپڑے پہننے لگے[1] ———

اللہ اکبر! ——— دلوں پر سیرت فاروقی نے جب یہ اثر دکھایا تو یقیناً وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے ہوں گے اور ان کی باتیں سن سن کر ہزاروں مسلمان ہو گئے ہوں گے ——— مدینہ منورہ سے وہ خالی ہاتھ نہ گئے ہوں گے، دولت ایمان کے ساتھ قرآن بھی اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے ——— پھر لنکا میں بہت سے عرب تاجر بھی آباد ہو گئے تھے، ان کے اثر و رسوخ نے قرآن کی اشاعت میں اور چار چاند لگا دیئے ہوں گے

---

[1] بزرگ بن شہریار: عجائب الھند، مطبوعہ لیڈن، ص ۱۵۷

تجارتی مہمات کے علاوہ فوجی مہمات کے سلسلے میں صحابہ کرام نے پاک و ہند کا رخ کیا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے چار پانچ سال بعد ۱۵ھ میں مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کا دیبل کے مقام پر لشکر کفار سے تصادم ہوا۔ اس وقت یہاں سامہ بن دیوائج حاکم تھا اور سندھ پر راجہ داہر کے باپ چچ بن سیلائج کی حکومت تھی[۱] جس کو مؤرخین نے سندھ کا غاصب حکمران قرار دیا ہے[۲] کیونکہ سندھ کے اصل حکمران گوتم بدھ کے ماننے والے تھے اور چچ نے اپنی حکمت عملی سے بدھوں سے حکومت چھینی تھی۔

بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور ہند کے کچھ لوگ ایران میں بھی بسے ہوئے تھے اور انہوں نے جنگ ایران میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن جب مسلمان فاتح و منصور ہوئے۔ تو ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۱] ابوالحسن مدائنی: فتوح الهند والسند (سندھی ترجمہ چچ نامہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء)، ص ۹۸

نوٹ: سندھ پر رائے خاندان کی حکومت تھی جو مذہباً بدھ مت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حکومت تقریباً سنہ ۵ء سے ۶۳۲ء تک قائم رہی، اسی خاندان کے دور حکومت میں پہلی مرتبہ صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے۔ رائے خاندان کے بعد بت پرست برہمن خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا جو ۶۳۲ء سے ۷۱۲ء تک قائم رہی یعنی خلافت راشدہ سے شروع ہو کر دور بنو امیہ پر ختم ہوئی۔ راجہ داہر اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے ۶۶۹ء سے ۷۱۲ء تک حکومت کی پھر ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے اس کو شکست دی اس طرح برہمن حکومت کا خاتمہ ہوا۔ سندھ کے عوام نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ایک مستقل اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

(ڈاکٹر جمن تالپور: سندھ جا اسلامی درس گاہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء)، ص ۴۲، ملخصاً)

[۲] (ا) ابوالحسن مدائنی: فتوح الهند والسند، ص ۵۷، (ب) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۶ مطبوعہ امریکہ ۱۹۸۱ء، ص ۸۰۔ ۷۸ (ج) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: ”سندھ مختلف ادوار میں“ (انگریزی) جام شورو ۱۹۸۴ء، ص ۱۳۔ ۲۲

کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ـــــــ بہرکیف قلعہ نیروں میں تبلیغی مشن پر صحابہ کی آمد، دیبل میں لشکر کفار سے تصادم اور ایران میں بسے ہوئے اہل سندھ و ہند کے مشرف باسلام ہونے کے بعد سندھ میں اسلام کے اثر و نفوذ اور قرآن کی اشاعت میں یقیناً اضافہ ہوا ہوگا۔ کیوں کر صحابہ کرام، قرآن حکیم کو اپنی جان کے ساتھ لگائے رکھتے تھے، وہی اُن کی زندگی کل سرمایہ تھا، جہاں جاتے اس کو ساتھ لے جاتے اس لیے جن علاقوں میں وہ پہنچے وہاں قرآن کا پہنچنا یقینی امر ہے ـــــــ عہد فاروقی میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام پاک و ہند کے علاقوں میں آئے؛

- حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- حکم بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ
- حکم بن عمرو مجدع ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ
- سہیل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ
- شہاب بن قارق بن شہاب تمیمی رضی اللہ عنہ
- صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ
- عاصم بن عمر تمیمی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ
- نسیر بن وسیم بن ثور عجلی رضی اللہ عنہ
- حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ

یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے عہد فاروقی میں تبدرگاہ، کرمان، مکران، سندھ، سجستان وغیرہ

Marfat.com

میں بعض مہمات میں حصہ لیا اور مختلف ممالک فتح کر کے وہاں اسلام پھیلایا اس طرح عہد فاروقی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قرآن کا پیغام پھیلا اس سے پہلے عہد نبوی میں سندھ میں اسلام نے قدم رکھے اور قرآن پھیلایا ———

عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت ہوتی رہی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خصوصی طور پر قرآن حکیم کا اصل نسخہ جو ام المومنین ازواجِ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی متعدد نقلیں تیار کرائیں، ان ناقلین میں کاتبین وحی بھی شامل تھے، ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: ———

- ——— حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت سعید بن ابو قاص رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

یہ نقول ۲۵ھ میں مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں ارسال کی گئیں: ———

مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ وغیرہ

عہد عثمانی میں پاک و ہند کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ چنانچہ حکیم بن جبلہ کو سندھ اور ہند کے احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا واپسی پر انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاکستان اور ہندوستان کے بارے میں تفصیلات بتائیں ——— عہد عثمانی میں مندرجہ ذیل صحابہ پاکستان و ہندوستان آئے: ———

- حکم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن معمر بن عثمان قرشی تمیمی رضی اللہ عنہ
- عمیر بن عثمان بن سعید رضی اللہ عنہ
- مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ
- عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشی رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں بھی پاک و ہند کی طرف توجہ کی گئی۔ چنانچہ آپ نے شاعر بن دعر کو لشکر کا سردار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر بھیجا[۱]

آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند تشریف لائے:

- حزبت بن ناجی شامی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سوید تمیمی شنقری رضی اللہ عنہ
- کلیب بن ابو وائل رضی اللہ عنہ
- مہلب بن ابو صفرہ ازدی عتکی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سعاد بن ہمام عبدی رضی اللہ عنہ
- یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ
- سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی رضی اللہ عنہ
- منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ
- حارث بن مرہ عبدی رضی اللہ عنہ

اس طرح کل ۲۵ صحابہ عہد خلافت راشدہ میں پاک و ہند آئے، اسلام اور تعلیمات قرآنیہ کو پھیلایا۔

---

[۱] مخدوم امیر احمد! چچ نامہ ترجمہ سندھی فتوح الھند والسند مطبوعہ حیدر آباد سندھ، ص ۱۰۲

Marfat.com

(ج)

خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت اسلامیہ کی پاک و ہند کی طرف توجہ رہی۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار دے کر سندھ کی طرف بھیجا ——— ان کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند بھیجے گئے ———

- ——— عمرو بن عبداللہ بن معمر تیمی
- ——— مہلب بن ابی صفرہ
- ——— عباد بن زیادہ بن ابوسفیان[۱]

مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، اور صوبہ پنجاب میں بعض مہمات سر کیں یقیناً اپنے اثرات چھوڑے ہوں گے اور قرآن کی بازگشت محمد بن قاسم کی آمد سے بہت پہلے ان علاقوں میں سنی گئی ہوگی ——— انہی راہوں سے یہاں، قرآن داخل ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا ———

المسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں جو ۳۷ھ میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تقریباً پانچ سو قرآن کے نسخے اٹھائے گئے ظن غالب یہی ہے کہ اسی قدر قرآن کے نسخے حضرت علی کی فوج میں بھی ہوں گے ——— جب میدان جنگ میں صحابہ مجاہدین کے پاس اتنی کثیر تعداد میں قرآن حکیم کی کاپیاں موجود تھیں تو بلادِ اسلامیہ اور قرب و جوار کے قریوں اور دیہاتوں میں کس قدر تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے ہوں گے؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کا دور آتا ہے اس دور کے بعض تاریخی

---

[۱] ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی: فقہائے ہند، ج ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱-۱۳

حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں اس وقت مسلمان موجود تھے جب میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جا رہا تھا ——— چنانچہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں : ———

جب حضرت امام حسین کو حر نے کوفہ کے راستے میں روکا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہارے بلانے پر عراق آیا ہوں لیکن اب اگر تم میرا آنا کسی وجہ سے پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو کہ سندھ چلا جاؤں کیوں کہ وہاں میرے مسلمان بھائی مجھے پناہ دے دیں گے[1] ———

ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو، یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زوجہ محترمہ سندھی تھیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں :- ———

امام زین العابدین کی ایک بیوی سندھی تھیں جن سے حضرت زید شہید بطل اعظم اسلام پیدا ہوئے[2] ———

عبدالرزاق نجفی نے بھی لکھا ہے : ———

زید شہید امام زین العابدین کی جس بیوی سے پیدا ہوئے تھے وہ سندھی تھیں[3] ———

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں سندھ میں کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے اور خاندان اہل بیت میں ان کی شادیاں بھی ہونے لگی تھیں۔

---

[1] ابو عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری : المعارف ، مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء ، ص ۹۵

[2] ایضاً ، ص ۷۳

[3] عبدالرزاق نجفی : زید شہید ، مطبوعہ نجف اشرف ، ص ۵

Marfat.com

محمد بن قاسم کے حملے سے کچھ پہلے صوبہ بلوچستان کی اسلامی قلمرو کا باغی گروہ، محمد علافی کی سرکردگی میں راجہ داہر کے پاس آیا جس میں ۵۰۰ جنگ جو عرب مسلمان تھے۔ داہر نے ان لوگوں کو پناہ دی اور نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا، انہوں نے راجہ قنوج کی سندھ پر عظیم یورش کے وقت، راجہ داہر کی مدد کی اور ان کی مدد سے ایسی شاندار فتح ہوئی کہ دشمن کے ۸ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو افراد اپنے ساتھ قرآن حکیم بھی لائے ہوں گے اور قرآن حکیم کی آواز راجہ داہر کی قلمرو میں سنی جاتی ہوگی ——— اس واقعہ کے بعد پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کے بعد سندھ مستقل اسلامی سلطنت کا گہوارہ بنا ——— اس کی تفصیل یہ ہے

———

ولید بن عبدالملک بن مروان کے عہد میں سراندیپ کے راجا نے گورنر عراق، حجاج بن یوسف کو تحفے تحائف بھیجے۔ جس جہاز میں یہ تحائف تھے اس میں سراندیپ کی مسلمان عورتیں بھی تھیں جو کعبہ کی زیارت اور دارالخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ساتھ چل پڑی تھیں ——— باد مخالف نے جہاز سمندر سے ہٹا کر دیبل پہنچا دیا جہاں بحری قزاقوں نے اس کو لوٹ لیا اور عورتوں کو یرغمال بنا لیا ——— قبیلہ بنی عزیز کی ایک عورت نے اضطراب کے عالم میں پکارا یا حجاج! یا حجاج! اغثنی! اغثنی! ———

اے حجاج ——— میری مدد کرو! میری مدد کرو! ——— جہاز میں سوار ایک بیوپاری نے حجاج تک یہ فریاد پہنچا دی، حجاج نے راجہ داہر کو لُٹے ہوئے مال کی واپسی اور عورتوں کی بازیابی کیلئے لکھا، راجہ نے معذرت پیش کر دی کہ بحری قزاق اس کے قابو سے باہر ہیں ——— اس پر حجاج نے پے در پے تین مہمیں بھیجیں۔ تیسری مہم کی کمان محمد بن قاسم کر رہے تھے انہیں کے ہاتھ سے راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سندھ کی مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو خوش آمدید کہا کیونکہ ان کی اکثریت بدھ مذہب کی پیرو تھی اور وہ برہمنوں کے ظلم و ستم کا شکار تھے ——— مسلمان پہلے ہی سندھ میں موجود تھے۔ اور

Marfat.com

مقامی لوگ ان کے اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے پہلے ہی متاثر ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زیر سایہ ان کو انصاف ملے گا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان کو انصاف ہی ملا اسی لیے جب محمد بن قاسم کو واپس دارالخلافہ بلایا گیا تو سندھ کے غیر مسلموں نے ماتم کیا[1] ——

پاکستان میں سب سے پہلے بلوچستان و سندھ میں اسلام اور قرآن پھیلا تو ہندوستان کے جنوب میں مشرقی اور مغربی سواحل کورومنڈل اور مالابار کے علاقوں میں پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں مسلمان آباد ہو چکے تھے[2] —— ایرانی اور عرب سیاحوں نے ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ——

مثلاً یہ سیاح : ——

مسعودی ، ابودلف مہلہل ، بزرگ بن شہریار ، سلیمان ابو زید
صیرفی ، ابن حوقل ، الاصطخری ، ابن سعید ، ابوالفداء ، ابن بطوطہ
وغیرہ[3] ——

قیاس یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ مساجد میں تعلیم القرآن کے مدارس بھی قائم ہوں گے —— تعلیم القرآن کے مدارس کا جو جال پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے شاید ہی کسی اسلامی ملک میں ہو، اور جو چرچا قرآن و قرآنی تعلیمات کا یہاں ہے شاید ہی کہیں اور ہو ——

(د)

فارس و ایران اور پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ تراجم و تفاسیر کی ضرورت

---

[1] مخدوم امیر احمد : چچ نامہ سندھی ترجمہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ، ص ۱۲۵

[2] ڈاکٹر محمد مسعود احمد : تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

Marfat.com

محسوس کی گئی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے فارسی اور ہندی تراجم کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ اولین تراجم وتفاسیر میں حضرت سلمان فارسی کا سورۂ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جو انہوں نے نومسلم ایرانیوں کے لیے کیا تھا[1] اور تفاسیر میں حضرت ابی بن کعب کی تفسیر کا بڑا حصہ ثابت ہے نیز حضرت ابن عباس کی بھی تفسیر ہے جو ابی ابن طلحہ الہاشمی نے حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سن کر لکھی تھی۔

تیسری صدی ہجری کی یہ روایت ملتی ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک کے لیے سندھ کے ایک عراقی النسل عالم عبداللہ بن عمر نے قرآن حکیم کا زبان ہندیہ میں ترجمہ کیا اور جب یہ ترجمہ اس کو پڑھ کر سنایا تو وہ زار وقطار رونے لگا زمین پر سر رکھ دیا اور چہرہ خاک آلودہ ہو گیا، اس کے بعد دل سے مسلمان ہو گیا چھپ چھپ کر عبادت کرتا تھا، محل میں ایک خلوت خانہ بنا لیا تھا[2]

قرآن حکیم کے تراجم وتفاسیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عرصہ ہوا اپنی کتاب القرآن فی کل لسان میں مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ لیا تھا، اس کے بعد مزید تحقیق فرمائی اور ۱۹۶۶ء میں استانبول میں یہ انکشاف فرمایا کہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے ہو چکے ہیں[3] اس انکشاف کو اب ۱۸ سال گزر چکے ہیں اس عرصے میں نہ معلوم کتنے تراجم کا اور اضافہ ہو چکا ہو گا ——— اور تفاسیر قرآن کا تو اتنا عظیم سرمایہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے

---

[1] محمد فرید وجدی: الادلۃ العلمیہ علی جواز معانی القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، ص ۵۸

[2]

(ا) مسعود عالم ندوی: ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء، ص ۱۹۳

(ب) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: سندھ، پاکستان میں اسکا ثقافتی تشخص وکردار (انگریزی) کراچی ۱۹۸۴ء، ص ۲

[3] جنگ (کراچی) مارچ ۱۹۶۶ء

Marfat.com

مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں ــــــ ایک زبان میں کئی کئی تراجم ہیں، پھر نئے نئے تراجم ہوتے جاتے ہیں :ــــــ

فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، ہندی، کشمیری، بنگالی،
برمی، براہوی، گجراتی، مرہٹی، ملیالم، کناری، تیلگو، عبرانی، روسی،
لاطینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، یونانی، پولش، اطالوی،
پرتگالی، ہسپانوی، ڈچ، البانوی، عبرانی، بلغاری، رومانی،
ہنگری، جاپانی، چینی، جاوی، ترکی، ڈینش، انڈونیشی، ملائی،
ارگونی، اسرائیلی، سواحلی، یوگنڈی، ترکی، انڈوچائنا، فلپائنی،
حبشی، ہندی، ملیالم، تامل، مکاسرین، ارگونین، اسٹرین، بوہیمیا،
ہسپانوی، ارمنی، وغیرہ وغیرہ

انٹرنیشنل ریسرچ سینٹر، استانبول (ترکی) میں قرآن حکیم کے تراجم سے متعلق ایک جامع کیٹلاگ تیار کیا جارہا ہے جس میں مختلف زبانوں میں مطبوعہ تراجم کی تفصیلات مہیا کی جائیں گی، ایک نہایت عظیم اور صبر آزما کام ہے ــــــ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے راقم نے صرف اردو تراجم و تفاسیر کی تحقیق پر آٹھ سال صرف کیے اور ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقالہ قلم بند کیا ــــــ جب ایک زبان پر تحقیق کا یہ عالم ہے تو جملہ زبانوں میں تراجم کی تفصیلات مہیا کرنا جوئے شیر لانا ہے۔ا

الغرض علم و دانش کے پھیلاؤ کے ساتھ معانی قرآن بھی پھیلتے چلے جاتے ہیں

Marfat.com

(ھ)

گزشتہ سطور میں عہد نبوی، عہد خلافت، عہد بنوامیہ میں اسلام اور قرآن کی ابتدائی اشاعت اور ابتدائی تراجم کا مختصر جائزہ لیا گیا ــــــ اگر ہم شجر اسلام کے پھیلاؤ کو دیکھیں تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: ــــــ

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ [۱]

(ترجمہ) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ــــــ

آئیے اسلام کے اس نورانی شجر کا پھر ایک جائزہ لیں اور دیکھیں جبل نور سے پھوٹنے والی روشنی کہاں سے کہاں پہنچی ــــــ

- ــــــ عہد نبوی میں (۶۱۰ء تا ۶۳۲ء) صحرائے عرب، یمن، حضرموت، نجد و عمان، سندھ اور حبشہ وغیرہ میں اسلام اور قرآن کا پیغام پھیل چکا تھا ــــــ
- ــــــ عہد خلافت راشدہ (۶۳۲ء تا ۶۶۰ء) میں مصر، شام، عراق، ایران، آرمینیا، افغانستان، آذربائیجان، مکران، خراسان، وغیرہ میں جوں جوں اسلام پھیلا، قرآن بھی پھیلتا چلا گیا۔
- ــــــ عہد بنوامیہ میں (۶۶۱ء تا ۷۴۵ء) شمالی افریقہ، اسپین، پرتگال، فرانس، سوڈان، روسی ترکستان، چین، سندھ، پنجاب، برطانیہ، داغستان، مالدیپ، کریٹ، سسلی، سارڈینیا وغیرہ میں اسلام پھیلا اور قرآن کا پیغام بھی پھیلتا چلا گیا ــــــ

Marfat.com

- عہد اتابکیہ (نویں صدی عیسوی) میں جنوبی اٹلی، ایشیائے کوچک، اور بالقورس تک مسلمان بڑھتے چلے گئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا ——
- عہد توسیاسیہ ۲۳۵ھ سے ۱۲۵۶ھ میں سلطنت اسلامیہ کو وسعت سے زیادہ استحکام نصیب ہوا البتہ عہد غزنویہ میں (۳۵۱ھ تا ۵۸۲ھ) ہندوستان، پاکستان، اور کشمیر (سندھ و ملتان کے علاوہ) وغیرہ میں سلطنت اسلامیہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلا اور ساتھ ہی قرآنی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا ——
- بورنیو، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین اور آس پاس کے ممالک کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کے ذریعے اسلام اور ساتھ ہی قرآن کا پیغام پھیلا ——
- عہد سلطنت عثمانیہ (دسویں صدی عیسوی سے سولھویں صدی عیسوی تک) بلغاریہ، آسٹریا، ہنگری، رومانیہ، سربیا، البانیہ، بوسنیا، پولینڈ، کریمیا، جارجیا، ریاستہائے بلقان، یوگوسلاویہ وغیرہ میں اسلامی سلطنت کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام اور قرآن پھیلتا چلا گیا —— اس کے علاوہ مختلف ادوار میں سندرجہ ذیل علاقوں میں اسلام کے پیغام کے ساتھ ساتھ قرآن کا پیغام پہنچا، —— نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، صحارہ، یوگنڈا، سومالیہ، کینیا، کیمرون، وغیرہ

الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں یا مبلغین و محققین نے اسلام کا پیغام نہ پہنچایا ہو ——

مندرجہ بالا سرسری جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ گزشتہ صدیوں میں اسلام اور قرآن کا پیغام دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا

Marfat.com

کی ہر قوم اسلام اور قرآن سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے اور برابر واقف ہو رہی ہے ——— قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا وہ سامان ہوا کہ دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی ———

معانی قرآن، الفاظ و حروفِ قرآن، اعراب و اوقاتِ قرآن، آیات و سور قرآن اور علوم قرآن وغیرہ کی حفاظت کا سامان مختلف طریقوں سے کیا گیا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حفاظت کے نئے نئے سامان مہیا ہوتے چلے گئے چنانچہ ابتدا سے لے کر اب تک قرآن حکیم کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب کو اس طرح حفاظت نہیں کی گئی ———

تقریر و تحریر، تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت کے ذریعے قرآن کے متن اور معانی کو کتابوں میں ذہنوں میں اور سینوں میں پوری طرح محفوظ کیا گیا، آغازِ اسلام سے لے کر اب تک بلادِ اسلامیہ میں علوم دینیہ اور تعلیم القرآن کے ہزاروں لاکھوں مدارس قائم ہیں جہاں سے ہر سال لاکھوں طلبہ فارغ ہو کر نکلتے ہیں ——— نمازِ پنجگانہ، نمازِ جمعہ و عیدین، نمازِ تراویح وغیرہ کے لیے قرآن حکیم کو جزو لاینفک قرار دے کر امر بنا دیا گیا ہے ——— تفسیر و تشریح اور ترجمے کے ذریعے قرآن کے معانی و مطالب کو محفوظ کیا گیا ——— عربی و فارسی اور اردو میں خصوصاً، تفاسیر قرآن کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم اور بعض زبانوں میں تفسیری اور تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔

علومِ قرآن سے متعلق روز روز نئی تحقیقات سامنے چلی آتی ہیں ——— تزئین و تذہیب اور خطاطی کے ذریعے قرآن حکیم کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ کیا گیا ——— خطاطی کو کاغذ و قرطاس تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ پتھروں لکڑیوں اور دھاتوں پر آیاتِ قرآنی کو کندہ کر کے جاوداں بنایا گیا ——— جدید سائنسی ایجادات نے قرآن کی حفاظت و اشاعت میں چار چاند لگا دیئے ——— پریس کی ایجاد نے مہمیز کا

Marfat.com

کام کیا، کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، چھپ رہے ہیں اور چھپتے رہیں گے

پھر کینیاٹوگرافی، فوٹوگرافی، زیروگرافی، فوٹو اسٹیٹ، مائیکروفلم، نقش پلیٹ، ———

کمپیوٹر، آڈیو کیسٹ، وڈیو کیسٹ، ریڈیو ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے قرآنِ حکیم کتب خانوں میں

گھروں میں بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے اس طرح پھیلا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ———

اللہ تعالیٰ نے قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی اور فرمایا کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہماری

ذمہ داری ہے سچ ہے آج قرآن پاک جمع بھی ہے پڑھا اور پڑھایا بھی جا رہا ہے ——— فضائیں

اس کی آواز سے گونج رہی ہیں ———

Marfat.com

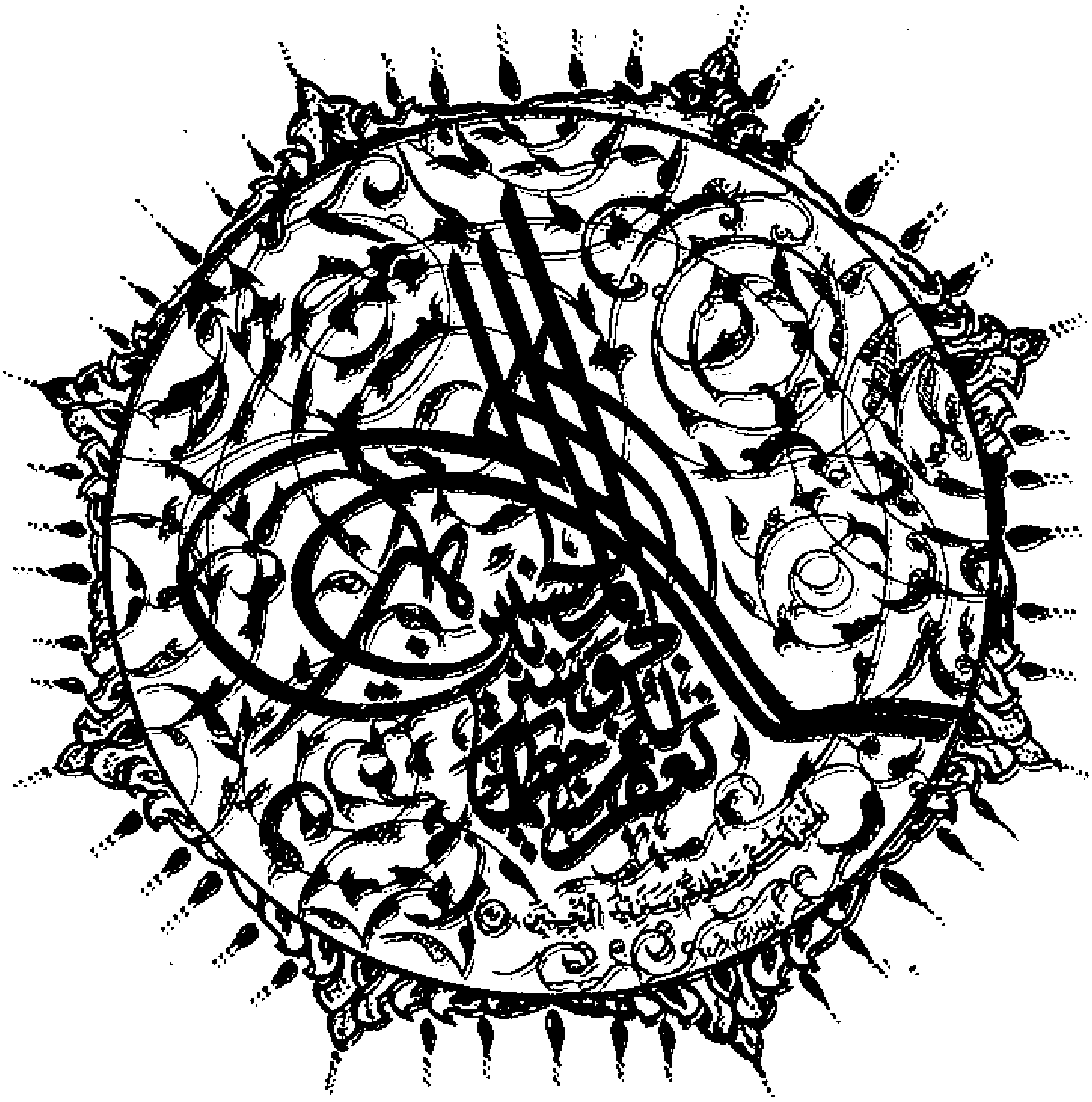

Marfat.com

قرآن الحکیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تزئین و آرائش کے سامان بھی ہونے لگے ——— فنونِ لطیفہ انسانوں کے احساسِ جمال کی عکاسی کرتے رہے ہیں

——— تحریر بھی ایک فنِ لطیف ہے یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا ——— ابتدا میں تصویری تحریر نے جنم لیا جو بات کہی جاتی تصویر کی شکل دے کر بتائی جاتی ——— پھر الفاظ اور حروف نے تحریر کی جگہ لے لی ——— رفتہ رفتہ یہی الفاظ اور حروف بجائے خود حسن و جمال بن گئے اور فنِ خطاطی ایجاد ہوا ——— گلکاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا

——— قرآن الحکیم کی بدولت فنِ خطاطی نے وہ عروج پایا جو اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا ——— اسلام علم و دانش کا علمبردار تھا ——— وہ دنیا کے سامنے علم و حکمت کا سرچشمہ بن کے آیا اور وہی اس کا آج تک سب سے بڑا مرکز رہا ——— اسلام کی وسعت پذیری کے ساتھ ساتھ فنِ خطاطی میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایک کے بعد دوسرا خط ایجاد ہونے لگا یہاں تک کہ بیسیوں قسم کے فن پارے سامنے آ گئے ——— حسن و جمال کی

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے ———

انسان احساسات و جذبات کا خزانہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچائے ——— اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے سحر نہاں سے واقف نہ تھا اگر دو پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا اب شاعری میں مصوّری کی جاتی ہے، پہلے مصوّری میں شاعری کی جاتی تھی ——— تاریخ انسانی کے پتھر کے دور سے متعلق تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح کے آثار، پتھر، پیتل اور مٹی کی تختیوں پر ملے ہیں یہ مصر، چین، ایران، بابل، نینوا، آشور، ہندوستان، پاکستان، جنوبی امریکہ وغیرہ کی چٹانوں، پتھروں غاروں اور کھنڈروں میں ملے ہیں۔

تصویری خط کے خاص تین مراکز تھے مصر، عراق اور چین ——— تصویری خط کو ہیروغلفی کہا جاتا ہے۔ مذہبی لوگ اس کو لکھنے کے مجاز تھے۔ اس کی تین قسمیں قرار پائیں۔

۱۔ ہیروغلفی ——— (مذہبی طبقے کے لئے)

۲۔ ہیراطیقی ——— (طبقہ علماء کے لئے)

۳۔ ڈیموطیقی ——— (عوام کے لئے)

ہیروغلفی کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں مصری ہیروغلفی صورت و عمل کے لحاظ تین قسموں تقسیم کی گئی ہے۔

۱۔ تصویر نویسی ——— Pictography

۲۔ خیال نویسی ——— Ideography

۳۔ صورت نویسی ——— Hierrography

یہ آخری قسم وہ ہے جب صورت و صوت کا ملاپ ہوا یعنی جس آواز کے لئے جو تصویر انتخاب کی گئی تھی رفتہ رفتہ اس تصویر کی نشانی رہ گئی۔ جس نے حرف کی شکل اختیار کی تصویری دور کی ابتداء میں مصری ۲۹ تصویروں سے مطالب ظاہر کرتے تھے جن کی تعداد بڑھ کر ۹۰ ہوئی پھر

ایک مدت بعد ۱۰۰ تصاویر تک جا پہنچی ان تصاویر کی مدد سے دل کی بات کہنا اور سمجھنا ایک صبر آزما کام تھا۔

تصویری خط کے رواج کے مطابق جب تصویر کا تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لئے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ ۲۲ تصویریں رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر حروف کی علامات بن گئیں اور یہی وہ ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں قرنوں بعد ابجد، ہوز، حطی، کلمن سعفص، قرشت میں محدود ہوئے۔ عربوں نے ہزارہا برس بعد اس میں چھ حروف بڑھائے ثخذ، ضظغ۔ پھر ایرانیوں نے پ، چ، ژ، گ کا اضافہ کیا، اس کے بعد ہندیوں نے ٹ۔ ڈ۔ ڑ کا اضافہ کیا ـــــ یہی ابجد سے لے کر ضظغ تک حروف تھے جن کے لئے اعداد بہت پہلے سے متعین کئے جا چکے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اسی سے ایک نیا فن "تاریخ گوئی" ایجاد ہوا۔ [1]

حروف تہجی اور خطوط کی تاریخ کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے، یہاں نہ اس کی گنجائش اور نہ اس کی ضرورت اس لئے ہم نزول قرآن کے وقت جو خطوط رائج تھے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ـــــ

---

[1] ممتاز حسین جونپوری: خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۱ ـ ۲۰

Marfat.com

سینکڑوں سال قبل مسیح یمن میں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے ایک خط ایجاد کیا جس کو خط مسند یا خط حمیری کہتے تھے، اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں پائے گئے ہیں ــــــ اسکندر یونانی کے عہد تک اس خط کا رواج رہا پھر نبطیوں کا دور ہوا جو صحرائے سینا اور شمالی عرب سے لے کر جنوبی شام تک پھیلے ہوئے تھے عربوں سے ان کے تہذیبی اور تجارتی روابط تھے، حجر، پٹرا وغیرہ میں ان کی حکومتیں قائم تھیں ــــــ انہوں نے خط نبطی ایجاد کیا، اس خط کے بہت سے کتبے پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی عیسوی تک کے لکھے ہوئے ــــــ دمشق سے مدینہ منورہ تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں، عربی رسم الخط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے (ا) ــــــ اسی خط سے خط کوفی پیدا ہوا جو بعثت نبوی سے تقریباً دو سو سال قبل رائج ہو چکا تھا ــــــ بعض محققین کا خیال ہے کہ خط کوفی سے قبل خط معقلی رائج تھا اور خط معقلی سے خط کوفی نکلا (ب) ــــــ ظہور اسلام کے وقت خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا یہی وہ خط ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تبلیغی مراسلے ارسال فرمائے ــــــ بعض محققین کے نزدیک خط کوفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے قبل اسلام عراق کے دو شہر حیرہ اور انبار بہت مشہور تھے ــــــ حیرہ تین ثقافتوں کا سنگم تھا یعنی:

- ایرانی ثقافت
- مقامی یعنی بت پرست عربی ثقافت
- عیسائی نسطوری ثقافت

؎ (ا) نکلسن: لٹریری ہسٹری آف دی عربس، ص ۳، دیباچہ

(ب) ہٹی: ہسٹری آف دی عربس، ص ۶۶

Marfat.com

حیرہ جہاں خط کوفی پیدا ہوا، پروان چڑھا اس کے قریب ہی شہر کوفہ آباد ہوا اس لیے یہ خط کوفی کہلایا۔

خط کوفی نے خلافت راشدہ کے دور میں ترقی کی جس کی شہادت مصحف عثمانی سے ملتی ہے جو اس وقت تک تاشقند (روس) میں موجود ہے۔ عہد بنو امیہ میں مشہور خطاط خالد بن الہیاج نے مسجد نبوی میں آب زر سے خط کوفی میں سورۃ الشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی۔ ابن الہیاج نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کیا۔ ابن ندیم کے مطابق اموی دور میں قطبۃ المحرر نے خطاطی کی بنیاد ڈالی، اس نے چار قسم کے اسلوب ایجاد کیے:

خط طومار، خط جلیل، خط النصف، خط ثلث،

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط ثلثین بھی اسی نے ایجاد کیا ہے۔

جب بنو عباس نے تمام اقتدار سنبھالا تو کوفہ کے بجائے بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز بنا۔ اس عہد کا کاتب الضحاک بن عجلان فن خطاطی میں قطبۃ المحرر سے سبقت لے گیا۔ اسی عہد کے ایک اور کاتب اسحاق بن حماد نے خط کوفی میں اور ایجادیں کیں اور کچھ مزید اسلوب ایجاد کیے مثلاً خط طومار، خط سجلات وغیرہ۔ ابن حماد کے شاگرد یوسف الشجری نے دو اور رسم الخط ایجاد کیے یعنی

خط خفیف ثلث، خفیف الثلثین

خلیفہ مامون الرشید کے وزیر فضل بن سہل نے اس کو سرکاری خط قرار دے کر اس کا نام خط ریاسی تجویز کیا۔ اسی دور کے خطاط الاحول المحرر نے ریاسی خط سے بہت سے خط ایجاد کیے مثلاً:

ثلث، نسخ، محقق، ریحانی، رقاع، توقیع،

عہد عباسیہ کے مشہور خطاط ابو علی محمد بن علی ابن الحسین بن محمد بن مقلہ بغدادی (م ۳۲۸ھ)

Marfat.com

نے خطاطی کے اصول و ضوابط مقرر کیے ـــــــــ یہ شکستہ خطاطی کا استاد اول مانا جاتا ہے۔

ـــــــــ اس نے ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو خط المنسوب کا نام دیا گیا ـــــــــ

حاجی خلیفہ نے اس خط کو خط بدیع کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہی خط آگے چل کر خط نسخ کہلایا کیونکہ اس نے اپنے سے پہلے سارے اسالیب کو عملاً منسوخ کر دیا اور سب پر حاوی ہو گیا۔

ـــــــــ نویں صدی عیسوی تک شکستہ خطاطی کے ۲۰ سے زیادہ اسالیب متعارف تھے

ـــــــــ ابن مقلہ کے تلامذہ میں عبداللہ بن اسد بن القاری اور محمد بن السحستانی نے شہرت پائی

عبداللہ بن اسد کے شاگرد ابوالحسن علی بن ہلال المعروف بہ ابن البواب نے اپنے دادا استاد کے خط المنسوب کے بعد خط المنسوب الفائق ایجاد کیا ـــــــــ اسی عہد کے مشہور خطاط، یاقوت المستعصمی (۶۹۶ھ) نے خط ثلث سے خط یاقوتی ایجاد کیا جو سب خطوط پر سبقت لے گیا ـــــــــ یاقوت مستعصمی کا پورا نام جمال الدین المجد یاقوت بن عبداللہ المستعصمی تھا۔

ـــــــــ

اسلامی خطاطی جس کو ابن مقلہ نے باضابطہ قائم کیا اور ابن البواب (م ۴۱۳ھ) نے جس کو حسن بخشا اور جس نے یاقوت المستعصمی کے ہاتھوں کمال حاصل کیا اب ایک نئے دور میں داخل ہوا اور خط تعلیق اور خط نستعلیق ایجاد ہوئے ـــــــــ اس کے علاوہ خط مغربی، کیروان میں ایجاد ہوا ـــــــــ جو شمالی مغربی افریقہ اور مسلم ہسپانیہ میں پھیل گیا۔ اس کے چار اسالیب ایجاد ہوئے یعنی: ـــــــــ

قیروانی، اندلسی، فاسی، سوڈانی،

چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں خط بہاری ایجاد ہوا ـــــــــ

اور پھر چین میں خط صینی ایجاد ہوا ـــــــــ دور عثمانیہ میں شیخ عبداللہ الاماسی (م ۱۵۲۰ء) عظیم خطاط گزرا ہے، اس کا شاگرد احمد فرح صاری نے خطاطی کے بہت سے نمونے یادگار چھوڑے ـــــــــ ترکی اور دوسرے مقامات پر جو خطوط ایجاد ہوئے ان سب میں

سابقہ اسالیب میں مندرجہ ذیل کا اضافہ ہوا ——————

خط شکستہ، خط شکستہ آمیزی، خط دیوانی، خط جامی

خط شکستہ، شفیع ہراتی سے منسوب کیا جاتا ہے —————— خط دیوانی پندرہویں صدی عیسوی میں ایجاد ہوا —————— ابراہیم منیف اس کا موجد تھا —————— دیوانی سے دیوانی جالی، یا ہمایونی نکلا —————— خط نستعلیق اور ریحانی سے ملا کر خط زلفی عروسی ایجاد کیا گیا۔ —————— اس کے علاوہ، خط گل زار خط مثنی، خط طغرا ایجاد ہوئے۔ جدید رسم الخطوں میں خط سنبلی اور خط النار بھی ہیں —————— سرکاری خط و کتابت کے لیے ترکی میں خط سیاقت ایجاد ہوا، خط حروف التاج سابقہ خطوط سے زیادہ جدید ہے —————— محمد شاہ فواد اول کے لیے مصر میں محمد محفوظ خطاط نے ایجاد کیا —————— الغرض قرآن کیا آیا طرح طرح کے خطوط ایجاد ہوئے[۱] ——————

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں جب ایشیا پر مغلوں کا غلبہ ہوا اور مملکتیں وجود میں آئیں تو خط نے بھی ایک پہلو بدلا اور خط نسخ اور تعلیق کو ملا کر ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو نسخ تعلیق کہا گیا جو بعد میں نستعلیق کہلایا گیا —————— میر علی تبریزی نے جو امیر تیمور کے عہد کا مشہور خطاط تھا اسکو اوج کمال پر پہنچایا ——————

اور اس کے بعد میر علی ہروی (م ۹۵۱ھ) نے اس میں اور جدتیں کیں ——————

(ب)

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں فن خطاطی کو خوب عروج حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ انھوں نے خطاطوں کی حوصلہ افزائی کی بلکہ اس فن میں خود کمال حاصل کیا چنانچہ سلطان مسعود بن سلطان

---

[۱] تھامس اینڈ ہڈسن: اسلامک کیلیگرافی، مطبوعہ لندن ۱۹۷۸ء، ص ۱-۳۱

محمود غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود (۱۲۴۵ء/۱۲۶۶ء) بابر بادشاہ (۱۴۸۳ء/۱۵۳۰ء) خود خطاط تھے بلکہ موخرالذکر نے تو ایک خط ایجاد کیا جو خط بابری کہلایا۔ جہانگیر کے دور میں شہزادہ خسرو اور شہزادہ پرویز نے اس فن میں نام پیدا کیا۔ شاہجہان بادشاہ کی اولاد میں اورنگ زیب عالمگیر، دارا شکوہ، زیب النساء وغیرہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے تھے۔ ــــــ اورنگ زیب خط نسخ و نستعلیق دونوں کا ماہر تھا۔ اس نے پورا قرآن لکھ کر مسجد نبوی میں پیش کیا ــــــ تخت نشینی کے بعد ایک قرآن لکھ کر کعبۃ اللہ کی نذر کیا ــــــ

آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر فن خطاطی میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے شاگردوں میں سید حافظ امیر الدین اور مولانا امتیاز علی زبردست رقم شہرۂ آفاق ہوئے ہیں ــــــ خط نستعلیق کے مشہور خطاط السید محمد امیر رضوی عرف میر پنجہ کش (م ۱۸۵۷ء) اسی دور میں ہوئے ہیں جن کے شاگردوں میں آغا مرزا دہلوی اور عباد اللہ بیگ بلند پایہ خوشنویس ہوئے ــــــ

جدید خطاطوں میں ابن کلیم نے خط رعنا کو جنم دیا ــــــ صادقین نے تصویری خطاطی کو عروج بخشا۔ انور زرولیت نے خطاطی میں تجریدی انداز اختیار کیا۔ اسلم کمال نے صحرائی خط کو حسن بخشا[11] ــــــ

[11] (ا) ابن ندیم: الفہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

(ب) ابن کلیم: تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ ۱۹۶۷ء

(ج) جہانگیر: تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

(د) مولانا غلام طیب: اسلامی آرٹ اور فن تحریر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء (ھ) بابر: تزک بابری

(و) ابوالفضل: آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

(ز) جیمز زوڈ یارڈ: اسلامی آرٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۷۳ء

(ح) ایس ایم اکرام: کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء

(ط) گلنار آزاد: کالی خیالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۵ء

انور انصاری اور گل بجاتے نے بھی ندرتیں پیدا کیں

پاک و ہند میں قرآن حکیم کی کتابت میں جو ماہرین فن ممتاز نظر آتے ہیں ان میں سے چند کے نام اوپر گزرے بعض کے نام یہ ہیں :

سلطان ابراہیم غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود، عبداللہ صیرفی
عبدالباقی یاقوت رقم، حافظ محمد حسین لاہوری، سید عنایت اللہ حسینی
محی الدین اورنگ زیب، حاجی محمد اسمٰعیل ماژندرانی محمد عارف .
یاقوت رقم، قاضی عصمت اللہ خاں، آغا غلام رسول کشمیری ،
سید جلال الدین حیدر مرصع رقم، منشی محمد ممتاز علی نزہت رقم
حافظ سید امیر الدین دہلوی، غلام رسول عادل گڑھی، سلطان القلم
مولانا محمد قاسم رجانوی مولانا امام الدین گیلانی، منشی محمد امام الدین
میاں عبدالرشید محبوب رقم مولانا محمد حسین عادل، حکیم سید نیک
عالم شاہ، فاطمۃ الکبریٰ ——— پیر عبدالحمید، محمد شریف رجانوی
شریف احمد شرافت نوشاہی وغیرہ وغیرہ[1]

فن خطاطی کے ماہرین کو مختلف القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے جس سے فن خطاطی میں ان کی پہچان ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل القاب نظر آتے ہیں :

شیریں رقم (خواجہ عبداللہ) زریں قلم (محمد حسین کشمیری) مشکیں رقم
(میر عبداللہ) ہفت قلم (محمد اصغر) زریں رقم (ہدایت اللہ)
جواہر رقم (علی خاں تبریزی) یاقوت رقم (محمد عارف)

---

[1] انور حسین نفیس رقم، خطاطان قرآن، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) قرآن نمبر ۱۹۶۹ء، ۲، ۵، ص ۸۵

Marfat.com

سلطان القلم (محمد قاسم لدھیانوی) مرتعش رقم (بندہ علی) انتخاب رقم
(قدرت اللہ) محبوب رقم (بدرالدین علی خان) پرویں رقم (عبدالمجید)
نزہت رقم (ممتاز علی) مرصع رقم (بدرالدین علی خان) پرویں رقم
(عبدالمجید) الماس رقم (منشی محمد صدیق) ہفت رقم، حافظ
محمد یوسف دہلوی) نفیس رقم (انور حسین) انیس رقم (منیر احمد)
نادر القلم (عبدالواحد) گوہر رقم (خورشید عالم) سید القلم،
(محمد اشرف علی) وغیرہ وغیرہ

المختصر فن خطاطی پاک و ہند میں گو عربوں اور ایرانیوں کے وسیلے سے آیا مگر اس خطے کے اہل کمال نے اس فن کو وہ عروج بخشا اور وہ بوقلمونی عطا کی جو اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ——— انہوں نے اس میں مختلف ایجادات بھی کیں مثلاً:———

خط غبار، خط ماہی، خط سنبل، خط ریحان، خط طغرا، خط پیچاں،
خط آرام، خط ناخن وغیرہ

اس وقت عالم اسلام میں فن خطاطی میں پاکستان کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہاں بڑے بڑے اہل کمال موجود ہیں ——— ایک اندازے کے مطابق یہاں پندرہ ہزار خطاط و خوشنویس موجود ہیں جو نہ صرف روایاتی خطاطی پر عبور رکھتے ہیں بلکہ جدید خطاطی میں بھی کمال رکھتے ہیں اور نئی نئی ایجادات کرتے جاتے ہیں [1]———

---

[1] ایضاً ج ۲

Marfat.com

قرآن نے آتے ہی انسان کو لوح وقلم کی طرف متوجہ کیا اور جب مسلمانوں نے قلم سنبھالی تو ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ قرآن سے مسلمان کو والہانہ محبت ہے، وہی ان کا مرکز نگاہ ہے، جمال وزیبائی کے سارے زیور اس کی آرائش وزیبائش پر صرف کر کے اس کو ایسا حسین وجمال بنا دیا کہ جو دیکھتا ہے عش عش کر اٹھتا ہے ——— پھر یہی نہیں کہ کاغذ وقرطاس کو آیات قرآنی سے سجایا گیا بلکہ مسجدوں میں، مقبروں میں، مزاروں میں، میناروں میں، پتھروں میں، لکڑیوں میں، شیشوں میں، کپڑوں میں، ہتھیاروں میں، سکوں میں، غرض ہر جگہ آیات قرآنی کے ایسے ایسے حسین جلوے دکھائے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے ——— حیرت پہ حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے ——— پھر کتابت قرآنی میں مختلف حیرت انگیز کارنامے دکھائے ——— پورا قرآن پاک ایک انڈے کے چھلکے پر لکھا گیا ——— تین سورتیں گیہوں کے ایک دانے پر لکھی گئیں ——— تیمور نے عمر اقطار سے اتنا چھوٹا قرآن لکھوایا کہ انگوٹھی کے نگینے میں آگیا اور اس سے بڑا قرآن بھی لکھوایا جس کی چوڑائی ایک میٹر تھی ———

(ج)

عجائب القرآن بھی خطاطی کا ایک شہ کار ہے جس میں خطاطی کی چودہ سو سالہ تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے یہ شہ کار پنجاب کے ممتاز خطاط خورشید عالم گوہر نے پیش کیا ہے جن کا سلسلہ تلمذ اپنے عہد کے ممتاز خطاطوں سے ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں ؛ ———

مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سید محمد امیر رضوی المعروف میر پنجہ کش آسمان خطاطی پر آفتاب بن کر چمکے، ان کے تلامذہ میں آغا مرزا دہلوی، عباد اللہ بیگ، بدر الدین، مرصع رقم تھے۔ آغا مرزا دہلوی میرے استاد مکرم سید اسمٰعیل دہلوی کے استاد تھے اور اس حوالے سے ایک

Marfat.com

واسطے سے میرا تعلق میر پنجہ کش سے ملتا ہے، استاد مرحوم سے میرا کافی تعلق رہا اور نستعلیق، ثلث، نسخ، کوفی، دیوانی، محقق، شکستہ رقاع، اور دیگر خطوں کی تربیت ... ملی، نستعلیق کی کچھ تربیت حافظ یوسف سدیدی سے حاصل کی، نظری استفادہ ہاشم محمد الخطاط مرحوم (عراق) عبدالعزیز الرفاعی مرحوم، سید ابراہیم (مصر) حافظ ایتاج مرحوم (ترکی) سے کیا ہے[1]

اس میں شک نہیں کہ گوہر رقم نے صفحۂ قرطاس پر موتی بکھیرے ہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے۔ اتنے سارے خطوط کا ایک ہی خطاط کے قلم سے لکھا جانا اور اس کمال و مہارت کے ساتھ گویا اس نے ہر خط کے لیے مدتوں ریاضت کیا ہے سخت حیران کن ہے ———

راقم نے اپریل ۱۹۸۴ء میں مدینہ کمیٹی کے سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر اسلام آباد حاضر ہو کر خانقاہ خیریہ میں اس کے پہلے پارے کی زیارت کی ہے جس میں تقریباً ۳۰۰ رسم الخط استعمال کئے گئے ہیں اور جس کا وزن اندازاً ۴ سو من ہوگا۔ یہ قرآن پاک فن کتابت کے لحاظ سے، تقطیع کے لحاظ سے، حجم کے لحاظ سے، وزن کے لحاظ سے عجیب سے عجیب تر ہے ——— خورشید عالم گوہر رقم لکھتے ہیں:

> قرآن مجید کا نسخہ عجائب القرآن (۲۰۰ سو ورقی) کا یہ پہلا پارہ خطاطی کی مندرجہ بالا تاریخ کا حسین مرقع ہے اور راقم الحروف کا تحریر کردہ ہے بجا طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر ۱۴۰۰ سو برس میں نظر نہیں آتی ——— ۳۰۰ رسم الخط میں آج تک کوئی خطاط نہ لکھ سکا اور میں اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جس نے

---

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

Marfat.com

مجھ جیسے گنہگار کو یہ سعادت عطا فرمائی [1] ـــــــــــ

جناب الحاج شہزاد حسین بٹ قادری (صدر مدینہ قرآن کمپنی) نے عجائب القرآن کے پہلے پارے میں "تشکر" کے زیر عنوان گوہر رقم کے دعوے کی تصدیق و توثیق کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے: ـــــــــــ

مقام حیرت ہے کہ پاکستان کے اس قابل احترام نامور خطاط نے
صرف پندرہ دنوں میں ۳۰۰ سو اقسام خط میں پارہ لکھ کر خطاطی
کی تاریخ میں انمٹ نقش ثبت کر دیا ـــــــــــ
یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی خطاط ایسا
نہیں گزرا جس نے اتنے رسم الخط تحریر کیے ہوں ـــــــــــ
گوہر صاحب کا خطاطی میں قائم کردہ ریکارڈ قابل ستائش
ہے [2] ـــــــــــ

خورشید عالم گوہر رقم نے اس قرآن پاک میں فن خطاطی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے اور مندرجہ ذیل خطوط استعمال کیے ہیں۔ پھر ہر خط میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ بعض خطوط میں تو ایک ہی خط کو کئی کئی انداز سے لکھا ہے گویا جس طرح شاعر کو آمد ہوتی ہے اور وہ بیک وقت دو غزلہ، سہ غزلہ لکھتا ہے تا آمد کی یہی کیفیت خورشید عالم گوہر رقم کو میسر آئی اور انہوں نے جو کچھ لکھا بقول خود عالم کیف میں لکھا اور اس میں شک نہیں کہ اس کیف میں سرپرست اعلیٰ حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی توجہ کاملہ کا پورا پورا دخل ہے، راقم نے خود ان کی صحبت میں تاثیر پائی ـــــــــــ

---

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

[2] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، عکس ۱۹۸۲ء، ص ۲

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝٣٦

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ

عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝٣٧

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

Marfat.com

لادم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكفرين ۝

وقلنا يادم اسكن انت وزوجك الجنة و

كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه

الشجرة فتكونا من الظلمين ۝ فازلهما

الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا

اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الارض

لادم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكفرين ۝ وقلنا يادم اسكن انت وزوجك الجنة وكلا منها
رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين ۝ فازلهما الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا
فيه وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الارض

Marfat.com

گوہر رقم نے عجائب القرآن میں یہ خطوط استعمال کیے ہیں :

خط اجارہ، خط تعلیق، خط ثلث، خط ثلث جدید، خط دیوانی جدید

خط دیوانی منقش، دیوانی قدیم، خط رقاع، خط ریحانی، خط شکستہ

خط شجر دار، خط عماراتی، خط غبار، خط طغراء، ثلث، خط طغرائے

قدیم، خط طغراء، خط کوفی قدیم، خط کوفی جدید، خط کوفی منقش،

خط محقق، خط مغربی، خط ماہی خط مجموعہ، خط نسخ ———

وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ عجائب القرآن حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی سرپرستی اور توجہ خاص کا پورا پورا دخل ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً ان کے حالات اور شمائل وخصائل بیان کر دیے جائیں تاکہ قارئین کرام عجائب القرآن کے پس منظر میں کام کرنے والی اس روحانی قوت سے بھی آشنا ہو جائیں جو اس مہم میں قدم قدم پر رہنمائی کرتی رہی ———

(۵)

حضرت کا اسم گرامی عبداللہ ہے، کنیت ابوالخیر اور لقب محی الدین — ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء کو پشاور (صوبہ سرحد، پاکستان) میں ولادت باسعادت ہوئی ——— والد گرامی کا اسم شریف حاجی محمد جان اور عرف بابا جی ہے جو بقید حیات ہیں اور صاحب دل ہیں اسی لیے موصوف نے اپنا مال اور اپنے عزیز صاحب زادے حضرت خواجہ عبداللہ جان مدظلہ العالی کو تبلیغ وارشاد کے لیے وقف کر دیا ہے حضرت باباصاحب ایک فیکٹری کے مالک ہیں لیکن مزدوروں پر ایسے رحیم وکریم دور جدید میں جس کی مثال ملنا مشکل ہے ——— راقم دولت کدے پر حاضر ہوا ہے اور زیارت سے

Marfat.com

مشرف ہوا ہے ــــــــــ

حضرت خواجہ عبداللہ جان نے عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی مگر تعلیم ہی کے دوران والد ماجد نے صوفی نواب الدین صاحب علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندی میں بیعت کرا دیا۔ موصوف نے حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ "محمد" کا اضافہ فرمایا اور ۱۹۵۴ء میں ۱۶ سال کی عمر میں خلافت سے نوازا ــــــــــ حضرت خواجہ کو سات سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے ــــــــــ

سلاسل قادریہ، چشتیہ، صابریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، علویہ، میں مولانا میرا گل علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل ہے ــــــــــ حضرت پیر ضامن نظامی دہلوی نے چشتیہ نظامیہ میں اجازت وخلافت سے نوازا ــــــــــ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا محمد اللہ خان صاحب نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا ــــــــــ سلسلہ قادریہ رضویہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدینہ منورہ نے اجازت وخلافت سے نوازا ــــــــــ

حصول خلافت کے بعد آپ نے بیرون ملک دورہ کر کے سلسلے کی اشاعت فرمائی، گم گشتگان راہ کو ہدایت بخشی، بے غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا، سرہند شریف حاضر ہوئے متعدد بار پاک و ہند، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا، انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی، اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ اب تک آٹھ بار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں [1] ــــــــــ

موصوف اپنی مجالس میں ذکر جہر کراتے ہیں جو تاثیر سے خالی نہیں۔ دور جدید میں شیطانی آوازوں نے فضاؤں کو مسموم کر رکھا ہے، یہ رحمانی آوازیں فضاؤں کو معطر و معنبر کرتی ہیں اور

---

[1] پروفیسر خالد امین مفتی الخیری : سلسلۂ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) اور دیگر ماخذ ــــ

انسان خود کو ایک نئے جہان میں محسوس کرتا ہے اور اصلاح حال کی صورت پیدا ہوتی ہے ——— آپ کی مجالس میں امیر سے لے کر فقیر تک، مخدوم سے لے کر خادم تک، افسر سے لے کر چپڑاسی تک سب آتے اور فیض پاتے ہیں ۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریف (پشاور) آستانۂ خیریہ (اسلام آباد) خاص مراکز ہیں ۔

حضرت خواجہ مدظلہ العالی بڑے بلند اخلاق ہیں، شیخ وقت ہیں مگر مزاج میں عاجزی و انکساری ہے، طبیعت میں برداشت ہے، ناگوار باتوں کو اس طرح سہہ لیتے ہیں جو اہل اللہ کے شایان شان ہے، بے نیاز ہیں مریدوں کے مال پر نظر نہیں، اُن کے دل پر نظر ہے ۔ دیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں تو دینے کے لیے ——— کلام میں اثر ہے صحبت میں تاثیر متانت و سنجیدگی چہرے سے مترشح ہے ——— عارفانہ و عالمانہ کلام کرتے ہیں دوسرے کا کلام توجہ سے سماعت فرماتے ہیں متکبر و خود پسند نہیں ——— نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا بہترین نمونہ ہیں ——— مطالعہ کا بڑا شوق ہے، پشاور میں دولت کدے پر بہترین کتابوں کا ذخیرہ ہے جس سے علمی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس دور مجاز پرست میں کتابوں کو کم ہی پوچھا جاتا ہے ——— حضرت خواجہ کے دربار میں دولت کی پوچھ نہیں، محبت کی پوچھ ہے ——— علم و دانش کی پوچھ ہے ——— یہاں علماء کے گلوں میں روپوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں ——— حضرت خواجہ کے تربیت یافتہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں ——— اسلام آباد اور پشاور کے علاوہ کئی مراکز ہیں جہاں آپ کے متوسلین و مریدین تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں ۔

اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ ہی انسان بناتے ہیں ——— ان کی خانقاہیں بہترین تربیت گاہیں ہیں ——— کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، شاید دماغ بنتے ہوں گے مگر دل نہیں بنتے ——— انسان نہیں بنتے ——— انسان بننا ہے تو

Marfat.com

انسانوں کی صحبت میں بیٹھا ہوگا ——— اس راز کو جس نے پالیا اس نے فقیری کو شاہی پر ترجیح دی بلاشبہ ——— ———

در بارِ شہنشاہی سے خوش تر
مردانِ خدا کا آستانہ

(ھ)

عجائب القرآن کے کاتب جناب خورشید عالم گوہر قلم خوش قسمت ہیں کہ ایک مردِ مومن نے ان کی سرپرستی فرمائی اور انہیں کی سرپرستی میں انھوں نے کام مکمل کیا ——— ان کے کام کی تفصیل تو اوپر گزر چکی ہے ——— مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر احوال بھی لکھ دیے جائیں ——— کیوں کہ دورِ جدید کا قاری یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ لکھنے والا کون ہے ———؟

جناب خورشید عالم گوہر قلم ۱۹۵۶ء میں ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم پائی، کچھ عرصے دینی تعلیم بھی حاصل کی ——— سید اسمٰعیل دہلوی سے خطاطی میں مشق لی، کچھ عرصے حافظ محمد یوسف سدیدی کے پاس بھی مشق کی ——— کتابت کی مشق کے ساتھ اخبارات و رسائل کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے ——— اس کے علاوہ کتابوں کے سرورق، طغروں، کیلنڈروں اور عمارتوں، پتھروں کے لیے بھی لکھتے رہے ——— موصوف کے قطعات، ماسکو میوزیم (روس)، لندن میوزیم (انگلستان) اور اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہیں ——— عجائب القرآن کا منصوبہ آپ کے خیال میں آیا اور پھر عمل میں لایا گیا ——— پہلا پارہ جس کا وزن سو امن کے قریب ہے اور جس میں تقریباً ۳۰۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے، خواجہ عبداللہ جان کی خدمت میں پیش کیا اور تیسواں پارہ دربارِ عالیہ موہری شریف میں پیش کیا گیا ———

Marfat.com

خورشید عالم گوہر قلم کا ۲۸ سال کی عمر میں اساتذہ فن سے تین چار سال کی مشق کے بعد اتنے بہت سے خطوط میں یہ کمال پیدا کر لینا کہ اہل فن دیکھ دیکھ کر حیران ہوں سخت حیران کن ہے ——— یہ کمال کسبی نہیں وہبی معلوم ہوتا ہے ——— راقم خود حیران تھا مگر دیکھنے والوں نے بتایا کہ واقعی ہم نے یہ قرآن اُن کو لکھتے دیکھا ہے ——— راقم نے اسلام آباد سے لاہور فون پر اُن سے بات کی اور یہ سوال کیا کہ اتنے خطوں میں اتنی مہارت حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا ——— انہوں نے فرمایا جب لکھتا ہوں تو ایک کیف کا عالم طاری ہوتا ہے قلم خود لکھتا چلا جاتا ہے۔ سچ ہے ایک شاعر یا ناثر پر بھی یہ وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے پھر وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا ———

المختصر جناب خورشید عالم گوہر قلم ہم سب کی طرف سے دلی مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایسے ہنرمندوں کی ہمت افزائی کی جانی چاہیئے اور یہ حوصلہ افزائی حکومت وقت کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کیوں کہ حوصلہ افزائی سے علوم و فنون ترقی کرتے ہیں اور ناقدری سے مرتے چلے جاتے ہیں ———

خطاطی ایک ایسا فن ہے جو ادب و دین سے بیگانہ نہیں ہے بلکہ یگانہ اور مثال زمانہ گوناگوں ہے ——— اس کا ماہر جب ڈوبتا ہے تو گوہر ہائے آبدار نکالتا ہے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، بلاشبہ ؎

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے بحر بیکراں پیدا

اِخْتَتَامِیَہْ

(۱)

براعظم ایشیا ہو یا افریقہ، یورپ ہو یا آسٹریلیا، جنوبی امریکہ ہو یا شمالی امریکہ —— دنیا کا کوئی گوشہ اور کوئی بھی خطہ ہو —— جہاں انسان بستے ہیں وہاں دکھ درد کی بات بھی ہوتی ہے —— وہاں ہمدردوں اور دردمندوں کی بھی تلاش ہوتی ہے ——

انسان کو انسان بناتا ہے —— کچھ انسان، انسانوں کی کتابیں پڑھ کر بنتے ہیں کچھ انسان، انسانوں کی صحبت میں بیٹھ کر بنتے ہیں —— مگر وہ انسان کہاں سے لائیں جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو —— ہر انسان اپنی بات کر رہا ہے، اپنے ملک کی بات کر رہا ہے، اپنی قوم کی بات کر رہا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہ وسعت نہیں —— اس کے دل میں وہ پھیلاؤ نہیں کہ دنیا کا ہر مظلوم دبے کس سما سکے —— یہ مسئلہ حل ہو تو کیوں کر ہو؟ ——

اصل مسئلہ قوت کے ارتکاز کا ہے —— ارتکاز ایک انسان میں یا چند انسانوں میں؟ —— صاحب اقتدار ایک انسان یا چند انسان —— جس مصنف کو انہوں نے پڑھا ہے جس انسان کی صحبت میں رہے ہیں —— جس ماحول میں انھوں نے پرورش پائی ہے —— وہ اسی کی بات کرتے ہیں —— بات یہاں

Marfat.com

سے چلتی ہے ــــــ دائرے یہاں سے تنگ ہوتے ہیں ــــــ پھر اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ سارا عالم نکل جاتا ہے صرف چند انسان اور ان کی قوت کا لوہا ماننے والے چند غلام رہ جاتے ہیں ــــــ

اسلام چاہتا ہے کہ اہل عالم ملے جلے رہیں ــــــ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ــــــ ایک دوسرے کے قریب رہیں ــــــ اس لیے وہ مذہبی وحدت کا قائل ہے ــــــ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب آنے والے اسلام ہی کا پیغام لے کر آئے ــــــ یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے ــــــ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی یہودیوں کا مذہب تھا ــــــ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی عیسائیوں کا مذہب تھا ــــــ موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ــــــ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ــــــ اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی زبانوں میں اسلام ہی کا پیغام سنایا ــــــ وہ اپنی طرف سے دوسرا کوئی پیغام نہ لائے ــــــ آج بھی ان کے پیغاموں میں آسمانی جھلک نظر آتی ہے ــــــ مگر ان کے ماننے والوں نے ان کو تو یاد رکھا اور ان کے پیغام کو بھلا دیا ــــــ بات یہاں سے بگڑی ــــــ اس سلسلے کی ہر کڑی ایک دوسرے سے وابستہ اور مسلسل و مربوط تھی ــــــ مگر ایک کے ماننے والوں نے دوسروں کا انکار کیا ــــــ اس طرح کڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور نئے نئے مذاہب بنتے چلے گئے ــــــ افراتفری پھیلتی چلی گئی ــــــ اتحاد و اتفاق عنقا ہو گیا ــــــ بلکہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہو گیا ــــــ کیا اچھا ہو کہ دنیا کے سارے لینے والے اپنے خدا کے اس پیغام پر لبیک کہیں جو جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے، جس میں ہر زمانے اور ہر قوم کے مسائل کا حل موجود ہے ــــــ جس میں تجربوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے ــــــ

Marfat.com

ے
صد جہان تازہ درآیات اوست
عصرہا پیچیدہ درآیات اوست

صدیوں کے بعد جو معلوم ہو سکتا ہے وہ لمحوں میں دکھا دیا ہے ——— یہ بات دل میں رکھنی چاہیے کہ اسلام کسی مذہب کا مقابل نہیں بلکہ ہر آسمانی مذہب کی اصل ہے جو چلا یہاں سے چلا، پھر بہکتا گیا ——— الگ تھلگ ہوتا گیا ———

(ب)

اسلام انسانیت کے لیے ہے، انسانیت نے اس کو نہ اپنایا تو خود انسانیت کا نقصان ہے، اسلام کا کوئی نقصان نہیں ——— وہ ایک ضابطۂ حیات ہے ——— ایک شخص منزل تک پہنچنا چاہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ جہاز میں سوار ہو جاؤ جلد پہنچ جاؤ گے مگر وہ کہتا ہے میں تو بیل گاڑی میں جاؤں گا ——— تو اس میں نقصان جہاز کا نہیں خود مسافر کا ہے ——— اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو منزل تک جلد اور با عافیت پہنچا دیتا ہے اور راستے کی ہر کلفت سے بے نیاز کر دیتا ہے ——— ہم غیر قوموں کے قوانین اپناتے ہوئے ہچکچاتے نہیں ——— آج دنیا کے اکثر قوانین بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر قرآن سے مستفید ہیں تو پھر قرآن کو اپناتے ہوئے ہم تعصب و تنگ دلی کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں؟ ——— انسانیت کی مجموعی فلاح کے لیے ہم کو تعصب و تنگ دلی کا پردہ اٹھانا ہوگا اور اس میں شک نہیں دنیا کی بعض حکومتوں نے اپنے قوانین میں قرآن حکیم کے اصول و ضوابط شامل کیے ہیں مگر یہ سب کچھ چوری چھپے کیا گیا ہے ———

جب یہ حقیقت ہے تو اس کا برملا اظہار کیا جانا چاہیے، عقل یہی کہتی ہے کہ اسلامی انقلاب سے دنیا کا ہر انقلاب متاثر ہوا ہے ———

Marfat.com

(ج)

علم و دانش کی اس دنیا میں جنگل کا قانون نہیں چل سکتا ——— انسان کا قانون چلتا ہے،
——— مگر انسان کے احوال بدلتے رہتے ہیں ——— رجحانات بدلتے رہتے ہیں
——— کیفیات بدلتی رہتی ہیں ——— پھر تو موں میں وہ رنگارنگی کہ ایک کا رنگ
دوسرے کو نہیں بھاتا ایک کی ڈگر پر دوسرا نہیں چلتا ——— راہیں الگ الگ ———
رنگ الگ الگ ——— بنے تو کیوں کر بنے؟ ——— ایسا رنگ کہاں سے لائیں
کہ سب کا من بھاتا ہو؟ ——— جو سب کی آنکھ کا تارا ہو ——— جو سب کے
دلوں کا سرور ہو ——— اور ایسی ڈگر کہاں سے لائیں جس پر ہاتھ ملائے سب ساتھ
ساتھ چل نکلیں ——— فاصلے سمٹ گئے ——— زمانے سکڑ گئے ———
——— ہاں، جسموں کے فاصلے گھٹ گئے مگر روحوں کے فاصلے بڑھ گئے ———
من، تن سے دور ہو گیا ——— تن، من سے چھوٹ گیا ———
ہاں اے زندگی سے بھاگنے والو! ——— اور ہاں اے دنیا کی زندگی کو
سب کچھ سمجھنے والو! ——— ایک جہان اور بھی ہے ——— ایک مکاں
اور بھی ہے ——— یہی سب کچھ نہیں ——— اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی پتھروں اور جانوروں
کی طرح زندگی گزارتے ——— ہر قانون سے آزاد ہوتے ——— ہر تکلیف
سے آسودہ حال ہوتے ——— حیف! ہم اتنے تنگ نظر کیوں ہو گئے ———
ہمارے پیچھے بھی وسعتیں ہیں، ہمارے آگے بھی وسعتیں ہیں ——— آنکھیں کھولو
ہوش سنبھالو ——— ایٹم کی طاقت کا پتہ لگانے والو! من کی قوت
کا بھی پتا لگاؤ ——— روح کی وسعت کا بھی پتا لگاؤ ——— اُٹھو اس سرچشمہ
ہدایت کی طرف چلو جہاں زمانے سمٹ رہے ہیں ——— عقل حیران ہے

—— یہ کیا ہو رہا ہے؟

اے دنیا کے انسانو! —— اے دکھ درد کے مارو! ——

اے پھولوں کی سیج پر سونے کی آرزو میں کانٹوں پر لوٹنے والو! —— اے بے قرار نگاہو! —— اور اے مضطرب دلو! —— تمہارا خالق تم کو پکار رہا ہے —— تمہارا مالک تم کو پکار رہا ہے —— وہی رحمٰن ورحیم جو پیدا ہوتے ہی پردۂ غیب سے تمہارا رزق ظاہر کرتا ہے اور شکم مادر سے دودھ کی نہریں بہاتا ہے —— وہی رازق وکریم جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو تمہارے لیے زمین سے طرح طرح کے اناج، میوے اور پھل نکالتا ہے —— وہی خالق ومالک جب تمہارا دل پیاسا ہوتا ہے —— تمہاری روح بھوک سے بیقرار ہوتی ہے تو پہلے ہی خوان نعمت رکھا ہوتا ہے —— جو من کی پیاس بجھاتا ہے اور روح کی بھوک مٹاتا ہے —— شعور زندگی کے ساتھ تم کو وقار زندگی بخشتا ہے —— تم اس خوان نعمت کو چھوڑ کر کہاں جارہے ہو؟ ——

انسان انسان کو کھائے جا رہا ہے —— انسان انسان کو دبائے جا رہا ہے —— انسان انسان کو سلائے جا رہا ہے —— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو اٹھاتا ہے —— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو جگاتا ہے؟ —— تمہارے حوصلے بلند کرتا ہے —— تمہیں زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جاتا ہے —— نہیں نہیں زمین ہی پر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے۔

آؤ آؤ! ذرا اس خوان نعمت کو بھی دیکھو! —— حقیقت کے پردے اٹھاؤ —— عبدیت کی رکاوٹیں مٹاؤ —— قریب آ جاؤ، بالکل قریب! ——

—— یہ تو دیکھو، تمہارا رب تم کو بلا رہا ہے —— اسی کے بندے

Marfat.com

اور اسی کی جناب سے ایسے بیگانہ! ———— تم نے یہ کیسا انداز زندگی اختیار کیا ہے؟
———— ذرا سوچو تو سہی؟ ———— غور تو کرو! ———— ہاں زمانہ تم کو پکار
رہا ہے، بہاریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں ———— روشنیاں بچھی جا رہی ہیں ————
خوشبوئیں پھیل جا رہی ہیں ———— آنکھیں پُر نور ہو رہی ہیں ———— دماغ معطر ہو
رہے ہیں ———— آج زندگی، زندگی معلوم ہو رہی ہے ———— کہ ایک نئی
بہار آ رہی ہے ———— بہار حسن و جمال! اس حسن جہاں ساز کی کیا بات! ————
جب اُس حسن نے «نور» میں جلوہ دکھایا تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا پیکر نورانی جلوہ
افروز ہوا ———— جب اُس حسن نے «ذرّے» میں جلوہ دکھایا تو آدم علیہ السلام جیسا
مسجود ملائک جلوہ گر ہوا ———— اور جب اُس حسن نے «نقطے» میں جلوہ دکھایا تو
قرآن عظیم جیسا عظیم شہکار جلوہ ریز ہوا ———— قرآن کیا نازل ہوا دل روشن ہو گئے
ذہن بیدار ہو گئے ———— مردہ زمینوں سے گل بوٹے نکلنے لگے
دیکھتے ہی دیکھتے بیاباں، گلستان بن گئے ———— جہاں ہو کا عالم تھا وہاں گویا
دبستان کھل گئے ———— ہر طرف چہچہے تھے ———— سب بولنے لگے،
———— سب چہکنے لگے ———— ہر علم میں بہار آئی ———— ہر فن پہ نکھار
آیا ————

اور علوم و فنون کا وہ سیلاب اُمڈا کہ صدیاں گزر گئیں تھمنے کا نام نہیں لیتا
———— بہتا چلا جاتا ہے ———— سیراب کرتا چلا جاتا ہے،
———— بیشک قرآن اور صاحب قرآن نے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا
———— ہر چیز نئی نئی معلوم ہونے لگی، آنکھ نئی، دماغ نیا، سیرت و کردار نئے،
جسم و جاں نئے، در و دیوار نئے ————
آج دنیا کا ہر انسان اس انقلاب کی بھیک مانگتا نظر آتا ہے ————

Marfat.com

بیشک صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بیداری ملی، روشنی ملی، ایمان ملا، زندگی ملی گویا سب کچھ مل گیا۔———

وہ دانائے سبل ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ
دسمبر ۱۹۸۴ء

Marfat.com

ماخذ و مراجع

القرآن الحکیم	
ابن اثیر علی بن محمد جزری	اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اوّل مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۹۰ھ / سنہ ۱۹۷۰ء
ابن حزم	کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۱۷ھ / سنہ ۱۸۹۹ء
ابن خلدون	مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر
ابن صاعد اندلسی، قاضی	طبقات الامم، مطبوعہ قاہرہ
ابن کلیم	تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ ملتان، سنہ ۱۹۶۹ء
ابوبکر واسطی، علامہ	الارشاد فی القرآت العشر
ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	السنن الکبری، جلد سوم
ابن ندیم	الفہرست، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۹ء
ابو حامد محمد بن محمد غزالی	احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۵۸ھ / سنہ ۱۹۳۹ء

Marfat.com

ابوالحسن	فتوح الھند والسند (سندھی ترجمہ از مخدوم امیر احمد) مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۴۹ھ سنہ ۱۹۳۰ء مطبوعہ مصر
ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	سنن ابوداؤد مطبوعہ کراچی سنہ ۱۳۸۹ھ / سنہ ۱۹۶۹ء
ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج
ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۴۲ھ / سنہ ۱۴۰۴ھ، مطبوعہ لاہور
ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم	المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند
ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری	طبقات الامم
ابوعبداللہ بن مسلم بن قتیبہ	معارف ابن قتیبہ، مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۳۴ء
ابوعبداللہ مالک بن انس	المؤطا، مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۸۳ء، (ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہجہان پوری مظہری)
ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع ترمذی، مطبوعہ دھلی
ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی الدارمی،	کتاب السنن، مطبوعہ کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ سنہ ۱۸۷۵ء
ابوعمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن عبدالبر قرطبی	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۶ھ سنہ ۱۹۱۷ء
ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی	تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ
ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی	فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ ومطبوعہ دمشق۔

ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی — الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ

ابوالفضل، شیخ — آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

ابی جعفر محمد بن جریر الطبری — تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) لیڈن ۱۹۶۴ء

ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی — الشمائل النبویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

ابی الفرج علی بن الحسن الاصبہانی — کتاب الاغانی، مطبوعہ قاہرہ

ابی یعلی، قاضی — الاحکام السلطانیہ،

ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی — حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ

ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبۃ الدینوری — المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء

احمد بن حنبل شیبانی — المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹ء

احمد بن محمد العمار الحسنی — مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریہ، مطبوعہ مصر ۱۹۶۹ء ۱۳۸۷ھ

احمد رضا خان، مولانا — جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء

احمد میاں برکاتی، مولانا — اسلام اور عصری ایجادات، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

احمد یار خان، مولانا — علم القرآن، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

اسماعیل حقی	تفسیر روح البیان، جلد ۹، مطبوعہ استانبول سنہ ۱۹۲۶ء
اسماعیل بن عمر الدمشقی	البدایہ والنہایہ، (تاریخ ابن کثیر)
اطہر مبارک پوری، قاضی	عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۸۱ء
افتخار احمد قادری، مولانا	فضائل قرآن، مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۹۸۱ء
افتخار احمد بلخی	تاریخ افکار و علوم اسلامی، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۸ء
الاصطخری	المسالک والممالک
بدر الدین محمود بن احمد عینی	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر
الباقلانی	اعجاز القرآن، مطبوعہ قاہرہ
البلاذری	فتوح البلدان
البیرونی	آثار الباقیہ
البیضاوی	انوار التنزیل واسرار التاویل، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۵۸ھ سنہ ۱۹۳۹ء
الزرکشی	البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۵۷ء
القاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان	وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۶۷ھ سنہ ۱۹۴۷ء

Marfat.com

المسعودی	مروج الذہب، جلد دوم
المسعودی	کتاب التنبیہ والاشراف
بزرگ بن شہریار	عجائب الهند، مطبوعہ لیڈن
جلال الدین سیوطی	الاتقان فی علوم القرآن، جلد اول، مطبوعہ کراچی جلد ثانی مطبوعہ مصر
جلال الدین سیوطی	جوامع الجوامع،
جلال الدین سیوطی	تفسیر در منثور، جلد اول، مطبوعہ مصر
جمن تالپور، ڈاکٹر	سنڌ جا اسلامی درسگاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ سنہ ۱۹۸۲ء
حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا	بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی
حنیفہ رضی، ڈاکٹر	عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۱ء
خالد ابن مخفی الخیری، پروفیسر	سلسلہ خیریہ، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۱ء
خرم علی، مولانا	ترجمہ مشارق الانوار
خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی بن ثابت	اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
خورشید عالم گوہر رقم	عجائب القرآن، پارہ اول، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۳ء
دائرۃ المعارف الاسلامیہ	جلد ۱۶، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری	الترغیب والترہیب، مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۹۰ھ / سنہ ۱۹۷۰ء
سلیمان ندوی، سید	عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۳۹۰ھ سنہ ۱۹۷۰ء

Marfat.com

شبلی نعمانی، مولانا	سیرۃ النبی، جلد اوّل، دوم، سوم، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء
صدیق حسن خان، نواب	فتح المغیث بفقہ الحدیث، مطبوعہ لکھنو
ظہیر الدین بابر بادشاہ	تزک بابری
عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی
عبد الرزاق نجفی	زید شہید، مطبوعہ نجف اشرف
عبد الصمد صارم الازہری	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور
عبد اللطیف رحمانی، مولانا	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عبد المصطفیٰ، علامہ	عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عرام بن الاصبغ سلمی	کتاب اسماء جبال تہامہ وسکانہا وما فیہا من القریٰ، مطبوعہ قاہرہ
علی اکبر	اسرائیل والنبوات فی القرآن، مطبوعہ انگلستان ۱۹۷۴ء
علی متقی علاؤ الدین ہندی	کنز العمال وسنن الاقوال، والاعمال، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۱۲ھ
غلام طیب، مولانا	اسلامی آرٹ اور فن تعمیر مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
غلام علی آزاد بلگرامی	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء

Marfat.com

گلزار آفاقی	مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء
محمد بن اسماعیل بخاری، ابو عبداللہ	صحیح بخاری، جلد اوّل، دوم، سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
	از ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
	مظہری، مطبوعہ کراچی، مطبوعہ مصر
محمد بن علوی المالکی الحسنی	حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء
محمد بن ادریس الشافعی	کتاب الام
محمد احمد مصباحی، مولانا	تدوین قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۴ء
محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر	فقہائے ہند، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
محمد امیر شاہ قادری گیلانی، علامہ	انوار غوثیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر	رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی المکی	تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء
محمد فرید وجدی	الادلۃ العلمیہ علی جواز ترجمۃ القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء
محمد فرید وجدی	دائرۃ المعارف القرن العشرین، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر	اردو میں قرآنی تراجم وتفاسیر ۱۹۶۶ء، قلمی
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر	تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

Marfat.com

محمد ہاشم تتوی، علامہ	بیاض ہاشمی (قلمی)
محمود الحسن خسرو، پروفیسر	قرآن حکیم کا نزول اور روحی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء
مناظر احسن گیلانی، سید	النبی الخاتم، مطبوعہ دھلی
محی الدین نووی، امام	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر
مجد الدین فیروز آبادی	بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ
مسعود عالم ندوی، مولانا	ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
مصطفیٰ بن عبداللہ، ملا کاتب چلپی الشہیر بہ حاجی خلیفہ	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ لندن
ممتاز حسین جونپوری	خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
نواب علی، پروفیسر	تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء
نور الدین جہانگیر، بادشاہ	تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
ولی الدین محمد بن عبداللہ	مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دھلی

Marfat.com

1. ALI AKBER : Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.

2. ENCYLOPAEDIA BRITTANICA: VOLS: 12, 13 & 15 USA 1974

3. FAZLUR REHMAN ANSARI: The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society, Karachi 1973.

4. JAMES DAVID: Islamic Art. London, 1954

5. MAHMUD BARALVI: Seerat-Al-Nabi, Jamshoro,1982

6. MAURICE BUCCAILLE: The Bible, The Quran and Science.

7. M.M.PICKTHAL NEW YORK,1954: The Meaning of the Glorious Quran

8. S.M.IKRAM: Cultural Heritage of Islam, Lahore, 1955.

9. Y.H.SAFAD: Islamic Calligraphi, London,1978

Marfat.com

عکسِ جمیل

نیشنل میوزیم پاکستان (کراچی) میں محفوظ
قرآنِ حکیم کے چند قدیم مخطوطات کے عکس
جو جناب ایم اے حلیم (ڈائریکٹر نیشنل میوزیم)
نے ازراہِ کرم عنایت فرمائے۔

مسعود

Marfat.com

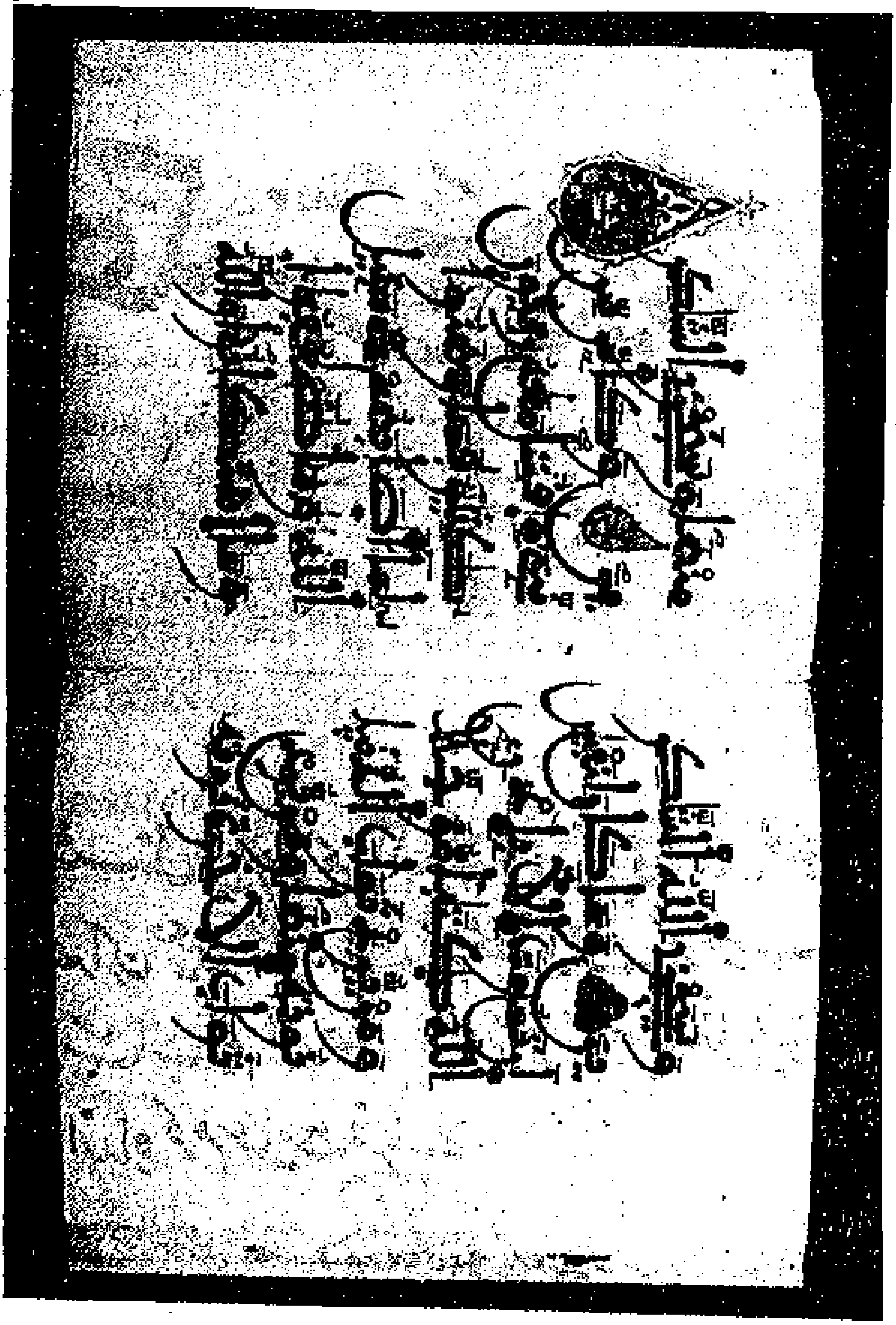

أمسكن عليكم واذكروا

اسم الله عليه واتقوا الله إن

الله سريع الحساب ● اليوم

أحل لكم الطيبات وطعام

الذين أوتوا الكتاب حل

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة
معرضون ● ما يأتيهم من ذكر من ربهم
محدث إلا استمعوه وهم يلعبون ● لاهية قلوبهم
وأسروا النجوى الذين ظلموا هل هذا
إلا بشر مثلكم أفتأتون السحر وأنتم
تبصرون ● قال ربي يعلم القول في السماء
والأرض وهو السميع العليم ● بل قالوا
أضغاث أحلام بل افتراه بل هو شاعر
فليأتنا بآية كما أرسل الأولون ● ما آمنت
قبلهم من قرية أهلكناها أفهم يؤمنون

Marfat.com

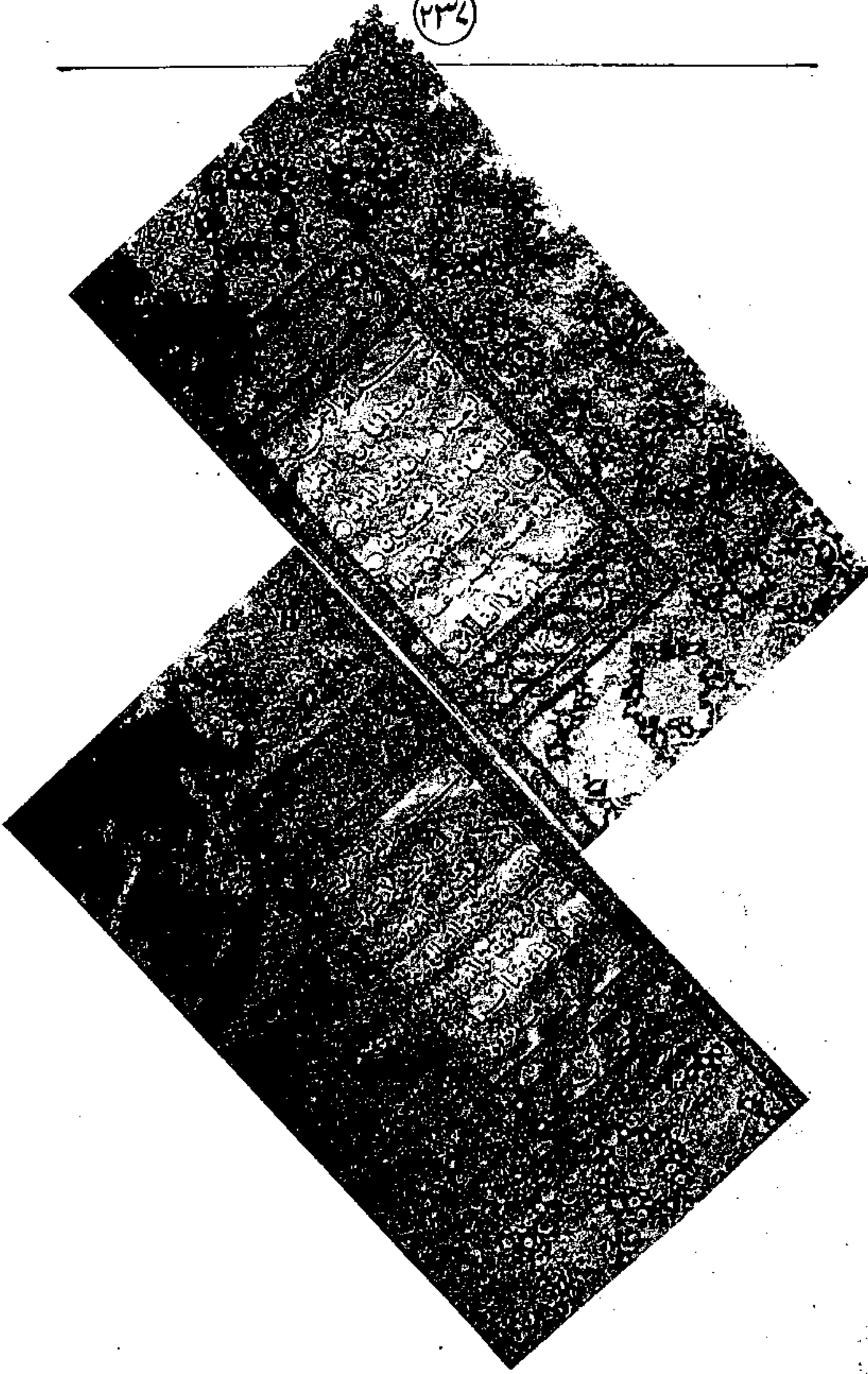

Marfat.com

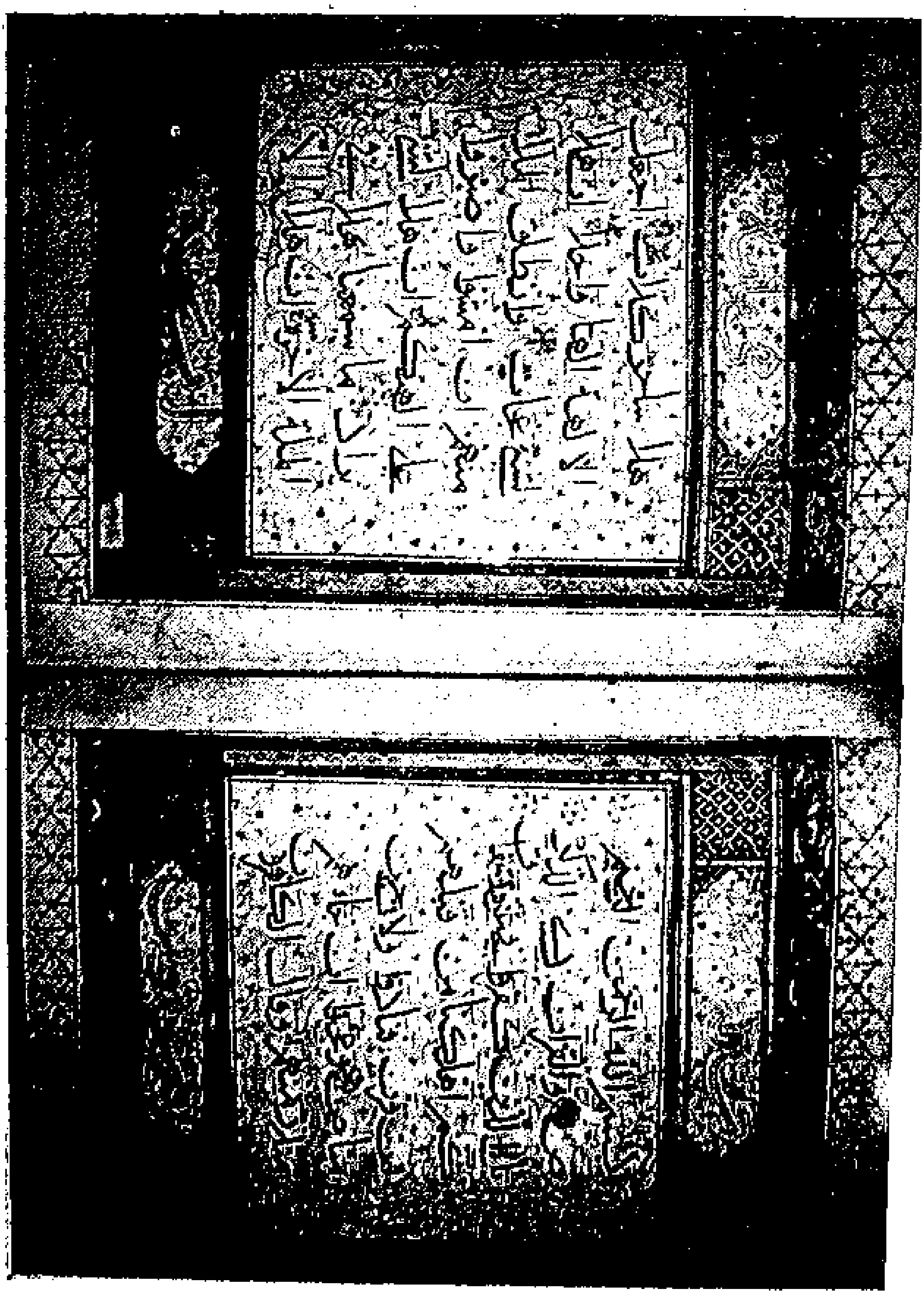

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين ۞ الرحمن
الرحيم ۞ مالك يوم الدين ۞ إياك
نعبد وإياك نستعين ۞ اهدنا الصراط
المستقيم ۞ صراط الذين أنعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين

Marfat.com

مصنّف کی اہم مطبوعات

۱۔ تمدّنِ ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	۱۹۶۴ء
۲۔ شاہ محمد غوث گوالیاری	حیدرآباد	۱۹۶۴ء
۳۔ تذکرۂ مظہر مسعود	کراچی	۱۹۶۹ء
۴۔ فتاویٰ مظہری	کراچی	۱۹۶۹ء
۵۔ مکاتیبِ مظہری	کراچی	۱۹۶۹ء
۶۔ حیاتِ مظہری	کراچی	۱۹۷۴ء
۷۔ سیرت مجدّد الف ثانی	کراچی	۱۹۷۶ء
۸۔ موجِ خیال	کراچی، بمبئی	۱۹۷۷ء
۹۔ تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۰۔ محبّت کی نشانی	کراچی، الٰہ آباد	۱۹۸۰ء
۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمّد اقبال	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۱۲۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۱۳۔ احمد رضا اور عالم اسلام	کراچی	۱۹۸۱ء
۱۴۔ گناہِ بے گناہی	کراچی، لاہور، مبارک پور	۱۹۸۱ء
۱۵۔ فتاویٰ مسعودی	کراچی	۱۹۸۷ء
۱۶۔ جانِ جاناں	حیدرآباد	۱۹۸۸ء
۱۷۔ جشنِ بہاراں	لاہور، کراچی	۱۹۸۸ء

Marfat.com